

پیر صنّاع مکینان و فضل خلائق زمان

[illegible]

آبشاری طبع بلند و حسن و افضل و بهر نفسی و غلام و حبس و تخلص و دلا و نبوی و سحر و سحر و دلا و نبوی

طبع می نشیو میسوریا کی سنا اطماع سی می تی

اطلاع

اس طبع میں ہر علم و فن کی کتب موجود ہیں مثلاً یقین کو قدرت مطلق سے جو علیحدہ موجود ہے اور کونسا
کونسا نہیں ہو سکتی ہے معلوم ہو سکتا ہے کہ قیامت اس سال میں نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے ہم صرف
کتب و بیانیہ بابت اسلام از فقہ حنفیہ و امامیہ وغیرہ اردو ذیل میں درج کرتے ہیں ناظرین کا علم
فرما کر خط کافی و بہرہ دہانی اور شادابی۔

کتب بیانیہ بابت اسلام از فقہ حنفیہ و امامیہ وغیرہ اردو

<p>مولوی ظہور احمد صاحب شجرہ طحڑی اسرار و ارادہ امام۔ وہ مجلس منظوم اس کتاب میں حضرت کامل الدین سے تامل کر بلائی علیہ الترتیب جو وہ مجلسیں ہیں راہ نجات از مولوی محمد علی صاحب غفرلہ ہوم معلوم تفسیر زاد الآخرة۔ صاحب طبع میں منظوم شادی حاصل آئین قرآن شریف ہے چار مصرعی جمعی ہے تصنیف مولوی عبدالسلام بدایونی۔ مجموعہ نو و نوہ نام۔ شادی و عاسے مفتی و قصیدہ بردہ بانست و سعادت قصیدہ خوشیہ و دعاسے سریانی وغیرہ۔ مفتاح البیوت۔ تصنیف مولوی کریم علی جو پوری فقہ میں۔ خلاصۃ المصاب۔ در مصائب اہل بیت علیہم السلام و تیمم۔ وہ مخزن اردو۔ در مصائب شہداء کرام۔ تاریخ مدینہ ترجمہ جذبات القلوب فضائل مدینہ تفسیر سورہ فاتحہ تصنیف مولوی کرام الدین صاحب وفات نامہ۔ تصنیف خانی مراد آبادی ذکر وفات پیغمبر علیہ السلام۔ حقیقۃ الصلوٰۃ شمارہ روزہ کی فضیلت کا ذکر ہے حقیقۃ الاسلام۔ اردو ترجمہ چار سالہ تاحی شار الدینیانی تہی کا تصنیف مولوی محمد علی سبیل الیقین۔ مصنف میر علی تخلص</p>	<p>در مختار۔ چار جلد شریعہ و ترجمہ مولوی خرم علی مرحوم و مولوی محمد احسن صاحب شبلیہ احمدی سرایا احمدی کا بیان ہے مثنوی زائر دعوت کرنا اسلام کا قیام و توحش کو و وارادہ مجلس سبب بیان از زائر حالات پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اسرار کر بلا۔ حالات کہ بلا از نشی و غیرہ مرحوم بلگرامی۔ بعد حمد ہندی فقہ اثنا عشری میں ہے فہرست۔ تصنیف نواب محمد مراد انجلو ہما در نظام نعت میں۔ رموز القرآن۔ اوقاف وغیرہ قرآن کے نکات کا بیان۔ آثار محشر۔ علامات و حالات قیامت شنوی میں مذکور ہیں۔ تفسیر سورہ یوسف منظوم و مشہور مستند کتاب ہے۔ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت۔ مذاق الکاتین۔ اردو ترجمہ احیاء العلوم کامل در جہاد جلد۔ رسالہ ہدایت الکوثرین الی شہداء و کھنیں تخفہ در و نقیب شجر الکلام۔ مولف مولوی منظور احمد صاحب۔ رسالہ کسب الانبیاء۔ اردو مصنف</p>
---	---

فہرست اہمائی بزرگان مندرجہ کتاب حدیثہ الاولیاء

نام بزرگ	صفحہ	نام بزرگ	صفحہ	نام بزرگ	صفحہ
خواجہ قطب الدین مختیار کاکی دہلوی	۲۱۰	شیخ محمد ظاہر لاہوری قادری	۱۵	محمد ولعت	۲
حضرت شیخ ذوالدین مسعود گنج شکر	۳۱	شیخ محمد رشید الدین سید قادری	۱۷	منقیت چارباہ کبارنی اندکندہ	۳
خواجہ علاء الدین علی اعجاز کلیری	۳۳۳	سید شاہ بلال بن سید عثمان	۱۸	تقسیم چین داسہ کتاب	۴
شیخ شمس الدین تاجک پانی پتی جوناپور	۳۳۶	سید محمد تقی محمد الدین بن شاہ ابوالحسن	۱۹	سید حسین سلسلہ قادریہ کے ذکر میں	۷
شیخ شمس الدین علی قلندر پانی پتی	"	شیخ مادیو لاہوری	۲۰	حضرت سید غوث داچی طلیبی گیلانی	۵
سلطان شاہ نظام الدین ابوالہادی	"	خواجہ بھاری علیہ رحمۃ الباری	"	سید شاہ فیروز	۶
خواجہ خیر خسرو شاہ شریقی دہلوی	۳۳۸	شاہ سلیمان قادری قدس سرہ	۲۱	حضرت سید القادر ثانی گیلانی	"
شیخ نصیر الدین محمود دود پتی دہلوی	۳۳۹	سید جان جعفری بن شاہ لاہوری	"	سید محمود جعفری لاہوری	۷
شیخ جلال الدین محمد پانی پتی گاؤں	۳۴۰	سید الزرقا شہو شاہ جعفر قادری	"	میران سید مبارک حقانی	۸
شاہ کاوچستی لاہوری	"	شیخ شاہ محمد شہو شاہ قادری	۲۲	سید محمد غوث بالابیر	"
شیخ عبدالقدوس گنگوہی	۳۴۱	شیخ حاجی محمد قادری شہو شاہ گنگوہی	۲۳	شاہ طیف بڑی قادری	۹
شیخ جلال الدین تہا نسیہ	"	سید حسن شاہ قادری گیلانی	"	سید بہا الدین گیلانی شہو شاہ اول شہر	"
شیخ جان بخشی صابری لاہوری	"	شاہ فدا قادری شکاری لاہوری	۲۴	سید گل بخش بن سید عبدالرزاق	۱۰
شیخ حاجی عبدالکریم چشتی لاہوری	۳۴۲	سید احمد شیخ اندک گیلانی	"	شیخ داؤد چونی وال شیر گڑھی	"
شیخ ابو سعید چشتی صابری گنگوہی	"	شاہ عنایت قادری لاہوری	۲۵	شیخ بھلول قادری قدس سرہ	۱۱
شیخ محمد صادق بن فتح اللہ گنگوہی	۳۴۳	شیخ محمد فاضل قادری شاہوسی	"	شیخ ابوسحاق قادری لاہوری	۱۲
شیخ عبدالخالق لاہوری چشتی صابری	"	شیخ سید محمد شہو شاہ چشتی شاہوسی	"	شاہ معزز چشتی و قادری	"
شیخ محمد عارف چشتی صابری لاہوری	۳۴۴	حضرت شاہ غوث شہید گیلانی قادری	۲۶	سید محمد زین سید بہا دین گیلانی	"
شیخ محمد صدیق چشتی صابری لاہوری	"	شیخ عبدالرحمان شہو شاہ پاک حمان	۲۷	شاہ نمبر بن سید علی گیلانی	۱۳
شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد صادق	"	سید علی شاہ قادری قصوری	۲۸	سید سیدی پاک شہید	"
شاہ ابوالحسن چشتی صابری	۳۴۵	سید عبدالرشید شاہ بلوچ لاہوری قادری	"	شیخ حسین شہو شاہ لال حسین	۱۴
شیخ عبدالرشید جالندھری	۳۴۶	شیخ غلام حسین ساکن ایوان الی	۲۹	شاہ شمس الدین قادری	۱۵
شیخ سوند اولہ شیخ مومنین	"	سید محمد حسین فاضل چشتی کے ذکر میں	۳۰	عاشق دانی شاہ شہو شاہ لال ابوالحسن	۱۶

نام بزرگ	نمبر صفحه	نام بزرگ	نمبر صفحه	نام بزرگ	نمبر صفحه
سید محمد علی حسینی	۴۵	شیخ سید الدین بن شیخ محمد	۶۲	سید محمد علی حسینی	۴۵
شیخ عتیق الله حسینی جالندهری	۴۶	شیخ سیدی بخاری مجیدی لاهی	۶۳	شیخ عتیق الله حسینی جالندهری	۴۶
شیخ محمد علی حسینی صابری لاهی	۴۷	شیخ نور محمد بدونی	۶۴	شیخ محمد علی حسینی صابری لاهی	۴۷
شاه بلوچ کی پشی صابری لاهی	۴۸	شیخ عبدالاحد بن شیخ احمد سید	۶۵	شاه بلوچ کی پشی صابری لاهی	۴۸
شاه لطف الله حسینی	۴۹	شیخ محمد عابد نقشبندی مجیدی	۶۶	شاه لطف الله حسینی	۴۹
مولانا فخر الدین فخر خان حسینی	۵۰	شاه شمس الدین حبیب الله	۶۷	مولانا فخر الدین فخر خان حسینی	۵۰
شیخ علیم الله بن سید عتیق الله	۵۱	شاه عبداللہ المصطفیٰ حبیب غلام	۶۸	شیخ علیم الله بن سید عتیق الله	۵۱
شیخ نور محمد حسینی اشهر نور محمد بیل	۵۲	شاه ابوسعید مجیدی دہلوی	۶۹	شیخ نور محمد حسینی اشهر نور محمد بیل	۵۲
سید علی حسینی صابری جالندهری	۵۳	شاه روف نقشبندی	۷۰	سید علی حسینی صابری جالندهری	۵۳
شیخ محمد سید حسینی صابری شرقپوری	۵۴	حضرت غلام محی الدین قصوری	۷۱	شیخ محمد سید حسینی صابری شرقپوری	۵۴
شیخ محمد سید حسینی جالندهری	۵۵	شاه احمد سید مجیدی	۷۲	شیخ محمد سید حسینی جالندهری	۵۵
شیخ خالد الدین حسینی شرقپوری	۵۶	سید امام علی شاه سامری	۷۳	شیخ خالد الدین حسینی شرقپوری	۵۶
حافظ موسی حسینی مالک پوری	۵۷	شیخ محمد شمس نقشبندی لاهی	۷۴	حافظ موسی حسینی مالک پوری	۵۷
خواجہ محمد سلیمان حسینی	۵۸	جوئے حسین خاندان سمرودی کوکرنی	۷۵	خواجہ محمد سلیمان حسینی	۵۸
مولوی امانت علی حسینی صابری	۵۹	شیخ اشرف بہاوالدین گریلاتانی	۷۶	مولوی امانت علی حسینی صابری	۵۹
شیخ حاجی رمضان لاهی	۶۰	شیخ صد الدین عارف ملتان	۷۷	شیخ حاجی رمضان لاهی	۶۰
شیخ فیض بخش لاهی	۶۱	سید جلال الدین شیر شاہ بخاری	۷۸	شیخ فیض بخش لاهی	۶۱
شیخ حسن کریم خان نقشبندی	۶۲	شیخ احمد مشوق الہی قدس سرہ	۷۹	شیخ حسن کریم خان نقشبندی	۶۲
خواجہ محمد باقی شہر باقی باندہ	۶۳	شیخ رکن الدین بولاق ملتان	۸۰	خواجہ محمد باقی شہر باقی باندہ	۶۳
شیخ احمد محمد خان ثانی فاروقی	۶۴	شیخ حمید الدین بولاق ملتان	۸۱	شیخ احمد محمد خان ثانی فاروقی	۶۴
حضرت خواجہ جواد محمد حضرت نشان	۶۵	سید جلال الدین بخاری	۸۲	حضرت خواجہ جواد محمد حضرت نشان	۶۵
شیخ احمد سعید نقشبندی مجیدی	۶۶	سید الیاس بن شیخ راجہ بک	۸۳	شیخ احمد سعید نقشبندی مجیدی	۶۶
شیخ محمد موسیٰ قدس سرہ	۶۷	سید ناصر الدین محمد دم جہان	۸۴	شیخ محمد موسیٰ قدس سرہ	۶۷
شیخ محمد حسین الدین خانہ شاد	۶۸	شیخ محمد علی بن علی بن علی بن علی	۸۵	شیخ محمد حسین الدین خانہ شاد	۶۸

ردیف	نام بزرگ	ردیف	نام بزرگ	ردیف	نام بزرگ
۱۰۰	سید احمد خوشه ترنمزی لاهوری	۱۱۵	مولانا عبدالرحمن الانا والی الله محدث	۱۳۰	شیخ میثم مجذوب نوشا هبی
۱۰۱	سید یحییٰ بن محمد طبریزی لاهیوتی	۱۱۶	میران سید غلام محی الدین	۱۳۱	سید شاد عبداللہ مجذوب نوشا هبی
۱۰۲	سید شیخ عزیز الدین کی لاهیوتی	۱۱۷	مولوی غلام رسول فاضل لاهیوتی	۱۳۲	مولانا مجذوب نوشا هبی
۱۰۳	سید مصطفیٰ لاهیوتی	۱۱۸	شیخ لدھی شامونه ساز لاهیوتی	۱۳۳	حافظ طاهر مجذوب نوشا هبی
۱۰۴	مولانا حسین بلبل شاه کشمیری	۱۱۹	مولانا محمد سحاق دہلوی	۱۳۴	موصوم شاه مجذوب لاهیوتی
۱۰۵	شیخ ابوبکر سحاق گاندونی منیر افغان	۱۲۰	سید نور علی شاه لاهیوتی نقشبندی دہلوی	۱۳۵	مستقیم شاه لاهیوتی فیض پوری
۱۰۶	شیخ نور الدین ولی کشمیری	۱۲۱	مولانا جان محمد فاضل لاهیوتی	۱۳۶	فقیر تاجی شاه مجذوب لاهیوتی
۱۰۷	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۱۲۲	مولوی غلام اللہ فاضل لاهیوتی	۱۳۷	نظام شاه لاهیوتی مجذوب
۱۰۸	شیخ عبدالکلیم سیالکوٹی	۱۲۳	مفتی غلام محمد بن مفتی جلیل الدین دہلوی	۱۳۸	مستان شاه لاهیوتی مجذوب
۱۰۹	حکیم سرمد دہلوی مقتول	۱۲۴	شیخ احمد شاه کشمیری تازہ بلی	۱۳۹	جلی شاه مجذوب لاهیوتی
۱۱۰	سید بو تراب خوش گدار لاهیوتی	۱۲۵	میران سید غلام شمس شاه صاحب	۱۴۰	سرتان جی بی بی صاحب کوندرین
۱۱۱	خواجہ ابوبکر شیشی لاهیوتی	۱۲۶	سید غلام خوش قدس سرہ	۱۴۱	بی بی جان بی بی بی بی بی بی بی بی
۱۱۲	شیخ فتح شاه شکاری لاهیوتی	۱۲۷	سایر خطب شاه لاهیوتی	۱۴۲	بی بی سارہ قدس سرہ
۱۱۳	شیخ حاجی محمد سعید لاهیوتی	۱۲۸	چھٹا حسن مجاہد بنی عباس دکنی	۱۴۳	بی بی فاطمہ سام دہلوی
۱۱۴	شیخ میر محمد یعقوب لاهیوتی	۱۲۹	میران سرنگا میزدوب انصاری	۱۴۴	بی بی قمر خانم شیخ فیصل الدین
۱۱۵	شاه ولی اللہ محدث دہلوی	۱۳۰	سوپن مجذوب جوہی پاکپٹی	۱۴۵	بی بی زلیخا قدس سرہ
۱۱۶	خواجہ حافظ عبدالقادر اولیسی	۱۳۱	شیخ البرور مجذوب نارنولی	۱۴۶	بی بی اویلا قدس سرہ
۱۱۷	شیخ محکم الدین امیر اولیسی	۱۳۲	میران مودون مجذوب دہلوی	۱۴۷	بی بی راستی قدس سرہ
۱۱۸	سید عبدالکریم شمس میرا لاهیوتی	۱۳۳	شیخ حسن بودله مجذوب	۱۴۸	عارف کاملہ کشمیری
۱۱۹	مولوی غلام قمر لاهیوتی	۱۳۴	شاه ابو نعیم بخاری مجذوب	۱۴۹	بی بی فاطمہ سید شمس بی بی بڑی
۱۲۰	مفتی رحیم اللہ بن مفتی محمد اللہ	۱۳۵	میران مرگہ مجذوب لاهیوتی	۱۵۰	بی بی جمال خاتون قدس سرہ
۱۲۱	شیخ نواز احمد شمس نور حسین دکنی	۱۳۶	میتا شاه مجذوب کشمیری	۱۵۱	مائی بھالی لاهیوتی قدس سرہ
۱۲۲	مولانا شاه عبدالعزیز دہلوی	۱۳۷	شاه بدیع الدین مجذوب کشمیری	۱۵۲	زینا راتہ عالیہ جوہدہ لاهیوتی
۱۲۳	سلطان بالادین اولیسی	۱۳۸	خواجہ داؤد مجذوب کشمیری	۱۵۳	نقصین زینا راتہ جوہدہ لاهیوتی

صحنه	نام بزرگ	صحنه	نام بزرگ	صحنه	نام بزرگ
۱۴۹	تفصیل زیارات حضرت دوم	۱۵۰	حضرت شاه گاجی قادری	۱۶۲	سید عبدالقادر لاهوری
۱۵۱	حالات بزرگانی و فانی تاریخ	۱۵۱	شاه ضیاء الدین شروانی	۱۶۳	مزارات احاطه کشمیری و اندلسی
۱۵۲	سید صوفی لاهوری	۱۵۱	مخدوم شاه عالم صدر جهان	۱۶۴	مزار چیرانگ شاہ
۱۵۳	سید سر بلند قدس سره	۱۵۱	سید مخدوم میر جهان صدر جهان	۱۶۵	مزار مرگینانی
۱۵۴	حضرت پیر ذکی قدس سره	۱۵۱	ابو صابر میران گیلانی	۱۶۶	گنبد بقعه حافظه غلام محمد شاد
۱۵۵	حضرت پیر یحیی قدس سره	۱۵۹	شاه عبدالرزاق ملی	۱۶۷	پیر ذیل محبوب
۱۵۶	پیر سرک الدین رحیم پیر راجی	۱۶۰	پیر غازی مشهور پیر نصیب	۱۶۸	حضرت شاه گردیز ملکانی
۱۵۷	پیر بک لاهوری	۱۶۱	پیر برهان قدس سره	۱۶۹	مفتی شیخ مکرم قریشی
۱۵۸	مزار شهید کبیر و فتح علی صاحبان	۱۶۲	حضرت شاه رحمت الله قریشی	۱۷۰	شیخ علی زکریا لاهوری
۱۵۹	وان شهید قدس سره	۱۶۳	مکان مزار حاجی حمید مومنون	۱۷۱	شیخ حامد قادری سمرقندی
۱۶۰	سلطان بابو قدس سره	۱۶۴	فضل شاه مخدوم نوشاهی	۱۷۲	شیخ کلمه شاه سرت قادری
۱۶۱	سید کمال مشهور پیر جهانیان	۱۶۵	حضرت شاه کلمه نوشاهی	۱۷۳	حضرت شاه حسن ولی
۱۶۲	شیخ فتح شاه امیر شری	۱۶۶	شیخ موسی کوکله	۱۷۴	خانم کتاب
۱۶۳	شیخ محمد شاه شیرازی پستی	۱۶۷	شیخ محترم قدس سره	۱۷۵	قطعات تاریخ
۱۶۴	پیر ادبی ره نما	۱۶۸	حضرت شاه (میر) نوشاهی	۱۷۶	تمت



کرم صنایع کیمیا و مکان فاضل خان یزدانی

Handwritten musical notation on a single staff, featuring various notes, rests, and a treble clef.

آبشاری طبع بلند و جوانی از فضل و بهر نفسی هم مستور و صاحب خلوص و الهامی سرسبز و دانا و شایسته

طیبات فی نفسی و جسدی و سائر اشیاء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>خدا سے محبت کا چمکا ہے نور پہنچا جس نے اوسکی محبت کا جام وہ محبوب کیا ایک محبوب ہے زمانہ محبت کا پابند ہے محبت کو ہستی سے ہستی ہوئی محبت سے جسکو رسائی ملی</p>	<p>اوسی نور سے سب نے پایا طہور نہیں اوسکو غیروں کی الفت سے کام کہ ہر ایک طالب کا مطلوب ہے محبت کا ہر اک سے پیوند ہے اسی سے بلندی و پستی ہوئی خدا اٹکیا اور خدا فی ملی</p>
--	--

نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

<p>خدا کی محبت کے ہیں رہنما محمدؐ سے مرغوب دنیا و دین محمدؐ سے عشق پر دروگاہ</p>	<p>جناب محمد رسول خدا ا محمدؐ سے مطلوب اہل یقین محبت کا رکھتا ہے جس پر مدار</p>
--	---

اسی

اوسے شمع کے برابر ہے پروانے ہیں غیاں نور کثرت محمد سے ہے بنی سے محبت کی ہے ابتدا	اوسے گل کے سبب لوگ دیوانے ہیں کہ اظہار وحدت محمد سے ہے اوسے پر ہوا خاتمہ عشق کا
--	---

منقبت چہار یار کبار رضی اللہ عنہم

ابو بکر صدیق عالیجناب شہنشاہ عادل عمروادگر خدا دوست عثمان حسیم و کریم علی پہلوان شاہ شکل کشا غرض جتنے حضرت کے صحاب ہیں سیرا و نیہ پونچے درود اور سلام جہان میں ہے جتنے محمد کے آل خدا یا مری مان لے التجا کروں جیب میں دنیا سے غم سفر سیری تن سے جب جان جانی لگے تیرا نام اوس دم رہے بر زبان میرا نیک ہو خاتمہ یا اللہ الہی میری عا جزئی کر قبول	کہ تھا اوج پر صدق کے آفتاب ہدایاے لطف و مروت گھر رہ صدق اخلاص پر مستقیم محمد کا ولدار شیر خدا محمد کے وہ پیارے اجاب ہیں خدا اپنی رحمت کرے اونپہ عام کرے اونپہ لطف ایزد لایزال طفیل محمد رسول خدا میرا خاتمہ ہووے ایمان پر یہ دم اپنا جہدم ٹھکانے لگے تیرے غم میں آنکھیں ہوں گوہر نشان بجی محمد رسالت پناہ نرگھہ مجھ کو دنیا و دین میں ملول
--	--

اور اظہار باعث تالیف کتاب حقیقۃ الاولیاء

اس کتاب کی تالیف سے پہلے بھی احقر الحق غلام سرور خلف مفتی غلام محمد قسری لاہوری
اولیائی کرام و پیران عظام کے حال میں ایک کتاب خزینۃ الاصفیاء نام بزبان فارسی
تالیف کر چکا ہے جو دومرتبہ لاہور اور لکھنؤ میں چھپ کر تحفہ نظر ارباب شوق ہو چکی ہے
اوس میں ہر ایک سلسلہ اور خاندان کا ابتدا سے اس زمانہ تک حال و احوال میر و دانش مہیاں

تقریباً چھ سو سال پہلے امام الدین حکیم مدح خوان رسول کریم میرے مکلف حال ہوئے کہ اکبر اور محبوبہ مختصر کرد و زبان تین لکھو جس میں ملک پنجاب کے اولیا کا حال ہو یعنی وہلی سے پشاور تک جس قدر علاقہ اس وقت پنجاب کے ساتھ متعلق ہے اور مشہور اولیا کے مزار اس میں ہیں سب کا حال ضروری ضروری اور میں تحریر ہو پس ایک دوست کے فرمانے اور دلی محبت نے جو قدیم سے محبوب اولیا را اللہ کے ساتھ ہی اس کام پر مجبور آباد کیا اب خداوند تعالیٰ سے امداد چاہتا ہوں کہ یہ کام بخیر و خوبی انجام پائے اور بعد میں میرے کے یہ کتاب دنیا سی فانی بین یا و گار رہ جائے آئیں کل کتاب کا نام حقیقۃ الاولیا رکھا گیا اور سات چہرے پر شمیم ہوئی پہلا چہرہ مشائخ قادریہ کے احوال میں دوسرا چہرہ مشائخ چشتیہ کے احوال میں تیسرا چہرہ مشائخ نقشبندیہ کے احوال میں چوتھا چہرہ مشائخ سہروردیہ کے احوال میں پانچواں چہرہ مشائخ متفرقات کے حالات میں چھٹا چہرہ مجاہدین و مجاہدیب کے حالات میں ساتواں چہرہ عورتا صالحات کے ذکر میں

قطعہ تائید

یہ کہ کیا باغ و بہار اولیا ہے	یہ کہ کیا اچھا ہے سرور کا حقیقہ
کہ باغ اقیانوس و اصفیا ہے	نورین و نعل خزان اس بوستان میں
کہ یہ گلزار فیض کبریا ہے	کراہی ہے باغ کوئی اس کے ہر شاخ و گیا
کہ جس پر عند لیب دل فدا ہے	یہ ہے سرسبز باغ اہل عرفان
کہیں سنبل کہیں لالہ کھلا ہے	کہیں سبزہ کہیں غنچہ کہیں گل
بنا سرور کا یہ بستان سرا ہے	مخزن رومی زمین پر مثل فروز
کہ گوناگون حدیقہ خوش نما ہے	کہا رہنما ان کے ہر سال تالیف

پہلا چہرہ سلسلہ قادریہ کو مشائخ کے ذکر میں

یہ سلسلہ حضرت محبوب سبحانی قطب بانی شیخ سید سلطان محمدی الدین ابو محمد عبد القادر گیلانی کے ساتھ منسوب ہے ابتدا اسکی حضرت امام الاولیا علی بن موسیٰ رضا آٹھویں امام ہے

ہو جن سے سید فیض باطنی حضرت معروف کرخی نے پایا اور ان سے شیخ سرسقی فیضانِ خلافت حاصل کی اور شیخ جنید بغدادی اور ان سے شیخ ابو بکر شبلی اور ان سے شیخ عبد الواحد میری نے شیخ ابو الفرج طوسی اور ان سے شیخ ابو الحسن قرطبی ہیکاری اور ان سے شیخ ابو سعید مبارک مخزومی اور ان سے جناب محبوب سبحانی محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی نے فیض پایا حضرت غوث الاعظم قدس سرہ صحیح الطریق جنسی جو سیدنی سید تھے ان کے والد کا نام سید ابی صالح بن سید موسیٰ بن سید عبداللہ بن سید عمر زاہد بن سید محمد روحی بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی بن موسیٰ ثالث بن سید عبداللہ محسن بن سید محمد اکشہور رحبن مثنیٰ بن امام حسن بن علی کرم اللہ وجہہ اور والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ بن سید عبداللہ صولتی بن سید ابو الجمال بن سید محمد بن سید احمد بن سید طاہر بن سید عبداللہ بن سید کمال بن سید علی بن سید علاء الدین بن سید محمد بن سید امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی کرم اللہ وجہہ تھا حضرت رہنے والے جیلان کے تھے اس لئے حضرت کو جیلی اور جیلانی کہتے ہیں کینیت حضرت کی طریقت میں امام الکلی اور شریعت میں محبوب سبحانی و ابو محمد و محی الدین اور مذہب حضرت کا حنبلی تھا سیکڑ اور اولیا حضرت کی بیعت میں اگر مقرب بقرب ربانی ہوئے حضرت کے خوارق و کمالات اس قدر ہیں جس قدر آسمان پر ستارے جسکی تشریح بہت طول ہے حضرت کے سلسلہ میں سے حضرت سید محمد غوث اوجی حلبی کیلانی اول پنجاب میں آئے ان کے بزرگوں سے سید ابو العباس احمد بن سید ضوفی اپنے چھوٹے بھائی سید ابوسلیمان کے ساتھ بوقت قتل و غارت بغداد کے جو ہلاکو خان کے وقت وقوع میں آئے تھے بغداد سے نکل کر روم میں تشریف لے گئے جب ہلاکو خان کا ختم ہوا تو حلب پہنچا پر سکونت اختیار کی حضرت سید محمد بھی وہیں پیدا ہوئے اور ابتدا جوانی میں دور دور کے ملکوں کی سیر کی کتنی مرتبہ حج بھی کیا آخر لاہور میں اگر چند سال قیام کیا پھر حلب میں گئے اور بعد وفات اپنے باپ کے خراسان کے رہنے ملتان میں آئے اور اچ کے مقام پر سکونت اختیار کی حضرت کی اولاد کثرت سے

ہندوستان میں پہلی ہوئی ہے شجرہ نسب حضرت کاغوث الاعظم قدس سرہ کے ساتھ اس طرح ملتا ہے کہ سید محمد خلف سید شمس الدین بن سید شاہ میر بن سید ابو الحسن علی بن سید ابو علی بن سید سعود بن سید ابو عباس احمد بن سید صفی الدین المشہور سید صوفی بن سید سیف الدین عبد الوہاب بن حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ اب سکونت پورچ کے سلطان جسیجی زاحم سندھ و سلطان سکند کو دسی بادشاہ ہند حضرت کی مرید ہوئی لاکھوں آدمیوں نے فیض حاصل کیا خوارق و کرامات ہزاروں اون سے سرزد ہوئیں حضرت کے چار صاحبزادے تھے ایک سید عبد القادر ثانی دوم سید عبداللہ ربانی سید مہربار حقایق چہارم سید محمد نورانی قدس سرہ سیم العزیز جسے الگ الگ فیض چاری ہوئے ہوا ہے نو ستونین حضرت فوت ہوئے اور اوج میں دفنائے گئے محمد مخدوم عالم حضرت کی تاریخ وفات درج خرنیتہ الاصفیاء ہے اور محمد حسنی پاک رفت شجرۃ الانوار میں *

میر سید شاہ فیروز قدس سرہ

سید حضرت بھی گیلانی سادات میں سے بڑی بزرگ اور پیر لقیقت تھے ان کو جد بزرگ شاہ عالم بھی بنیاد سے ہند میں آئے اور بعد میں ہند لاکھور میں آکر سکونت کی اونکی وفات کے شاہ فیروز دادا کی سند پر بیٹھے اور تلقین و تدبیریں جاری کی اور تمام عمر خلقت کی ہدایت میں مصروف رہے اونکے پیرانکے دادا شاہ عالم اونکے شاہ نواز دین اونکے شیخ احمد اونکے شیخ حامد اونکے عبد الرزاق اور اونکے سید عبداللہ گیلانی اور اونکے سید احمد قادری اور اونکے سید سعود اور اونکے سید علی اور اون کے سید صوفی اور اون کے سید سیف الدین عبد الوہاب اور اون کے حضرت کاغوث الاعظم قدس سرہ تھے وفات حضرت کی ۳۷۰ نو ستونین میں واقع ہوئی اور مزار لاکھور و تڈی گروہ کی تکیہ میں ہے۔

حضرت سید عبد القادر ثانی بن سید محمد حلبی و چچی گیلانی قدس سرہ

یہ بزرگ اپنے وقت کے امام لقیقت و مقتدا ہی حقیقت تھے تعلیم علوم ظاہری باطنی

خطاب سے مخاطب ہوئے قادر یہ سلسلہ طہنیت کا شجرہ حضرت غوث الاعظم تک طرح پر ہو چکا ہے کہ سید محمود مرید اپنے باپ شمس الدین کے اور وہ مرید سید یعقوب کے اور وہ مرید سید عبدالقادر کے اور وہ مرید سید علی کے اور وہ مرید سید سعید کے اور وہ مرید سید احمد کے اور وہ مرید سید اصغر کے اور وہ مرید سید ابو الفرج کے اور وہ مرید سید عالی بن سید عبدالوہاب کے اور وہ مرید حضرت غوث الثقلین کے وفات سید محمود کی نو سو بیالیس ۹۲۷ ہجری میں واقع ہوئی اور مقبرہ لاہور کے باہر میان میر کی سڑک کے پاس ہے۔

میران سید مبارک حقانی بن سید محمد اچھی حلبی گیلانی

قادر یہ سلسلہ یقین حضرت بڑے بزرگ صاحب دہوتقوی و عبادت و ریاضت و ترک و تجرید و عشق و محبت و جذب سکر محو حضرت نے آبادی چھوڑ کر جنگل میں سکونت اختیار کی کوئی بنی آدم ان کے روبرو نہیں جاسکتا تھا اور جو جاتا مست و مجذوب ہو جاتا سو اسی ایک شخص معروف حشقی کے کسی نے نعمت خلافت ان سے حاصل نہیں کی بارہ سال تک یہ حضرت مہدی کی حالت میں ہو پھر لاہور میں تشریف لائے اور یہاں ہی نو سو چھپتر سال ہجری میں وفات کی نعش مبارک حضرت کی اچھ میں لیجا کر دفن کی۔

سید غوث بالا پیر بن زین العابدین بن سید عبدالقادر فی اچھی گیلانی

یہ حضرت طریقت میں مرید اپنے جد بزرگوار سید عبدالقادر کے تھے اور پرورش و تکمیل ظاہری و باطنی بھی انہیں سے پائی کیونکہ ان کے والد بزرگوار لبر جوانی اپنے والد کے روبرو کفار کے ہاتھ سے شہید ہو گئے تھے جب ان کے جد امجد بھی وفات پا گئے تو یہ اپنے چچا سید حامد گنج بخش سے ناراض ہو کر اچھ سے نکل آئے اور بمقام سنگھ جو پنجاہ میں مشہور قصبہ ہے سکونت اختیار کی اور اسی جگہ تاریخ پانچویں شوال سال نو سو وینسٹھ ہجری میں وفات کی روضہ حضرت کا بھی سنگھ میں ہے۔

شاہ لطیف برہی قادری قدس سرہ

ہزرگان پنجاب سے یہ حضرت بڑے بزرگ مشہور ہیں حضرت کے خوارق و کرامات ہزاروں مشہور ہیں حضرت بڑے عابد زادہ گوشہ نشین ہست و مجذوب تھے ہزاروں مرید حضرت کی مدارج تکمیل کو پہنچے حضرت نے نعمت باطنی حضرت حیات المیز زندہ پیر سے پائی جو حضرت غوث الاعظم کے پوتوں سے زندہ جاوید ہیں حضرت کی وفات نو سو بائیس سال ہجری میں واقع ہوئی اور روضہ مقدس مشہور ہے۔

سید بہاول الدین گیلانی مشہور بہ بہاول شیر قند حجازی

مشائخ عظام و سادات کرام قادریہ سے یہ حضرت بڑے بزرگ و مست و مجذوب تھے اور شجرہ نسب انکا حضرت غوث الاعظم کے ساتھ اس طرح ملتا ہے کہ حضرت سید بہاول شیر بن سید محمود بن سید علاء الدین المشہور زین العابدین بن سید مسیح الدین بن سید صدق الدین بن سید ظہیر الدین بن سید شمس الدین بن سید موسیٰ بن سید شتاق بن سید علی بن سید صالح بن قطب الافاق سید عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی سید بہاول شیر بغدادی پیدا ہوئے پھر اپنے باپ اور پھوپھی کے ہمراہ ہندوستان میں آکر شہر دہلی میں سکونت اختیار کی وہاں ان کے باپ ہی فوت ہو گئے اور انہوں نے تربیت و تکمیل اپنی پھوپھی سے جو رابو عصر تھی پائی اور تمام عمر ریاضت و عبادت و سکر و جذب و عشق و شوق و ذوق میں گزاری دو سو پچاس برس کی حضرت نے عمر پائی بلکہ اس قدر عریض کی کسی نے مشائخ قادریہ سے نہیں پائی حضرت تین مرتبہ بارہ بارہ برس کی خلوت میں بیٹھے اور اس عرصہ میں بی خورد و خواب عبادت کرتے تھے ایک مرتبہ جو ایک فارمین چالیس برس بحالت سکر و جذب ایک مقام پر بیٹھے رہتے تو شپٹ مبارک نایک چھر کے ساتھ جو تکیہ گاہ آپ کا تھا چمٹ گئی جب وہاں سے اٹھے تو چمڑہ اوسی پتھر کے ساتھ رہ گیا یہ حضرت جب ایک سو برس کی عمر کو پھونچے تو ریش مبارک کا آغاز ہوا نقل ہو کر جب چالیس برس کی خلوت کے بعد حضرت غار سے نکلے تو اس مقام پر آئے جہاں اب قصبہ حجر آباد ہے یہاں اس وقت دریا چلتا تھا

دوریا کے کنارے حضرت نے صوبہ بنایا اور سکونت اختیار کی زمینداران قوم وھول فوجبکی ملکیت میں وہ زمین بھی حضرت کو وہاں سے اٹھا دیا حضرت نے دوسری جنگ قیام کیا وہاں بھی یہی معاملہ وقوع میں آیا اوس پر حضرت جلال میں آگئے اور دریا کو حکم دیا کہ تو یہاں سے ہٹ جا اور جگہ ہمارسی رہنے کے لیے خالی کر دیا فی الفور وہاں سے کہی سپل تک دور چلا گیا اور ایک کرویہ بلند جو دریا سے لکلا تھا اوس پر حضرت نے قیام فرمایا نیزہ کرامت حضرت کی جو زمینداروں نے دیکھی سب مرید ہو گئے اور اوس مقام پر آبادی ہو گئی ابھی حضرت وہاں ہی رہے آخر اٹھارہویں شوال سال نو سو و تترین فوت ہو کر حجرہ میں دفن ہوئے اور ماہ عبد القادر ثانی سے حضرت کی تاریخ وفات ظاہر ہے۔

سید حامد کبج بخش سید عبد الرزاق بن سید عبد القادر ثانی

خاندان قادریہ عظیمہ میں سے یہ حضرت بڑے بزرگ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت تھے ہزاروں خادم حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مراتب کمال کو پہنچے باو شان وقت بھی اونکی آستان بوسی کو اپنا افتخار جانتے تھے تمام عمر انہوں نے عبادت و ریاضت میں گزرائی اور اوج میں سکونت رکھی حضرت کے خلفاسی کامل و مکمل بہت تھے چنانچہ سید شیر شاہ ملتانی اور شیخ داؤد کرمانی حضرت کے کاملین خلفائیں سے تھے حضرت کی وفات سال نو سو و تترہجری میں ہوئی اور بمقام اوج مدفون ہوئے اور بعد اونکی وفات کے سید جمال الدین موسیٰ مستدینت پر بیٹھے شیخ محبوبی اونکی تاریخ وفات ہے۔

شیخ داؤد چونی وال تیر گڑھی قادری قدس سرہ

پنجاب کے قادریہ بزرگوں میں سے یہ حضرت صاحب حال و قال و شریعت و طریقت مشہور ہیں شام سے صبح تک یہ حضرت عبادت میں مصروف رہتے تمام رات کبھی سوتے نہ تھے اور عبادت کا یہ حال تھا کہ تمام رات کبھی قیام اور کبھی سجد اور کبھی رکوع اور کبھی قعدہ میں گزر جاتی اور کثرت ریاضت سے ایک طرح کی نسبت خاص انکو حضرت غوث الاعظم کے ساتھ پیدا ہوئی اور حضرت کی باطنی اجازت سے یہ حضرت سید حامد کبج بخش کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مراتب کمال کو پہنچے فرقہ خلافت حاصل کیا صاحب شجرۃ الاولیاء

انکا شجرہ نسب اس طرح امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملاتے ہیں کہ سید داؤد بن
سید فتح الدین کرمانی بن سید مبارک بن سید فیض الدین بن سید صفی الدین آدم کرمانی بن سید
افتی الدین احمد بن سید عبد المجید بن سید عبد الحفیظ بن سید عبد الرشید بن سید ابو الغنائم بن سید
ابو المکارم بن سید ابو الحسن بن سید ابو الفیض بن سید ابو الفضل بن سید عبد الباقی بن
سید ابو المعالی محمد بن سید ابو الواہب بن سید ابو الحیات بن سید محمد بن سید محمد ماہ بن
سید شاہ محمد میر بن سید مسعود بن سید محمود بن سید ابو الاحمد بن سید داؤد بن سید ابو ابرہیم
اسماعیل بن سید محمد اعرجی بن موسیٰ مبرق بن امام موسیٰ رضا رضوان اللہ عنہم جمعین مگر
ایک شجرہ میں اس طرح صحت ہوئی کہ سید محمد اعرجی بن موسیٰ مبرق بن امام محمد تقی بن امام علی
موسیٰ رضا کیونکہ سید موسیٰ مبرق کوئی صاحبزادہ حضرت امام رضا کا نہ تھا و صاحب
سفینۃ الاولیاء لکھتا ہے کہ اول سید فتح الدین والد بزرگوار انکا عرب سے ہند میں آیا
اور بمقام حبیب پور پٹی سکونت اختیار کی پھر وہاں سے قصبہ چوینان میں رہائش
کی جب وہ مر گئے تو سید داؤد ان کے مرنے کے بعد چار ماہ پیدا ہوئے اور مولانا
اسماعیل لاہوری کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم ظاہری سے بہرہ کامل پایا پھر باطنی علوم
کی حاصل کرنے میں مشغول ہوئے وفات حضرت کی شہنہ نو سو یا سی میں واقع میں آئی
اور فرار گوہر بار بمقام شیر گڑہ زیارت گاہ خلق اللہ ہوا اور ہر سال بڑا ہجوم حضرت کے
مزار پر ہوتا ہے اور تاریخ وفات حضرت کی پیر حق پرست سے ظاہر ہوتی ہے اور شتاق
سنان مادہ تاریخ درج اجارا الاخیا رہے۔

شیخ بہلول قادری قدس سرہ

یہ حضرت قادریہ سلسلہ میں بڑے شیخ مشہور ہیں شاہ لطیف بری سے فیض پایا
مہر وہ فیض بھی اس سلسلہ میں تھا کہ شاہ لطیف نے سوای حیات الیہ زندہ پیر کے شیخ
نصیر الدین قریشی طہانی سے بھی فیض حاصل کیا تھا شیخ بہلول نے سہریت کیا اور بڑے
بڑے بزرگوں سے فیض باطن پایا چنانچہ اول بمقام بخت اشرف پھر کر بلائی معالی میں جا کر
اتکاف کیا وہاں سے مکہ معظمہ میں جا کر مناسک حج ادا کئے پھر مدینہ میں جا کر کئی عہدے

خلوت اختیار کی وہاں سے بغداد میں جا کر روضہ عالیہ غوث الاعظم پر جا چیلیم تک متکف رہا پھر شہر مقدس میں جا کر فوائد حاصل کئے پھر کوہ پنجگیر غازی پر جا کر ایک بزرگ سے جو قطب زمانہ کا تھا نعمت باطنی پائی آخر سال نو سو و ترائسی میں وفات پائی مادہ شیخ بہلول سے حضرت کی سال وفات حاصل ہوتی ہے اور روضہ مبارک چنیوٹ کے علاقہ میں ہے۔

شیخ ابوحاق قادری لاہوری

یہ حضرت بڑے خلیفہ حضرت سیاحیچ داؤد کرمانی کے تھے علوم عامہ سی و باطنی و القامین بوسیدہ اپنے پیر کے درج علیا میں پھونچے ہزاروں خواری و کرامت ان کو سرزد ہوئیں حضرت داؤد کی اجازت سے بہر حضرت لاہور میں آئے اور کجلمہ پیر عزیز مرنگ مغل کی سکونت اختیار کی ہزاروں آدمی انکی بیعت میں داخل ہوئے اور صد ہا لوگوں نے تعلیم علوم فقہ و حدیث و تفسیر کی پائی آخر سال نو سو و ترائسی ہجری میں وفات کی روضہ حضرت کا موضع مرنگ میں جولاہور سے جانب جنوب دو میل پر واقع ہے زیارت گاہ خلق ہے۔

شاہ معروف چشتی و قادری

یہ بزرگ اول طرہ چشتیت میں اپنی والد بزرگوار کے جنکا شیخ جسی ٹیسی حضرت غیاث شاہ شکر کے ساتھ ملتا تھا مرید تھے اور اسی طریق میں کامل و کمال شیخ ہوئے من بعد جب شہر کرامت و خواری جذب و استراق حضرت سید مبارک حقانی کا اونکے کان میں پھونچا تو کمال شوق کے ساتھ بمقام کھی جنگل اونکی خدمت میں پہونچے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں خرقہ خلافت حاصل کیا اور انہیں کی ذات بابرکات سے پنجاب میں سلسلہ نوشاہی نے فروغ پایا وفات حضرت کی سال نو سو و ترائسی ہجری میں وقوع میں آئی۔

سید محمد نور بن سید بہاول شیر کیلانی

بڑے بیٹے اور خلیفہ سید بہاول شیر کیلانی مجروسی کے ہیں جنہ انکے حضرت شاہ کمال بخاری تھے جنکے مزار قہرچوینان میں ہے اور پیر جہانیاں کے خطا ہے شہر میں

اقتل ہے کہ جب سید بھادول شیر فوت ہو گئے سید محمد نور حافض تھے ان کی غیر حاضری میں ہی وہ وفاتے گئے جب آئے تو باپ کے دیکر گریے سخت پتھر اڑ ہوئے اور چاہا کہ قبر کو دو اکریاں کا چہرہ دیکھیں اس ارادہ پر قبر پر خیمہ برپا کر آیا اور سب کو نکال کر اپنے ہاتھ سے قبر کو کھودا اور زیارت کی اور سو وقت ناکھان ایک معمار جو حضرت کے مریدوں میں سے تھا بی اختیار اندر آ گیا مگر سبب اسکے کہ بی اجازت آیا تھا اندھا ہو گیا چار سال کے بعد جب سید محمد نور کا ارادہ ہوا کہ باپ کی قبر پر گنبد بنائیں تو اس معمار نے عرض کیا اگر میں بنیاد جو جو کنوئیر حضرت کا میں خود بنائوں فرمایا کہ دن بھر جب تو کام کرتا رہیگا تو بنیاد رہیگا جب کام سے اٹھے گا تو اندھا ہو جائیگا چنانچہ جب تک مقبرہ تیار ہوتا رہا ایسا ہی ہوتا رہا وفات انکی سال نو سو اٹھاسی ہجری میں وقوع میں آئی۔

شاہ قمیص بن سید ابی الحیات گیلانی ساوھوری

یہ بزرگوار بزرگان دین و مشائخ اہل اہلین سے جامع شریعت و طریقت و علوم ظاہری و باطنی ہوئے ہیں شجرہ نسب انکا چند واسطہ درمیان نبی حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سید سلطان شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی قدس سرہ تک پہنچتا ہے اس طرح ہر کہ سید شاہ قمیص گیلانی بن سید ابی الحیات بن تاج الدین محمود بن بہاء الدین محمد بن جلال الدین احمد بن شاہ داؤد بن جمال الدین علی بن ابی صالح نصر بن سید الآفاق عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی ان کے باپ ابی الحیات اول بغداد سے ہند میں آئے اور چند ہی بنگال میں تشریف لگے پھر قصبہ ساوہورہ خضر آباد جو اہلہ کے علاقہ میں ہے آئے اور سکونت کی اور ایک شخص نصر اللہ نام نے جو عالم و عامل تھا اپنی بیٹی اونکے نکاح میں دی اس کے بطن سے سید شاہ قمیص پیدا ہوئے جو ولی مادر زاد تھی باپ نے انکو ظاہری و باطنی تکمیل دی ہزاروں آدمی انکی ذات بابرکات سے کمالات صوری و معنوی کو پہونچے گویا سلسلہ قادریہ کی ذات بابرکات سے ہند میں شائع ہوا انکی اولاد اب بھی ساوہورہ میں رہتی ہے اس زمانہ کے پیروں میں سے انکی ذات بھی مقدمات سیر ہے وفات حضرت شاہ قمیص کی ستوم ذی قعدہ سال نو سو بانوے ہجری وقوع میں آئی اور

مقبورہ ساوہورہ میں ہے۔

سید موسیٰ پاک شہید قدس سرہ

فرزند ولید حضرت سید حامد گنج بخش گیلانی اپنی صاحب مقامات بلند و مدارج ارجندہ کے جب باپ کے روبرو انھوں نے تکمیل ظاہری و باطنی پائی تو بجناب جمال الدین بوہن مخا طرب ہوئے بڑے علما و فضلاء ان کے مرید تھے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی ان کے مرید با اخلاص تھے ان حضرت کو حضرت غوث الاعظم کی روحانیت کے ساتھ ایک نسبت خاص تھی کہ ہر وقت حضور رہتا تھا اور صد ہا دفعہ یاری و خواب میں بزیارت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی مستفید ہوئے تاسم عمر انھوں نے ریاضت و مجاہدہ و عبادت و تعلیم و تفتین میں گزرائی آخر سال ایک ہزار ایک ہجری میں بدخواہان قوم لنگاہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے روضہ حضرت کاملتان میں زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

سید کامل شاہ لاہوری قدس اللہ سرہ

بزرگان خطۃ لاہور سے بڑے بزرگ تھے پہلے سلسلۂ قادریہ میں بیعت کی اور بعد عبادات و ریاضات ولی کامل ہوئے پھر بخدمت شیخ الہودا مدرسی کے حاضر ہو کر فیض پانچاب میں لوگ ان کو دیوان کامل کہتے تھے وروں انکا لاہور میں اکبر شاہ کے وقت بخاری سے ہوا اور موضع بابو ساہو میں ساتھ سکونت رکھی اور وہاں ہی سال اکینہ پانچ میں فوت ہو کر مدفون ہوئے۔

شیخ حسین المشہور بہ لال حسین لاہوری

شیخ بہلول دریائی کے خلیفوں سے پہلے بزرگ صاحب حال و جذب و شوق و ذوق و جہاد و سماع مشہور بہن طریق الکامل امیتہ تھا پو شاہ حسین کہتے تھے اس لیے لال حسین مشہور ہوئے انکا دادا کلچس اسی ہندو تھا جس نے فیروز شاہ تغلق کے وقت تین اسلام قبول کیا اوسکا بیٹا عثمان ویندار آدمی تھا اور جولاہوں کے کام سی قوت جلال پیدا کر کے گزارہ کرتا اوسکے گھر شیخ حسین پیدا ہوئے سات برس کی عمر میں یہ ایک فاضل ابو بکر نام کے پاس قرآن پڑھتے تھے کہ ناگاہ ایک روز شیخ بہلول کا گذر اوس مسجد میں ہوا اور

حضرت کی نظر فیض اثر حضرت حسین پر ایسی ہوئی کہ خرد سالی کی عمر میں ولی کامل ہو گئے من بعد
حضرت مدت مدید تک عبادت و ریاضات شاقہ میں مصروف رہے اور کئی جلی مزار کو ہر بار
علی مخدوم گنج بخش جویری پرکھی اور کبیل کو پونچے حضرت کے حواری و کرامات بنی تعداد
درج کتاب حقیقۃ الفقرا میں اور چند ان میں سے درج کتاب خزینۃ الاسفیا بھی ہیں سر
مختصر میں دکنی گنجائش نہیں اس لیے ترک کی گئی حقیقۃ الفقرا میں لکھا ہے کہ خادم کامل
بکمل شیخ حسین کے نو ہزار کس تھے اور مرید ایک لاکھ پچیس ہزار ان میں سے سولہ خلیفہ
نامی گرامی ہوئے جن میں سے چار تو مخاطب بظاہر غریب تھے اور چار کا خطاب دیوان
اور چار کا خطاب خاکی اور چار کا خطاب بلاول تھا چار غریب یہ تھے پہلا شاہ غریب
بمقام رتی ٹھٹھ متصل وزیر آباد مدفون ہے دوم شاہ غریب لنگو سی الے ضلع وزیر آباد
میں تیسرا شاہ غریب بمقام چیل پور علاقہ کوکن میں مدفون ہے چوتھے شاہ غریب کی قبر
حضرت کی قبر کے پاس ہے اور چاروں دیوانوں میں سے پہلے دیوان حضرت کے معشوق و
محبوب شیخ ماہود دوسرے دیوان گور کہ تیسرے اٹھ دیوان لاہور میں مدفون ہے اور
چوتھے دیوان بخشی بیچا پور دکن میں اور چار خاکی پہلا مولانا بخش خاکی دوسرا خاکی شاہ لاہور
میں مدفون ہیں تیسرے خاکی شاہ وزیر آباد میں چوتھے خاکی دکن میں آسودہ
ہیں اور چار بلاول اول شاہ رنگ بلاول دوم بہار بلاول سیوم شاہ دست بلاول
لاہور میں چہارم شاہ بلاول دکن میں مدفون ہیں ولادت باسعادت شاہ حسین کے
سال نوسو پتالیس اور وفات سنہ ایک ہزار آٹھ بعد اکبر بادشاہ وقوع میں آئے اور
مزار گوہر بار لاہور میں ہے۔

قطعہ تاسیخ	
طالع عشق و عاشق جانباز	ماہ عالم حسین نور العین
گفت خوشحال دل تولیدش	سال ترحیل شمع عشق حسین
شاہ تمس الہین قادر سی لاہور سی	
لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ بڑے بزرگ صاحب مراتب عالیہ و مقامات	

جلیلہ تھی حضرت شاہ ابوالہاشق قادری لاہوری سے انھوں نے نعمت خلافت پائی اور لاہور میں ہی سکونت رکھنے کے مشغول تہذیب و تعلیم ہوسے دنیا کے طالب بھی اون کی خدمت میں حاضر ہوا کرکھی خالی نہ جاتے شاہ جہانگیر بادشاہ انکا کمال متقد تھا ہر سال جب کشمیر کے سفر کو جاتا ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ان کے کامل و مکمل مرید بہت تھے چنانچہ شاہ بلاول لاہوری بھی ان کے کامل تلمیذ تھے بہن وفات انکی سال ایک ہزار اکیس میں واقع ہوئی اور روضہ منورہ لاہور میں ہے۔

عاشق ابوالشاہ خیر الدین ابوالمعالی لاہوری بن محمد المصطفیٰ فتح اللہ کرمانی قادری

یہ بزرگ برادر زادہ حقیقی شیخ داؤد کرمانی شیرکڈہی کے ہیں ور انھیں کے مرید تھے تیس سال تک یہ اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت میں حاضر رہ کر تکمیل کو پہونچے اور بعد عطا می خرقہ خلافت لاہور کو آئے ہوئے راستہ میں جس جس مقام پر یہ منزل گزین ہوئے چاہے و باغیچہ و تالاب بچتہ بنوائے جواب تک بکھوکھا می عبد ابوالمعالی مشہور بہن لاہور میں انھوں نے قبول عظیم حاصل کیا اور ہزاروں مرید و خادم ہوئے ادنیٰ کرامت ان کی یہ تھی کہ مرید انکا بیعت کے روز ہی حضرت غوث الاعظم کی زیارت سے مستفیہ ہو جاتا تھا انکو ایک نسبت خاص حضرت غوث الاعظم کے ساتھ تھی اور اعتقاد حد سے زیادہ تھا کہ کتاب تحفہ قادریہ غوث الاعظم کے خوارق و کرامت کے ذکر میں ان کا تالیف کیا ہوا مشہور ہے اور دیوان اشعار ان کے اولاد کے پاس موجود اولاد ان کی لاہور میں سکونت پذیر ہے مگر افسوس کہ ایسے عالم فاضل و ولی کامل کی اولاد علم سے بے بہرہ ہے ولادت شاہ ابوالمعالی کی سال نو سو ساٹھ اوڑھتے ایک ہزار چوبیس میں واقع ہوئی۔

شیخ محمد طاہر لاہوری قادری نقشبندی

مرید خلیفہ شاہ اسکندر بن کمال گنبدی جامع عبادات و ریاضات و علوم دینی و دنیوی و رموزات صوری و معنوی و خوارق و کرامت و جذبات و الهامات تھے پہلے انھوں نے

مکمل اپنے مرشد ارشد شاہ اسکندر گیلانی کی خدمت میں پائی پھر بخت امام ربانی مجدد الف ثانی پیر احمد فاروقی سرسندی حاضر ہو کر نواک عظیمہ حاصل کیے اور ان کے ارشاد سے لاہور میں اگر بہدایت خلق مصروف ہو سکے ہزاروں لوگ ان کے ارشاد کی برکت سے مراتب عالیہ پر پہنچے یہ حضرت تمام عمر کسی دولت مند کے پاس نہ گئے اور نہ ان کو اپنے دربار میں بار ویا کتب احادیث و تفاسیر کی کتابت حضرت کرتے اور یہ کہ گزاریا اوقات کرتے اور رات بھر خدام کی تلقین اور عبادات الہیہ میں گزارتی سلسلہ قادریہ میں یہ بزرگ اپنے عہد کے قطب وقت تھے کوئی سائل دین و دنیا کا جواں کے دروازہ پر آیا خالی نکلیا سید آدم بنوری مبدی نقشبندی نے جب انکی بزرگی کا مشہور سنا یا پیادہ بنور سے لاہور میں آیا اور فیض یاب ہوا وفات انکی بروز چہنبدہ وقت چاشت آٹھویں ماہ محرم سال اکبزار چالیس ہجری میں ہوئی اور عمر چھپن برس کی پائی اور حضرت فرماتے تھے کہ میری وفات کے بعد جو شخص میرے احاطہ مزار میں مدفون ہو گا میں نے خدا سے مانگا ہے کہ وہ جتنے ہو۔

قطب تاسیخ

شیخ طاہر پاک وین	اوج عرفان پر تھے مثل آفتاب
جب گئے دنیا سے سال خاتمہ	ہو گیا روشن کہ روشن آفتاب

شیخ محمد میرا شہر میا نمیر قاضی لاہوری

یہ بزرگ حضرت شیخ خضر سیستانی کے خلیفہ تھے انکا شجرہ اس طرح پرکتا ہون میں لکھا ہوا کہ میا نمیر لاہوری مرید و خلیفہ شیخ خضر سیستانی اور وہ مرید سید احمد اور وہ مرید سید عابد کبیر اور وہ مرید سید ابوالقاسم اور وہ مرید شیخ ہادی جلی اور وہ مرید شاہ ابوبکر اور وہ مرید شاہ داؤد اور وہ مرید شاہ سلیمان اور وہ مرید شیخ زید اور وہ مرید شیخ قوشی اور وہ مرید حضرت قطب الآفاق سید عبدالرزاق اور وہ مرید اپنے والد عابد محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر گیلانی قدس اللہ سرہم العزیز کے تھے ان کے باپ کا نام قاضی اسانید بن قاضی قلیفہ فاروقی اور والدہ کا نام بی بی فاطمہ بنت قاضی فارن تھا سیستان میں آپ پیدا ہوئے

سات برس کی عمر میں انکے باپ فوت ہو گیا بارہ برس کی عمر میں علوم دینی کی تعلیم سے فارغ ہوئے اور اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں سلسلہ عالمیہ قادریہ بیعت کر کے مہر و عرف و عبادت و ریاضات ہوئے جب صفائی حاصل ہوئی تو اپنی والدہ کی اجازت سے شیخ خضر سیستانی کی خدمت میں آئے اور تکمیل پائی اور بعد حصول خرقہ خلافت پیر روشن ضمیر کے ارشاد سے لاہور میں پہونچے اور سکونت اختیار کی انکی ریاضت کا یہ حال تھا کہ رات کو کبھی نہ سوئے اور جس دم کی یہ حالت تھی کہ ایک مہینہ رات گزر جاتی تھی اور ایک ہفتہ کے بعد روزہ افطار ہوتا تھا اور کبھی بحالت جذب و مستغرق ایک ایک ماہ تک طعام کھانی کی نوبت نہیں پہونچتی تھی حضرت کے حواری و کرامت کے حال میں شہزادہ و اراشکوہ نے ایک کتاب سکینۃ الاولیاء نام لکھی ہے اس میں سب حال درج ہے ولادت حضرت میانہ کی بقول صاحب سکینۃ الاولیاء سال نو سو ستاون اور وفات ۱۰۸۸ھ ایک سو ستر سال پینتالیس مہینہ ہوئی اور عمر ستاسی برس کی اور حضرت پچیس سال کی عمر میں لاہور میں قشر لعین لائے اور ساٹھ برس تک قیام رکھا اور حضرت میانہ کے چار بھائی اور تھے اور دو بہنیں بھائیوں سے ایک کا نام میان قاضی دوسرے کا قاضی عثمان تیسرے کا قاضی طاہر چوتھے کا قاضی محمد نام تھا اور بہنوں کا نام بی بی باوی اور بی بی جمال خاتون تھیں اور حضرت کا لاہور میں زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

قطعة تاریخ

میر دنیا و دین میانہ است	واقف راز و محمدیم اسرار
ہست میر بہشت تولیدش	ہم میانہ چشہ انوار
ہادی صدق میر شرف خان	وصل آن شاہ زبدہ احیار
نیز فیاض حق و آبی آمد	ہم میانہ دستگیر اسرار

سید شاہ بلاول بن سید عثمان بن سید عیسیٰ قادری لاہوری
مشائخ متاخرین میں سے یہ حضرت نہایت متقی و متبع و صاحب وقار و عابد و زاہد تھے
خود فقر انھوں نے حضرت خواجہ شمس الدین لاہوری سے پایا بزرگ انکے بھائیوں و شاہ

کو سنا کہ ہرات سے ہند میں آئے بادشاہ نے قبیلہ شیخ پورہ انکے جاگیر میں دیا اور وہ اوسی مقام پر سکونت پذیر رہے ولادت شاہ بلاول کی بھی اوسی مقام پر ہوئی تبا محمد بن ابوالصلین میں لکھا ہے کہ یہ بزرگ ماوراء وادی تھے سات برس کی عمر میں ایک روز حضرت کے ہمسا یہ کا لڑکا جو آٹھ برس کا تھا مر گیا اوسکے مان باپ رونے لگے شاہ بلاول مرد کی چار پائی کے پاس جا کھڑے ہوئے اور کہا کہ اسی دوست بے وقت سونا کچھا ضرور ہے اوٹھ بیٹھ کہ آپس میں کھیلین لڑکا فی الفور زندہ ہو گیا اور اوٹھ کر اون کے ساتھ روانہ ہوا حضرت نے تعلیم علوم ظاہری مولانا ابو الفتح لاہوری سے پائی اور تلقین حضرت شاہ شمس الدین سے جب تکمیل کو پہنچے قبول عظیم پایا ہزاروں طالب انکے مرید ہوئے حضرت نے لنگر عام جاری کیا ہزاروں مسافر غریب مساکین دو وقتہ کھانا حضرت کے لنگر سے کھاتے تھے وفات حضرت کی سال اکینہ چھالیس ہجری میں واقع ہوئی اور تاریخ اٹھائیسویں ماہ شعبان اور عمر ستر برس کی مزار گوہر بار دروازہ دہلی شہر لاہور کے باہر ہے۔

قطب

شاہ بلاول شاہ عالی جاہ تھے	حضرت حق سے ملاؤ انکو ہر شبت
انکا نور معرفت ہے خاتمہ	دوسری تاریخ ہے نیکو سر شبت

سید محمد رفیع محکم الدین بن شاہ ابوالمعالی بن سید محمد نور بن سید بول شیریلانی حجوی

مرید و خلیفہ سید جمال الدین حیات المیر زندہ پیر جامع سیادت و نقابت و نجابت و شرافت و عبادت و ریاضت و حورق و کرامت تھے جب انکی باپ شاہ ابوالمعالی فوت ہو گئے تو یہ حوزہ سال رسد گئے بعد حصول فراغ علوم ظاہری انکو شوق تحصیل رموز باطنی ہوا تو یہ ہر روز اپنی عقدہ کشائی کی امید پر اپنے جد بزرگوار بھاول شیر کو رضی عنہ جاکر اور بعد ذکر و شغل وہاں ہی سو رہتے ایک رات جد بزرگوار کو خواب میں دیکھا اور انھوں نے فرمایا کہ اسے نور العین تیرا حصہ ہمارے پاس نہیں بلکہ حیات المیر زندہ پیر کے پاس ہے تم لاہور جاؤ وہاں

اونکو پاؤ گئے اور وہ تمکو نعمت باطنی بخشین گے پس شاہ محمد تقی اس ارشاد کے بموجب لاہور کو روانہ ہوئے جب گورستان میانی میں بچار مزار شیخ محمد طاهر لاہوری پہونچے تو حیات کو انکی تجرہ و بین پایا اونکی خدمت میں حاضر ہو کر مدید ہوئے اور ایک نظر فیض اشرفی روشن انہیں سے تکمیل پائی حضرت کی ذات پیرکات سے خوارق و کرامت بہت صادر ہوئے جبکی تشریح کتابوں میں لکھی ہے، وفات حضرت کی سال اکیر اربعین ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار بقیام حجرہ زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

شیخ مادھول لاہوری قدس سرہ العزیز

خلفا سی شیخ حسین لاہوری سے یہ بزرگ اپنے پیر روشن خمیر کے محبوب و مطلوب تھے فقہ شاد رہ بین انکے بابا جو قوم کے بہمن تھے رہتے تھے حضرت حسین انکے حسن و جمال پر بدل و جان عاشق ہو گئے اور بجزب محبت اپنی طرف کھینچا چنانچہ شیخ مادھو بھی بارادت صادق اونکی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور تربیت و تکمیل پاکر ولی کامل ہو گئے تمام عمر اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ فوائد حاصل کیے کہ مشائخ وقت سے ممتاز ہوئے جب حسین نے وفات پائی انکے مزار پر مجاور رہے ولادت شیخ مادھو کی سال نو سو تر اسی میں اور وفات لٹانہ اکیر اربعین ہجری میں واقع ہوئی اور تتر سال کی عمر پائی۔

خواجہ بہاری علیہ رحمۃ اللہ الباری قادری لاہوری

میا خمیر بالا پیر لاہوری کی خلیفہ صاحب کمال اہل حال و قال تھے میا خمیر کی وفات کے بعد انھوں نے ہنگامہ شیخت گم کیا ہزار با خلق خدا انکی خدمت میں حاضر ہو کر تتر ولایت کو پہونچے محمد داراشکوہ سکینۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ ایک رات خواجہ بہاری نواب غازی خان کے گھر تقریب دعوت مہمان تھے اور موسم سرما کے سبب سے آگ روشن تھی اتفاقاً توحید کے مسائل شروع ہوئے ہر ایک شخص الگ الگ تقریر کرتے تھے خواجہ بہاری اپنی جگہ سے اوجھ بیٹھے اور آگ میں جا کر ایک ساعت تک سحرے رہے ایک بال اونکا نہ جلا پھر اپنی جگہ پر آئے اور کہا کہ توحید کے لیے حال درکار ہے۔

نہ قال جب انسان پر حال غالب ہے تو آگ پانی ہوا خاک شیر سائپ غرض کوئی شے
اوسکو آزار نہیں پہنچا سکتا بلکہ سب مخلوق اس کے صلح ہوئی ہی وفات خواہ بیماری
کی سال ایکڑا سا ٹھہر جی مین ہوئی اور مزار متصل روضہ میا نمیر کے ہے۔

شاہ سلیمان قادری قدس سرہ

یہ بزرگ شاہ معروف چشتی کے خلیفہ تھے انکا باپ منگو قوم موجی ضلع بھیلوال میں رہتا
تھا جب شاہ سلیمان نور و سال تھا تو ایک رات شاہ معروف منگو کے گھر مہمان ہوئے
شاہ سلیمان اوس وقت گھر کے صحن میں تکمیل رہے تھے شاہ معروف نے اونکو بغل میں لیکر
پیار کیا اور منگو کو ارشاد کیا کہ یہ لڑکا ہماری امانت ہے اسکی پرورش بخوبی کرنا غرض
جب شاہ سلیمان بالغ ہوئے تو شاہ معروف کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل پائی اور کمالان
وقت سے ہوئے یہ بزرگ سماع سنتے اور وجد میں ایسے بیہوش ہوتے کہ مرگ کی حالت
تک پہنچ جاتے ہزاروں خدام انکی بیعت میں اگر مارج اعلیٰ تک پہنچے تمام غیر حضرت
طلباء کی ہدایت میں معروف رہے آخر سال ایکڑا سا ٹھہر جی مین وفات پائی۔

سید جان محمد حضور سی بن شاہ نور بن سید محمد جو حضور سی لاہوری قدس سرہ
لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب محبت تھیں خوارق کرامت مشہور ہیں جب بزرگوں
انکے سید محمود جنگا ذکر خیر اول اس کتاب میں درج ہو چکا ہے کہ وہ غور سے آکر لاہور
میں سکونت پذیر ہوئے انھوں نے تربیت و تکمیل اپنے باپ سید نور اور جد بزرگوار سے
پائی اور انکی وفات کے بعد سند ارشاد پر بیٹھے ہزاروں خدام انکے حلقہ ارادت میں آئے
اور قبول عظیم حاصل ہوا لاہور میں متصل موضع گدھی شاہ ہوا انکا مزار ہے اور حضرت لاہوری مین
حضرت فوت ہوئے انکی اولاد بھی لاہور میں رہتی ہے مگر علم دینی و دنیاوی سے بے بہرہ
ہے حلقہ سارمی وغیرہ کاموں پر گزارہ کرتے ہیں مزار پر بھی سجادہ نشین وہی ہیں۔

سید عبدالرزاق مشہور شاہ چراغ قادری لاہوری

مشیخ قادریہ عالیہ میں سے یہ بزرگ صاحب عبادت و ریاضت و زہد و تقویٰ چامچ
علوم ظاہری و باطنی تھے ان کے باپ کا نام سید عبدالوہاب بن سید عبدالقادر ثالث بن

محمد غوث بالا پیر سید بن العابد بن سید عبدالقادر ثانی بن سید محمد غوث اویچی علی گیلانی
تھا جس وزیریہ پیدا ہوئے انکے والد بزرگوار نے فرمایا کہ یہ فرزند ہمارے گھر کا ایک
چراغ پیدا ہوا ہے جس سے خاندان روشن ہوگا اوس روز سے انکا نام شاہ چراغ مقرر
ہوا ان کو سیر کا شوق بہت تھا اکثر ملکوں کی انھوں نے بطور تجرید سیر کی حرمین الشریفین
میں بھی تشریف لے گئے شاہ جہان بادشاہ انکا کمال معتقد تھا اوس نے ہر چند چاہا کہ ایک
اپنی لڑکی اونیکی یا اونسکے فرزند سید مصطفیٰ کے ساتھ منسوب کرے قبول نہ کیا وفات حضرت
کی بامیسوین ذی قعدہ سنہ ایک ہزار اٹھ سو پچاسی میں واقع ہوئی اور روضہ حضرت کالاهور
میں ہے۔

شیخ شاہ محمد المشہور ببالا شاہ قادری لاہوری

حضرت میا نمیر بالا پیر لاہوری کے خلفاء میں سے یہ حضرت بڑی زاہد و عابد و موحد
و متقی تھے کنیت انکی اخوند اور لقب لسان اللہ اور باپ کا نام ملا عبدی مولد وطن
موضع ارکسان ملک بدخشان تھا بچپن میں یہ حضرت طالب حق ہو کر وطن سے نکلے
اور آگرہ تک گئے پھر لاہور میں آئے اور حضرت میا نمیر بالا پیر لاہوری کے مرید ہوئے
اور اپنے پیر کے مریدوں میں سے زہد و ریاضت و مجاہدہ و ترک دنیا میں امتیاز حاصل کیا
یہاں تک کہ کوئی خادم اپنے پاس رکھتے اپنے گھر میں کبھی کھانا نہ پکاتے اور نہ رات کو چراغ
جلاتے سوا ہی ایک دیواری کے کبھی فرش کے محتاج نہ ہوتے و کراؤ نکا ہمیشہ جس دم کے
ساتھ ہوتا تمام عمر میں کبھی آنکھیں انکی نیند سے آشنا نہ ہوئیں اور نہ نکاح کیا اور ہمیشہ یہ انکی
عادت میں داخل تھا کہ عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تمام عمر
میں ہمو غسل جنابت ادا احتلام کی حاجت نہیں ہوئی کیونکہ سید و نوغسل نکاح اور نیند سے
متعلق ہیں اور ہم نے نہ تو نکاح کیا اور نہ سوئے ہیں سات برس میں انھوں نے تکمیل
پائی اور اپنے پیر کے حکم سے کشمیر میں جا کر سکونت پذیر ہوئے ہزار طالبان خدا ان کی
توجہ سے مراتب قرب الہی سے مستفید ہوئے کشمیر میں شیعہ لوگ ان سے سخت عداوت
رکھتے تھے مگر حبیب روبرو آتے تائب ہو جاتے یہ حضرت شاعر بھی تھے انکا دیوان فارسی

عمدہ لقمانیف انکی مین سے ہے اور ہر ایک شوہر میں سے مضامین وحدت وجودی بشریح ہین وفات حضرت ۱۶۹۹ء اکبزارا تھہر مین واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور مین بیرون مزار میانیمیر بالا پیر ہے اب انکی مزار کے احاطہ مین موضع میانیمیر آباد ہے انکاروضہ داراشکوہ نے کئی لاکھ روپیہ خرچ کر کے بنوایا تھا جس کے پتھر تمام وکمال رنجیت سنگھ اور ترواکرامت سر لے گیا۔

شیخ حاجی محمد قادری المشہور حضرت نوشاہ گنج بخش قدس سرہ
یہ بزرگ مادر زاد ولی حضرت شاہ سلیمان قادری کے خلیفہ تھے حالات جذب و سکر محبت و عشق و شوق و ذوق ان کی طبیعت پر غالب تھے اور زہد و ریاضت و تقویٰ و خوارق و کرامت مین طاق یگانہ آفاق تھے طریقہ نوشاہیہ جس کے فقیر پنجاب مین ہزاروں ہین اون سے شروع ہوا ان کے والد بزرگوار حاجی علاؤ الدین بھی بڑے بزرگ تھے جنھوں نے تمام عمر مین سات مرتبہ حج کیا اور زیارت روضہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم شریف پایہ ہوئے حضرت کی والدہ بی بی جیونی بھی بڑی عابدہ و زاہدہ تھیں سترہ سال کی عمر تک حضرت نے علوم ظاہری سے فراغت حاصل کی پھر تارک دنیا ہو کر نیستان سمانل بارہین مقام کیا اور ذکر الہی مین مشغول ہوئے مگر والدین نے انکو وہاں نہ چھوڑا وہاں سے آکر حضرت بوسید ملاکریم الدین شاہ سلیمان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بیعت کی اور چند سال مین بکمال زہد و ریاضت تکمیل کو پہنچے کرامت و خوارق جو حضرت سے سرزد ہوئے اولکا اتمانہاں سبج جو کتاب تذکرہ نوشاہی مصنفہ محمد حیات مین مفصل مرقوم ہین وفات حضرت کی سنہ ۱۱۸۱ھ لکھیہ و تین ہجری مین واقع ہوئی اور پیر فیاض حضرت کے تاریخ وفات ہے۔

قطعة تاریخ

حضرت حاجی محمد پیر نوشہ گنج بخش	۱۱۸۱ھ شہرہ راول جہان اجلال او
کرچون آخر عروج از فرش بعرش برین	۱۱۸۱ھ فیاض است ہم اہل سخاوت سالی او
سید حسن لپساوری قادری کیلانی قدس سرہ	۱۱۸۱ھ
یہ بزرگ نسبت قادریہ اعلیٰ مین اپنے باپ سید عبداللہ کیلانی کے مرید تھے چلے	

ان کا جہاد سید محمود بغداد سے ہجرت کر کے ٹھٹھہ کے ملک میں آئے اور چند سال سکونت رکھی جب وہ فوت ہوئے تو ان کے باپ سید عبداللہ نے پشاور میں اگر سکونت اختیار کی انکی نسبت آبائی بچند واسطہ درمیانی بحضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ سید سلطان محی الدین عبدالقادر جیلانی تک پہنچتی ہے اس طرح ہر کہ سید حسن بن سید عبداللہ بن سید محمود بن سید عبدالقادر بن سید الیاس بن بدر الدین حسن بن سید شہاب الدین احمد بن علاء الدین علی بن سید احمد بن شمس الدین بن یحییٰ شہید تاتاری بن احمد متقی بن سید صالح بن ابی نصر صالح بن قطب الآفاق سید عبدالرزاق بن محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ تمام عمر انھوں نے عبادت و ریاضت و تعلقین طلبا میں صرف کی آخر سال ایک ہزار ایک سو پندرہ میں فوت ہوئے پشاور میں فن بہن۔

۱۱۱۵

شاہ رضا قادری شطاری لاہوری

یہ بزرگ لاہور کے بزرگوں میں سے صاحب علم و عمل جامع شریعت طریقت حقے دعوت اسماعیلی میں حکم کا کٹھن تھا جو زبان مبارک سے فراتے ظہور میں آجاتا ہزار طواف و کرامت بے اختیار اس سے ظاہر ہوتی تھیں شجرہ النکا حضرت شاہ محمد گوالیارسی کے ساتھ اس طرح بنتی ہوتا ہے کہ حضرت شاہ محمد رضا مرید و خلیفہ شیخ محمد فاضل لاہوری اور وہ مرید شیخ الداد قادری اکبر آبادی اور وہ مرید شیخ محمد جلال اور وہ مرید سید نور اور وہ مرید سید زین العابدین حسینی اور وہ مرید شیخ عبدالغفور اور وہ مرید شیخ حبیب الدین گجراتی اور وہ مرید شاہ محمد غوث گوالیارسی کے وفات انکی بارہویں جمادی الاول سال ایک ہزار ایک سو اٹھارہ میں واقع ہوئی اور مزار شہر لاہور کے اندر ہے۔

۱۱۱۸

سید احمد شیخ الہند گیلانی قدس سرہ

مبتداً قادریہ میں سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھا اول بغداد سے ہند میں آیا اور متصل وزیر آباد کے ایک گائے کو ٹک نام آباد کر کے سکونت اختیار کی نسبت آبائی انکی اس طرح ہے بحضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی منتہی ہوتی ہے کہ شیخ سید احمد شیخ الہند بن سید عبدالرزاق بن تاج العارفین یحییٰ بن شہاب الدین احمد

طرح

بن علاء الدین علی بن احمد بن شمس الدین قاسم بن محی الدین محمد بن علاء الدین علی بن شمس الدین شہین تاتاری بن سید احمد متقی بن سید صالح بن ابی نصر صالح بن قطب الافاق سید عبد الرزاق بن حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہم الغیر وفات انکی سال ایکڑار اکیسویں چھتیس میں واقع ہوئی اور بمقام کوئلہ مدفون ہوئے انکی اولاد موضع خان پور میں سکونت رکھتی ہے اور سلسلہ سیری کا اب تک جاری ہے۔

شاہ عنایت قادری شطاری لاہوری قدس سرہ

حضرت شاہ رضا قادری لاہوری کے خلفائے سب سے صاحب مراتب عظیم جامع علوم ظاہری و باطنی و مظهر انوار صوری و معنوی تھے اول سکونت ان کی قصبہ قصور میں تھی پھر بسبب اس کے کہ حسین خان حاکم قصور سے انکی رنجیدگی ہو گئی لاہور میں آکر قیام پذیر ہوئے ہزاروں طالبان خدا حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مراتب تکمیل کو پہنچے اور ہنگامہ رشیدیہ ان کی زندگی تک گرم رہا وفات حضرت کی سنہ ایکڑار اکیسواکتالیس میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار لاہور میں ہے اور حضرت قوم کے باغبان تھے اولاد انکی اب بھی لاہور میں ہے۔

شیخ محمد فاضل قادری بٹالوی قدس سرہ

یہ حضرت اجلہ علماء و کبراۓ فضلا و عظامی فقراۓ پنجاب سے تھے تمام عمر اخصوان سے تدریس و تعلیم میں گزرائی اور ہزاروں لوگ انکے ذریعہ سے تکمیل ظاہری و باطنی کو پہنچے شجرہ انکا اس طرح ہے حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری کے ساتھ پہنچتا ہے کہ حضرت شیخ محمد ثقل مرید و خلیفہ شیخ محمد فضل کلانوری اور وہ مرید شیخ ابو محمد لاہوری اور وہ مرید شیخ محمد طاہر لاہوری تھے ہزاروں روپیہ یومیہ انکے خاندان میں خرچ ہوتا اور لنگہ عام جاری تھا یہ سب خرچ حضرت خزانہ غیب سے دیتے تھے وفات حضرت کی چودہویں ماہ دسی الحج سال ایکڑار اکیسواکیاون میں واقع ہوئی اور مزار قصبہ وٹالہ میں ہے۔

(۱۵)

شیخ پیر محمد مشہور پیر محمد سیار نوشاہی

یہ بزرگ خلیفہ راستین حضرت حاجی محمد نوشاہ کچ بخت تھے جو سیالی کی عمر میں اپنے

پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تکمیل پائی چونکہ یہ بزرگ صدق و راستی و زہد و تقویٰ میں ثانی نہ رکھتا تھا اس لیے سچا رکے خطاب سے مخاطب ہوا و جد و سماع و شوق و ذوق کی طرف آپ کی طبیعت بہت مائل تھی یہاں تک کہ سماع و وجد کی حالت میں لوگوں کو حضرت کے مرجانے کا شبہ ہو جاتا تھا بعد وفات پیر روشن ضمیر کے حضرت شیخ نوشہرہ میں جو کجرات سے بطرف مشرق چھ میل کے فاصلہ پر ہے سکونت اختیار کی اور اسی جگہ قیام پذیر ہو کر ہدایت خلق میں مصروف ہوئے آخر سال الیگزرا ایک سو باونیر فوت ہوئے۔

حضرت شاہ محمد غوث گیلانی قادری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ فرزند ولید سید حسن پشاور سی جامع علوم ظاہر و باطن کا شفت رسول طریقت و حقیقت تھے اور خاندان قادریہ اعظمیہ میں خلافت و خرقہ اجازت انھوں نے اپنے والد بزرگوار سے پایا اور بطلب خدا تمام ہندوستان میں سیر کی اور بہت سے اولیاء سے فیض پایا چنانچہ سید میران بھیکہ جیشتی و عبد الغفور نقشبندی و خلفای حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوض وافر حاصل کئے حضرت کی کرہتین اکثر مشہور ہیں مگر چشم دیدہ یہ ہے کہ جب رنجیت سنگ کی وفات کے بعد کھڑک سنگ جانشین حکومت لاہور ہوا تو اس کے بیٹے نو نال سنگ نے جو با اختیار حاکم تھا حکم دیا کہ لاہور کے فصیل کے باہر چار ہزار قدم تک زمین صاف کر کے پریٹ چاروں طرف شہر کے بنائی جاوے مکانات گرائے جائیں رخت کائے جائیں اور دلا روس فرنگی اس کام پر مقرر ہوا اوسنے مکانات گرائی شروع کئے حضرت کے مزار کی چار دیواری بھی گرائی گئی اور رخت تمام کاٹے گئے جب اندرونی دیوار خاص مزار کی چار دیواری گری تو قدرت الہی سے اوس روز کھڑک سنگ مر گیا اور نو نال سنگ جب اوسکی نقشبت جلا کر آیا تو سلامی کی توپوں کے زلزلہ سے قلعہ کی دیوار سے ایک چھبر جدا ہو کر نو نال سنگ کے سر پہ پڑا اور وہ جوان جوان مر گیا اوسکی والدہ چند کنو سنایت ڈری اور حکم دیا کہ مزار حضرت کا گرایا جاوے چنانچہ گرایا گیا اسی وقت تعمیر ہو گیا رسالہ غوثیہ میں یہ حضرت اپنے حالات کے بیان میں لکھتے ہیں کہ جب میں تہاش حق لاہور میں پہونچا رات کو مقبرہ عالیہ میانہ میں قیام پذیر ہوا خواب میں میانہ بالابیر محاصر

ظاہر ہوئی اور کمال توجہ ایک شغل عنایت کیا صبح کے وقت وہاں سے اٹھ کر شیخ حیات لاہوری کی خدمت میں آیا اور کسی شغل کی واسطے اون سے بھی سوال کیا وہ ہنسے اور فرمایا کہ تجھ کو وہی شغل کافی ہے جو آج رات میانمیر بالا پیر سے عطا ہوا ہے فقیر و نسب نکاح کے والد بزرگوار سید حسن پشاوری کے ذکر میں تحریر ہو چکا ہے وفات حضرت کی سنہ ایک ہزار ایک سو باون تخریرین واقع ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

قطعۃ تاریخ

شہ محمد غوث شیخ متقی + گشت چون در باغ جنت جامی گیر
گفت سرور سال وصل آن جناب والی حق پیر کامل دستگیر

شیخ عبدالرحمان المشہور بہ پاک رحمان نوشا ہی قدس سرہ

یہ بزرگ بڑے حلیف حضرت حاجی محمد نوشا گنج بخش کے تھے عنایت و مہربانی جو انکی پیر کو انکی نسبت تھے کسی پر نہ تھے صفات شہدیت کی ان پر ایسی غالب تھے کہ کھانا پینا سونا نکاح بالکل موقوف ہو گیا تھا سماع کا حضرت کو بہت شوق تھا اور وجد کے وقت ایسی حالت ہو جاتی کہ لوگوں کو انکے مرگ کا یقین ہو جاتا اور ریاضت و مجاہدہ کا یہ حال تھا کہ تمام رات بچس دم ذکر خفی کرتے اور بعض اوقات کنوی میں مٹکوس لٹک کر رات بھر عبادت کرتے اور خلوت کے وقت زمین میں قبر کھود کر بیٹھ جاتے اور اوپر سے بند کر دیتے چالیس روز کے بعد جب قبر کھودی جاتی تو حضرت کو بحالت زار اوس سے نکالا جاتا نقل ہے کہ ایک دن حضرت شیخ شادی نام اپنے خادم پر مہربان ہوئے اور فرمایا کہ اے شادی بہنہ تیرے واسطے خدا سے یہ مانگا ہے کہ جس مرض پر تیری نظر پڑے اچھا ہو جائے اور جس مردہ کی طرف تو متوجہ ہو زندہ ہو جائے اور جس فاسق کی طرف تو دیکھے ولی ہو جائے پس ایسا ہی وقوع میں آیا کہ ایک روز ایک عورت اپنے بچہ خورد سال کو جو مرض تھا شیخ شادی کے پاس دم کرانے کے لئے لائی قصداً کا روہ بچہ راستہ میں مر گیا عورت واویلا کرتی ہوئی شادی کے پاس اپنے بچہ کی نعش لے آئی شادی بچہ کی طرف متوجہ ہوا بچہ فی الفور زندہ ہو گیا عورت نے خوش ہو کر ایک

چوڑہ زمانہ کپڑوں کا شادی کے نذر کیا وہ اون کپڑوں کو حضرت کے گھر لے گیا اور حضرت کی صبیہ کو پہنا دے یہ خبر جب حضرت کو پہنچی غضب میں آ کر شادی کو رو برو بلایا اور فرمایا کہ تو اس نعمت کے لایق نہیں ہے کہ اس بڑھیا کے بچہ کو زندہ کر کے تو فوجت لے لی اوسے روز سے وہ شادی سے کرامت جاتی رہی وفات حضرت کی سنہ ایک ہزار اکیسویں ہجری میں ہوئی اور مزار پر انوار بمقام موضع بھڑی زیارت گاہ خلق ہو چکا ہے نہ یہ کہ فرقہ نوشاہیہ عالیہ میں سب لوگ صاحب وجد و سماع و شوق و ذوق و مستی میں مگر فقرائے سلسلہ پاک رحمان کی سماع کے وقت سب سے زیادہ مست ہو جاتے ہیں جب تک اون کے پاؤں میں رسن ڈالکر اولیاء لٹکائیں اور وہ ساعت دو ساعت اوسے حالت میں رقص کریں سر نہ ہین ہوتے اور اگر اوس عمل سے بھی وہ ہوش میں نہ آئیں تو اوسے حالت میں اون کو زمین پر پھیلتے ہیں جب تک وہ ہوش میں آجائیں رسن اونکو پاؤں سے کھولا نہیں جاتا۔

✓ سید بھلی شاہ قادری شطاری قصوری

یہ بزرگ حضرت شاہ عنایت قادری لاہوری کے خلیفے تھے قصبہ قصور میں سکونت رکھتے تھے سماع و وجد کا شغل دن رات مد نظر تھا اکثر اوقات خوارق و کرامت بابت اختیار ان سے سرزد ہوتی طبیعت بھی انکی موزون تھی پنجابی زبان میں ابیات و کافی ہزاروں ان کی تصنیف کی ہوئی بمضامین توحید اب تک قوال مجالس فقرا میں گاتے ہیں وفات ان کی ۱۱۱۱ھ ایک ہزار اکیسواکھتر ہجری میں واقع ہوئی اور مزار کو ہر بار قصور میں زیارت گاہ خلقی ہے۔

سید عابد اللہ شاہ بلوچ لاہوری قادری

خاندان قادریہ اعظمیہ میں یہ بزرگ مرید و خلیفہ شیخ شرف الدین بانی پتی کے تھے اور سلسلہ انکا چار و اسطون کے ساتھ حضرت میا نصیر بالا پیر لاہوری کے ساتھ ملتا تھا یہ بزرگ ذات کے بلوچ تھے اور سار بانی کے پیشہ سے بہت مال جمع کیا تھا اور موضع مزنگ میں مقفل لاہور انیک کوٹ اپنے نام کا آباد کیا اوسکا نام کوٹ عبداللہ رکھا

پر جب جاذب حقیقی نے ان کو اپنی طرف کھینچا تو مال دنیا کو ترک کر کے فقیر ہو گئے و
 با جازت پیر روشن ضمیر عبادت و ریاضت پر مگر باندھی اور تکمیل پائی تمام عمر حضرت نے
 تملقین خدام میں گزاری اور سیکڑوں لوگ ان کے ذریعہ مراتب قرب تک پہنچے
 ان کے بڑے خلفائے میں سے ایک حافظ غلام محمد مشہور امام گامول امام مجدد و مرخان تھے
 جو اپنے وقت میں یگانہ آفاق تھے دوسرے شیخ فیض بخش قریشی لاہوری پدر شیخ
 امام بخش جدواری مؤلف کتاب تھے جنھوں نے حضرت کی خدمت میں حاضر رہ کر
 قرب الہی حاصل کیا شیخ مراد بخش ولد شیخ فیض نقل کرتے تھے کہ امیر وزیر نے اپنے
 ایک ہمسایہ کو جسکو کیمیا گری کا شوق تھا دیکھا کہ سم الفار گوگرد بازار سے لاکر اپنے
 کھل کیا اور پیسوں پر لگا کر آگ میں ڈال دیا یہ بات دیکھ کر مجھ کو بھی کیمیا گری کا شوق
 ہوا اور میں نے جانا کہ عمل کیمیا گری بہت آسان ہے اسی طرح میں بھی سم الفار و
 گوگرد وغیرہ لایا اور کھل کر کے پیسوں کو لگایا اور پیسے آگ میں ڈال دیے جب آگ
 سرد ہوئی اور پیسوں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ پیسے بھی بیکار ہو گئے ہیں اس نقصان سے
 میں بہت پشیمان ہوا اور اسی پشیمانی میں عبداللہ شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا
 میں اس وقت کم عمر نوجوان لڑکا تھا حضرت میری طرف دیکھ کر ہنس پڑے اور
 فرمایا کہ بر خور دار آج تم نے کیمیا بنانے میں بہت تکلیف اٹھائی تم کو اگر کیمیا کا عمل
 حاصل کرنا ہے تو اپنی باپ کی طرح ہماری خدمت میں آئے اور ہم تم کو اسی کیمیا بخشیں گے
 کہ یہ کیمیا تمھاری نظر میں خاک نظر آئے گی وہ حضرت عبداللہ شاہ کی آٹھویں جمادی الاولیٰ
 سنہ ایک ہزار دوسو بارہ ہجری اور مرزا پیر دل شہر لاہور موضع مرنگ میں ہے اور یہ
 تاریخ وفات ہے۔

شیخ غلام حسین ساکن وایان والی قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان قادریہ اعظمیہ میں نہایت عابد و زاہد و صاحب عشق و محبت و کشف
 و کرامت تھے آخری زمانہ میں اگر انکو قطب وقت لکھا جائے تو سچا ہی ہزاروں طالبان
 خدا انکی خدمت میں آئے اور اپنی مراد کو پہنچنے طالبان دنیا میں سے بھی جواہل

حاجت حضرت کے دروازے پر حاضر ہوا خالی گیا انکی ذات یا برکات گویا چشمہ فیض و دریای رحمت تھی کشف و کرامت جو انکی ظہور میں آتی رہیں انکا ذکر لوگوں کی زبان پر اس قدر جاری ہے کہ ان کے اندراج کے لئے ایک علیحدہ کتاب لکھی جاسی وفات انکی سنہ ایک ہزار و سو ساٹھ میں واقع ہوئی اور بعد وفات ان کے شیخ قدیر شاہ انکے فرزند بھی جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے انکی ذات سے بھی بہت سے لوگوں کو فیض پہونچا۔

دوسرا چمن تذکرہ پیدان خاندان چشت اہل بہشتین

ابتدا اس سلسلہ عالیہ کی خواجہ حسن بھری سے ہے جنھوں نے فیض باطن جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ سے پایا ان سے عبد الواحد بن زید اوشے خواجہ فضیل بن عیاض اوشے خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم اوشے خواجہ خذلیفۃ العرشی اوشے خواجہ سپہر بھری اوشے خواجہ علو بخوری اوشے خواجہ ابو اسحاق شامی اوشے خواجہ ابو احمد ابدا اوشے خواجہ ابو محمد چشتی اوشے خواجہ ابو یوسف چشتی اوشے خواجہ ابو دود چشتی اوشے خواجہ احمد چشتی اوشے خواجہ حاجی شریف زندی اوشے خواجہ عثمان مارونی اوشے خواجہ معین الدین حسن بھری شمس الاجیری نے خلافت پائی اور یہ سلسلہ ہند و پنجاب میں حضرت خواجہ معین الدین حسن بھری سے شاہ ہوا اور ہزاروں طلبا تکمیل پاکر قرب الہی کے مدارج پر پھوینچے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کمالی اوشی دہلوی

یہ بزرگ اکابر اولیا و اجل اصفیائی ہند سے ہیں خرقہ خلافت انھوں نے حضرت خواجہ معین الدین حسن بھری سے پایا اصل انکا سادات اوش سے تھا جو ایک قصبہ سرزمین ماوراء النہر میں سہو شجرہ نسب انکا حضرت امام جعفر صادق کے ساتھ اس طرح پہونچتا ہے کہ خواجہ قطب الدین بن سید کمال الدین بن سید موسیٰ بن سید احمد اوشی بن سید کمال الدین بن سید محمد بن سید احمد بن سید اسحاق بن سید احسن بن سید

سود بن سید احمد بن سید رضی الدین بن حسام الدین بن رشید الدین بن امام جعفر
صادق رضی اللہ عنہ خور و سالی کی عمر میں انکا باپ مر گیا اور والدہ ماجدہ نے انکو بچایا
اور تربیت کی حبیب بالغ ہوئے تو طلب حق گھر سے نکل آئے اور بخدمت خواجہ معین الدین
حسن بھڑی حاضر ہو کر مرید ہوئے بعد تکمیل سپرد وشن ضمیر نے انکو دہلی کو مامور کیا اور
حکم دیا کہ اوس شہر میں رہ کر بابت غلق میں مشغول ہو چنانچہ حضرت دہلی میں آکر سکونت
پزیر ہوئے اون کے حواری و کرامات و زہد و ریاضت کے ذکر میں صد ہا کتابیں بھری
ہوئی ہیں مشہور کرامت انکی یہ ہے کہ جب حضرت کے گھر سماع ہوتا اور خلقت جمع
ہوتی تو حضرت اپنی بغل میں دود و گرم کاک لینے کچھ نکال کر دیتے جاتے یہاں تک
کہ تمام محفل کے لوگ سیر ہو جاتے اسید واسطے حضرت کا خطاب کا کی مشہور ہے وفات
حضرت کی چودھویں ماہ بیع الاول سنہ چھ سو چونتیس ہجری میں عین سماع میں ہوئی
اوس روز حضرت کے یہاں مجلس سماع کی تھی اور قوال حضرت احمد جام کی غزل گاتا تھا

شعر

مسند عشقت مکان دیگر است | این جہان را ہم جہانی دیگر است

جب یہ غزل گاتے گاتے نوبت اس شعر کی آپہونچی

شعر

کشتگان خنجر تسلیم را + | ہر زبان از غیب جان و گیر است

تو حضرت کا حال برگشتہ ہو گیا اور اوس حالت میں جان دینا

قطعہ تاریخ

گئے حجت کو جب دنیا ہی دون سے | جناب شاہ شامان قطب اقطاب

ند اقطاب سے یہ سرور کو آئی | کہ والا قطب و دوران قطب اقطاب

حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر اچو و ہنی پاک پٹی قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان چشت اہل بہشت میں ترک و تجرید و زہد و ریاضت و علم و عمل کشف

و کرامت میں ہر ایک سے سبقت لے گئے تھے ذوق و شوق و محبت و وجود و سہل

انکو کمال شغل رہتا تھا زہد و ریاضت راہ خدا میں جس قدر انھوں نے کیا ہو کسی نے متقدیر
 اولیاء میں سے بھی نہیں کیا روزہ آپکا دائمی تھا جب افطار کرتے تو درختوں کے پتی
 انکی خوراک تھی تمام روز خدام کی تلقین میں گزر جاتا اور رات عبادت میں انکا باپ
 جمال الدین سلیمان بھانجا سلطان محمود غزنوی کا سلطان شہاب الدین غوری کی وقت
 کابل سے لاہور میں آیا چند سی قصیدہ قصور میں سکونت رکھی پھر ملتان میں گیا اور بلا
 وجہ یہ الدین خجندی کی دفتر قریب خاتون سے نکاح کیا اوس کے بطن سے تین بیٹے
 پیدا ہوئے ایک شیخ اعز الدین محمود دوم فرید الدین مسعود تیسرے نجیب الدین توکل
 کہ یہ تینوں بھائی اپنے زمانہ کے یگانہ تھے اور شجرہ انکے بزرگوں کا بستہ و مطوک
 ساتھ سلطان ابراہیم بن ادہم کے ساتھ اور تیس واسطوں کے ساتھ حضرت فاروق
 اعظم عمر ابن الخطاب کے ساتھ منہی ہوتا ہے اس طرح کہ شیخ فرید الدین بن جمال الدین
 سلیمان بن شیب بن احمد بن یوسف بن محمد بن شہاب الدین بن احمد الشہور لفرج شاہ
 بادشاہ کابل بن نصیر الدین بن محمود المعروف بن شیمان شاہ بن سامان شاہ بن سلیمان
 بن مسعود بن عبد اللہ بن واعظ الکبیر بن ابوالفتح بن اسحاق بن سلطان المتقین سلطان
 ابراہیم بادشاہ بلخ بن ادہم بن سلیمان بن ناصر بن عبد اللہ بن امیر المومنین بن فاروق
 الاعظم عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ بعد وفات فرج شاہ بادشاہ کابل کے جب
 کابل کا ملک شاہ بن غزنی نے لے لیا اس خاندان سے سلطنت جاتی رہی مگر
 اولاد اوسکی بدستور کابل میں رہی پھر جب چنگیز خان سلطان خوارزم پر غالب آیا
 اور شہر کابل پر آفت آئی تو حضرت کے جد بزرگوار لڑائی میں شہید ہوئے اور شیخ
 جمال الدین سلیمان ہندوستان کو چلے آئے ولادت حضرت گنج شکر کی سال
 پانسو بیاسی میں ہوئے کہ تو اوال علاقہ ملتان عمل میں آئی پرورش بھی حضرت
 نے ملتان سے پائی خرقہ خلافت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی سے
 پایا حضرت نے سیر بھی بہت کی اور بہت بزرگوں سے فیض باطن پایا بعد حصول
 خرقہ خلافت حضرت نے شہر لائسی میں سکونت اختیار کی پھر جو دھن میں آکر قیام کیا

یہ بیہوشی حضرت کے خوارق و کرامت ہزاروں درج کتب تواریخ میں اس مختصر میں اون کی گنجائش نہیں ہے شائق کتاب خزینۃ الاصفیاء میں دیکھیں مگر ایک کرامت کا ذکر بخیر اون کے یہاں بھی لکھا جاتا ہے کہ حضرت نے ایک قطعہ زمین ایک شخص سے شمول خانقاہ کے لیے قیمت دیکر خریدا چند ماہ کے بعد ایک اور وعویدار اوس زمین کا پریدا ہوا اور اوس نے استغاثہ اس دعوی کا دیا لیپور میں جا کر حاکم شاہی کے روپر پیش کیا وہاں سے حضرت کی اصالت پایا و کالتا طلبی ہوئی حضرت نے ایک خادم کو جو اب دہی کو واسطے بھیجا پھر گواہ طلب ہوئے جن سے زمین ملکیت بالغ کی ثابت ہو حضرت حاکم کو بار بار اتفاقاً سے تنگ ہو گئے اور فرمایا کہ اوس گردن ٹوٹی کو کہہ دو کہ خود اگر زمین سے پوچھ لے اگر زمین گواہی نہ دے گی تو ہم گواہ بھیج دیں گے حاکم یہ بات سن کر کمال متعجب ہوا اور کہا کہ اچھا ہم چلتے ہیں اگر زمین نہ بولی تو فریادس بات کی سخت سنرایا لگا پس حاکم خود سوار ہو کر آیا اور ہزاروں لوگ دیکھنے والے جمع ہوئے جب مجمع ہو چکا تو اول مدعی کو حکم ہوا کہ زمین سے اپنی ملکیت کا سوال کرے چنانچہ اوس کے سوال پر زمین نے کچھ آواز نہ دی پھر حضرت کی طرف سے ایک خادم نے زمین سے پوچھا کہ تو کسکی ملکیت ہے زمین سے آواز نہ ہوئی کہ میں اوسکی ملکیت تھی جس نے فریاد کے پاس مجھ کو فروخت کیا اور اب ملکیت خواجہ فرید کی ہوں یہ بات سن کر حاکم حیرت میں آیا اور مدعی کو سخت سزا دی بعد فیصلہ کے جب وہاں سے چلا تو گھوڑے نے ناخن لیا اور وہ گھوڑے سے گر پڑا اوس وقت گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا نفوذ بالیہ میں غضب الایلیا وفات حضرت کی پانچویں ماہ محرم سنہ ۱۰۷۵ھ چھ سو چوبیسھ میں واقع ہوئی اور روضہ منورہ بمقام

پاک پٹن زیارت گاہ خلق ہے۔	قطعہ تاریخ
چو اندر زمین آہ مانتہ گنج	عربستان گشت فرو یگانہ فرید
دس در عجب سال تاریخ ادو	عربستان گشت فرو یگانہ فرید
خواجہ علاء الدین علی احمد صابر کلیہ سی قاس سرہ	
یہ بزرگ حضرت فرید الدین گنج شکر کے خلفائین سے عارف کامل صاحب ارشاد	

جانب سیادت و نجابت و شرافت و شریعت و طراقت و حقیقت و معرفت و شوق و ذوق
 و وجد و سماع و حواری و کرامت تھے فقر میں مقامات بلند و مدارج ارجیند رکھتے تھے
 حضرت کی طبیعت میں جلال بہت تھا صابر خطاب اور نکو پیر روشن ضمیر سے عنایت ہوا اس
 پر کہ انھوں نے بارہ برس تک باور چچیانہ کی خدمت کو انجام دیا مگر خود بے اجازت
 ایک لقمہ نہ کھایا صرف درختوں کی پتی کھا کر گزارہ کیا جب یہ حال انکی پیر پر پیش
 ہوا تو کمال مہربانی سے صابر خطاب بخشا اور دہلی کا قطب بنا کر فرمان لکھ دیا چونکہ حضرت
 فرید الدین گنج شکر کا یہ دوست و ستور تھا کہ جس خلیفہ کو کسی ملک کو روانہ کرتے فرمان اپنے
 دستخط سے لکھ کر اسکو دیتے اور فرماتے کہ خواجہ جمال الدین ہنسوی کے پاس
 جا کر اسکی مہر کرالو پس وہ ہنسوی میں جاتا اور جمال الدین کی مہر اسپر کر کے مکان نامور
 کی طرف روانہ ہو جاتا اس رسم کے بموجب علاؤ الدین علی احمد صابر بھی ہنسوی پہنچے
 چونکہ یہ خواجہ فرید الدین گنج شکر کے بھائی تھے اور داماد اور مقامات ولایت میں سب سے
 بڑھکے تھے انکی استقبال کے لئے خواجہ جمال الدین ہنسوی سے دو میل باہر آئے
 انھوں نے اونکی تکریم کی مگر چٹول سے نیچے نہ اترے اور خواجہ جمال پایادہ اونکی
 سواری کے ساتھ رہے اور اپنی مسیحا میں لیا کر اتارا اور سوقت شام کی نماز کا وقت
 تھا خواجہ جمال نے انکو نماز میں بھی امام کیا جب نماز پڑھ چکے اندھیرا ہو گیا تھا
 حضرت نے اپنا فرمان خواجہ جمال کو دکھایا اور مہر کر دینی کی درخواست کی اور انھوں نے
 کہا کہ اب شام کا وقت ہے آپ آرام کریں کل صبح کو مہر کر دوں گا مینہ بات سنتے ہی حضرت
 نے دہن ہاتھ کی بڑی اونگلی کو پھونکا اور اس پتہ تک سے اونگلی شمع کے مانند روشن
 ہو گئی اور فرمایا کہ اگر اندھیر سے کا خیال ہے تو اب روشنی ہو گئی ہے روشنی میں ہاں
 پڑھکر مہر کر دو یہ بات سنکر خواجہ جمال نے فرمان پھاڑ ڈالا اور کہا کہ دہلی بھی پاری
 تیری ایسی آتشیں دم سہارنی کی توفیق نہیں کھتی اس بات پر حضرت کمال نا راض ہو گئے
 اور فرمایا کہ تو نے میرے فرمان کو پھاڑ ڈالا ہے میں نے تمھاری ولایت کو پھاڑ ڈالا
 اور انھوں نے کہا کہ اول سے یا آخر سے کہا آخر سے یہ بات کہ حضرت وہاں سے اٹھ

کھڑے ہوئے اور خواجہ فرید کی خدمت میں آکر کل حال بیان کیا اور بخون نے فرمایا کہ بڑا
 کردہ جمال را فرمائیو اندوخت بعد کچھ مدت کے خواجہ فرید نے حضرت صابر کو شہر کلیر کو
 روانہ کیا اور فرمان تولیت اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا بقیمیل ارشاد حضرت وہاں جا کر
 سکونت پذیر ہوئے شہر والی حضرت کی طرف رجوع نہ لائے کوئی طالب خدا خدمت
 میں حاضر نہوا چند ماہ اسی طرح گزر گئے تو ایک روز جمعہ کی نماز پڑھنے کے واسطے حضرت
 جمعہ مسجد میں گئے اور امام کے مصلی کے بہت نزدیک بیٹھ گئے جب نمازی جمع ہوئے
 تو لوگوں نے حضرت کو کہا کہ جہاں تم بیٹھے ہو یہیہ مقام قاضی کی جاسی نماز ہے یہاں
 سے اٹھ کر دوسرے صف کی جگہ چلے جاؤ حضرت وہاں سے نہ اٹھے اور فرمایا کہ
 قاضی سے بڑھ کر یہ قطب کا ہے اور ہم اس سرزمین کے قطب ہیں یہ بات سنکر
 لوگ ہنسیے اور اونکی بات ہنسی میں اوڑادی اور زبردستی سے وہاں سے بازو پکڑ کر اٹھیا
 حضرت سب سے پیچھے آکھڑے ہوئے اور طبیعت پر جلال و غضب غالب تھا جب لوگ
 نماز پکھڑے ہوئے اور حضرت کو کوئی جگہ نماز پکھڑے ہونے کے لئے ملی تو حضرت
 نے مسجد کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اسی مسجد تمام لوگ سجدہ کو جاتے ہیں تو بھی سجدہ
 کہ یہ بات کہتے ہی مسجد مٹ چھٹ اور دیواروں کے گریڑی اور سب لوگ نیچے آکر
 ہلاک ہو گئے اوس روز سے بتائے غضب و جلال حضرت گئے اوس شہر پر وہاں نزل ہوئی
 اور تھوڑے عرصہ میں وہ شہر ویران ہو گیا اور حضرت ابراہیم باطن عبادت میں مشغول
 ہوئے اور تمام عمر اوسی ویران میں بسر کی اوس وقت حضرت کے پاس صرف شمس الدین
 ترک پانی تہی خدمت گزار و خادم رہتے تھے جب اونکو بھی حضرت نے پانی پیتا کی
 طرف رخصت کر دیا تو بحالت تنہائی وہاں تشریف لے گئے آخر سال چھ سو نویں بحالت
 سماع وفات پانی اوس روز خواجہ شمس الدین خدمت میں حاضر تھے اونھوں نے حضرت
 وفات کیا اور روضہ مکلف بنوایا جواب تک زیارت گاہ خلق ہے۔ قطعہ تاسیح

جو آن عاشق علاؤ الدین صابر
 گویا صدق علاؤ الدین صابر

بمعشوق ازل گردید موصول
 بسال ارتحال آن شہ دین

شیخ شمس الدین ترک یانی تپی رحمۃ اللہ علیہ

سید بزرگ خواجہ علی احمد صابر کے خلیفہ تھے اور حضرت کے حکم سے شہر یانی پت میں آکر سکونت پذیر ہوئے ہزاروں آدمی انکے ذریعہ سے مراتب قرب الہی تک پہنچے اعلیٰ وطن لکارتراکستان تھا جد بزرگوار انکے شیخ احمد سیوی مشہور اولیا میں سے تھے شجرہ نسب انکا حضرت امام محمد حنیف فرزند ارجمند علی المرتضیٰ کے ساتھ ملتا ہے اور علوی قریشی کہلاتے تھے حضرت کے خوارق و کرامت کے ذکر سے کتابیں بھری ہوئی ہیں اور اس مختصر میں گنجائش اوسکی نہیں ہے وفات حضرت کی سن۶۸۰ سات سو پندرہ ہجری میں واقع ہے اور مزار یانی پت میں ہے۔

شیخ شرف الدین بوعلی قلندر یانی تپی قدس سرہ

اکابر اولیائے خاندان حشمت میں سے ہیں شجرہ نسب انکا حضرت امام اعظم کوفی کے ساتھ ملتا ہے اس طرح پر کہ شیخ بوعلی قلندر بن سالار فرخ الدین بن سالار حسن بن سالار عزیزی بن ابابکر غازی بن فارس بن عبدالرحمان بن عبدالرحیم بن محمد بن امام لغمان امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ اور شجرہ یہ ان عظام کا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی کے ساتھ اس طرح پر گہرہ کھاتا ہے کہ شیخ بوعلی قلندر مرید و خلیفہ شیخ عاشق خدا اور وہ مرید و خلیفہ امام الدین ابدال اور وہ مرید و خلیفہ شیخ بدر الدین غزنوی اور وہ مرید و خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا حضرت کا طریق مجدد و بان قلندرانہ اور کلام آپ کا توحیدانہ تھا خوارق و کرامت انکی ہزاروں کتابوں میں تحریر ہیں وفات ان کی تیرہویں ماہ رمضان ۷۸۰ سات سو چوبیس ہجری میں واقع ہوئی۔

سلطان المشائخ نظام الدین بدائونی دیوبند قدس سرہ

سید حضرت برجے خلیفہ شیخ فرید الدین گنج شکر پاک پٹنی کے تھے اصلی نام حضرت کا محمد بن احمد دانیال بن علی بخاری تھا اور لقب سلطان المشائخ و سلطان الاولیا و سلطان السلاطین و خطاب محبوب الہی و نظام الملئۃ والدین تھا ان کے دادا

شیخ علی بناری اور نانا اسکے شیخ خواجہ عرب دو نو اول بخاراست آئے اور چند سال لاہور
میں سکونت رکھی پھر بادون دین جا کر قیام کیا شیخ احمد دانیال ان کے باپ بھی بہراہ
تھے ۱۲۱۱ھ میں جو چوبیس ہجری میں بمقام بادون خدمت تولد ہوئے باپ شیخ برس کی
عمر میں خدمت کا باپ مر گیا اور بی بی زلیخا اونکی والدہ نے انکو پرورش کیا بارہ برس
کی عمر میں خدمت سے علوم فقہ و حدیث و تفسیر و صرف و نحو و منطق و مدنی کی تعلیم سے
مواخت پائی اور ستارہ فیضیت زیب سفر فرمائی بعد ازاں بوسیدہ صیادہ شیخ نجیب الدین
مستوفی بخارست شیخ فرید الدین گنج شکر کے حاضر ہو کر مرید ہوئے اور چند سال میں کمال
محنت و ریاضت و عبادت میں پائی اور بعد حصول خزانہ خلافت دہلی کو خدمت ہوئے
دہلی میں آکر حضرت حبیب شہنشاہ ہدایت خلق ہوئے تو انکے ان آدمی طالبان حق خدمت
میں حاضر ہوئے اور وہ فریغ حاصل ہوا کہ کسی کو اس وقت کے اولیا کو نہ سبب نہ تھا
دولت ظاہری کا یہ حال تھا کہ ہزاروں روپیہ روزمرہ خدمت کے لنگہ میں خرچ ہوتا
اور ہزاروں روپیہ نقد نیرات کیا جاتا اور باطنی فیض کی یہ حالت تھی کہ بوطالب حق
العبارق اعتقاد و خدمت میں حاضر ہوتا بتاثر نظر کیما اثر دنی کامل ہو جانا حضرت کے
خوارق و کرامت کے تذکرے سے ہزاروں کتابیں پھری ہوئی ہیں کسی کی طاقت
ہے جو بیان کر سکے مگر لاکھوں میں سے ایک بیان بھی لکھی جاتی ہے نقل ہے
کہ ایک فاضل جاگیر دار کے گھر کو آگ لگ گئی اور فرمان جاگیر خواہ سکوا بادشاہ سے
ملا ہوا تھا جل گیا اس نے بڑی محنت و مشقت سے دوسرا فرمان حاصل کیا مگر جب
وہ فرمان لیکر دیوان شاہی سے نکلا وہ بھی بغل سے گھر پڑا اس بات سے بہت کھراپا
اور بجات غمگینی کے خدمت میں حاضر ہو کر رونے لگا حضرت نے فرمایا
کہ اگر فرمان تمھارا مل جائے تو یہ ان چشت کے ارواح و آثار دو گئے اور جس نے عرض
کی کہ میں فرمان کے ملنے سے پہلے ہی حلو الا کرفا تھو لو تا ہوں چنانچہ وہ گیا اور
بازار سے حلو الے آیا جب حضرت کے پاس آیا تو حلو ای نے جس کا قصہ حلو او سکوا
ڈھک کر دیا تھا وہ کا غذا و مسکا فرمان نکلا حضرت نے حلو اس کے لیے سے وہ کا قصہ

وٹھا کر اسکو دیکھا اور فرمایا کہ اوتھارو یہ فرمان سے جب اوس نے غور سے دیکھا تو اوس کا فرمان وہ تھا نقل ہے کہ حضرت سلطان المشائخ تمام عمر مجرب رہے اور نکاح نہ کیا باعث یہ کہ ایک روز خواجہ فرمایا وہ کہ مرشد نے روزہ طے افطار کیا اور اوکو حکم دیا کہ ہمارے کھانے کے لیے کچھ لاؤ سلطان المشائخ نے اپنی پگڑی گرہ کی اور ٹھوڑا سا لوبیا خرید کر مکین لپکایا اور پیر کی خدمت میں لے گئے حضرت کھا کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہم نے خدا سے مانگا ہے کہ تیرے مہمان خانہ میں ہر روز تشریف من نکلیں جو اگر سے یہ ہر مانی کا کلام سن کر سلطان المشائخ تعظیم کو اٹھتے چونکہ یا جاہم انکا اوسوقت چھٹا ہوا تھا حضرت نے اپنا یا جاہم منگو کر ارشاد کیا کہ پہلے سلطان المشائخ نے اپنے یا جاہم کے اوپر اسکو پہن لیا جب ازار بند باندھنے لگے تو مارے جلدی کے ازار بند ہاتھ سے چھوٹ گیا یا جاہم پاؤں پر گر پڑا حضرت نے فرمایا کہ ازار بند مضبوط کر کر باندھ لے عرض کی کہ کس قدر مضبوط باندھوں فرمایا اس قدر کہ سوا سی روز قیامت کے نہ کھلے اگر کھلے تو جو ران بہشت پر کھلے عرض کی کہ بہتر ہے اوس روز سے سلطان المشائخ نے ارادہ نکاح کا نسخ کیا اور تمام عمر مجرب رہے وفات حضرت کی اٹھارہویں ربیع الآخر کے روز سنہ سات سو پچیس میں واقع ہوئی اور عمر انکا نوین سال کی ہوئی اور روضہ متبرک شہر حرمی میں زیارت گاہ خلق ہے۔

قطع تاریخ

کھلے جنت کے اوسکے واسطے باب	کئے دنیا سے جب نظام الدین
بولا لاف کہ اشرف الاقطاب	سال تاریخ کے لیے سرور

خواجہ امیر خیر و شاعر حسینی دہلوی

خواجہ سلطان المشائخ کے خلفائین سے یہ حضرت کمال متقلد اپنے پیر کے تھے اور پیر روشن خیمہ کے روبرو اس سے زیادہ گوی محمد اسرار و واقف مازنہ تھا نام امی انکا ابو الحسن و شاعرین تخلص حسرتھا انکا باب امیر سید الدین ایک امیر صاحب جاہ و دولت و علم و حکم تھا اور ارادت بخدمت سلطان المشائخ رکھتا تھا وہ تتر سال

عمر میں کفار کے جماعہ میں شہید ہوا اور ان کے ہاتھوں میں لٹکا کر ایک شعلہ میں
 و برکت و واقفہ روز ظاہری و باطنی تھا خواجہ حسنہ باب کے مرنے کے بعد نو سال کے
 رہ گئے اور امیر عبادی الملک کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی ایک بھائی خواجہ حسنہ
 کا جس کا نام اعز الدین علی تھا کمال مقبول و محبوب سلطان المشائخ کا تھا صاحب
 سفینۃ الاولیاء لکھتے ہیں کہ خواجہ حسنہ و سکے دل نجات منزل میں اس قدر تشر
 عشق مشعل تھی کہ پیراہن انکار وقت قلب کی جگہ سے جلا رہتا تھا جب نیا پیراہن
 پہنتے تو اسی وقت پیراہن قلب کے مقام سے جل جاتا تصانیف انکی ایک کم سو
 مشہور ہیں اور اشعار منظوم فارسی پانچ لاکھ سے کم اور چار لاکھ سے زیادہ ہیں اور
 ہندی اشعار اس سے علاوہ بیشمار ہیں اور فی البیہ کہنے پر انکی طبیعت ایسی قادی
 تھی کہ کتاب طبع الانوار بچو اب مخزن الاسرار نظامی انھوں نے وصیت میں تمام کی
 وفات انکی سنہ سات سو پچیس میں سلطان المشائخ کی وفات کے بعد چھ ماہ وقوع
 میں آئی اور مزار گوہر بار سلطان المشائخ کے روضہ کے پاس ہے کتابوں میں لکھا ہے
 کہ جب سلطان المشائخ فوت ہوئے سیدہ حاضرہ تھے بنگال کے ملک کی مہم پر بادشاہ
 کے ساتھ گئے ہوئے تھے جب یہ خبر انکو پہونچی فوراً دہلی میں آئے اور لباس سیاہ
 پہن کر بے خود و خواب پر روشن ضمیر کے مزار کے پاس باسینہ بریان و چشم گریان
 بیٹھے رہے جب چھ مہینے اس حالت میں گذر گئے تو بدو گئے روز اٹھارہویں ماہ شوال
 کو وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔

قطعہ تاسیخ

جیکہ فخر شاعران ملک ہند	شاہ والا حسنہ و غلام علی مکان
کر گئے رحلت بسال فاتحہ	بولاسہ و ربیل شیرین کلام

شیخ نصیر الدین محمود و اوچی مخاطب بحر اربع و لمبوی

پڑے دوست اور خلیفہ رشتہ سلطان المشائخ نظام الدین تھے تھے سچو انکا صاحب
 امام حسن علیہ السلام کے ساتھ ملتا تھا انکے جد بزرگوار کا نام سید عبد اللطیف و

باب کا نام سیّد محمدی تھا بعد وفات سلطان المشایخ کی ولایت خطہ دہلی کی انکو ملی صبر و رضا و تسلیم کا شعار تھا انکے خوارق و کرامت کے تذکروں سے کتابیں بھری ہوئی ہیں جنکی گنجائش اس مرتعہ میں نہیں ہے ہزاروں طالبان حق انکے ذریعہ سے ہر مرتبہ قرب الہی پہونچے وفات آپ کی اٹھارہویں رمضان المبارک روز جمعہ سال سات سو ستاون ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بارہیلی میں ہے۔

شیخ جلال الدین محمود پانی پتی گارونی قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے مرید تھے اور فرقہ خلافت اویں سے پایا اصلی نام انکا محمد بن محمود اور شجرہ نسب حضرت امیر المومنین عثمان کے ساتھ ملتا تھا مذہب و مسلک اہل سنت کے مزاج پر اس قدر غالب تھا کہ ہر وقت بیہوش رہتے نماز کے وقت خام باؤاں بلند حق حق آپ کے کان میں کہتے تو وہ بیہوش میں آکر ہٹتا اور آپ سے چالیں اولیائی کامل انکے خلیفے تھے جن سے علیحدہ علیحدہ سلسلہ جاری ہوئے اور کتاب زاد الابرار انکے عمدہ تصانیف میں سے ہے انکے مطبع میں ایک ہزار آدمی بستہ کم کھانا نہیں کھاتے تھے جب کم ہوتے شہر سے آدمی بلائے جاتے اور جب کبھی سفر میں ہوتے تو ایک ہزار آدمی کا کھانا غیب سے نمودار ہوتا وفات حضرت کی سند سات سو تیسٹھ ہجری میں واقع ہوئی۔

شاہ کا کوپشتی لاہوری قدس سرہ

حضرت خواجہ مرید الدین گنج شکر کی اولاد سے یہ حضرت برجے بزرگ صاحب عبادت و ریاضت و زہد و تقویٰ و توکل تھے شیخ پریمچشتی لاہوری سے انھوں نے فرقہ خلافت پایا اور تمام عمر ہدایت خلق میں مصروف رہتے دولت ظاہری و باطنی انکی نصیب تھی کڑائیں انکی بہت مشہور ہیں چنانچہ سکھوں کے وقت کا ذکر ہے کہ سکھان شہید ہو گئے انھوں نے انکے مزار کا سالانہ عرس جو قوم خواجہ ان کے مرید کرتے ہیں بند کر دیا اور مریدوں سے یہ پوچھا کہ انکا عرس تم کیوں کرتے ہو انھوں نے کہا کہ یہ بزرگ ولی عابد و زاہد تھے اس واسطے انکا عرس ہوتا ہے یہ سنگر ایک سکھ بولا کہ میں اسکا امتحان

کرتا ہوں یہ کہ مکروہ اوس سیر کے درخت پر جو حضرت کی قبر پر سے چڑھ گیا اور قبر پریشیاب کرنے لگا اسی وقت پانچ پھیل کر نیچے آ پڑا اور ٹانگ ٹوٹ گئی اوس روز سے پھر سنگھ بانع عرس نہوئے وفات انکی سال آٹھ سو اسی ہجری میں واقع ہوئی اور مزار لاہور میں ملی وروانہ کے پاس ہے۔

شیخ نجیب القدوس گنگوہی قدس سرہ

یہ بزرگ بڑے خلیفہ شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق ردولی کے تھے شجرہ پیران عظام انکا انھیں تین واسطے سے شیخ جلال الدین پانی پتی کے ساتھ ملتا ہے کہ شیخ احمد عبدالحق ردولی نے خرقہ خلافت شیخ جلال الدین پانی پتی سے پایا تھا خاندان چشت اہل بہشت سلسلہ صابریہ میں سے یہ بزرگ صاحب کمال ظاہری و باطنی تھا تصوف میں ایک کتاب انوار العیون نام اس کے تصانیف میں سے مقبول خاص و عام ہے وفات انکی سال نو سو پتالیس ہجری میں واقع ہے اور مزار گنگوہ میں ہے۔

شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہ الغر

یہ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کے خلیفہ اور جانشین تھے شجرہ نسب ان کا فاروق عظیم عمر بن الخطاب کے ساتھ ملتا ہے انکا باپ محمود بھی عالم فاضل و صاحب عظمت تھا شیخ جلال الدین اوس کے گھر میں ولی ماورزا ہوئے سات برس کی عمر میں انھوں نے قرآن حفظ کیا اور سترہ برس کی عمر میں تحصیل علوم صرف و نحو و لغت و معانی و حدیث و تفسیر سے فراغت پائی بعد ازاں بکذب جاذب حقیقی بکرم شیخ عبد القدوس گنگوہی کے حاضر ہو کر تکمیل پونچھنے تمام عمر ہدایت خلق میں صرف رہے آخر سال نو سو اسی ہجری میں وفات پائی۔

شیخ جان الدہشتی صابری لاہوری

یہ بزرگ شیخ نظام الدین لجنی کے خلیفہ تھے جو بڑے جانشین شیخ جلال الدین تھا منیر کے تھے علوم ظاہری و باطنی میں انکو استعداد کامل تھی پہلے انھوں نے

ظاہری علم حاصل کیا اور تعلیم و تدریس کے کام میں مشغول ہوئے چند سال اس کام میں مصروف رہے پھر شیخ نظام الدین لجنی کی خدمت میں جا کر تکمیل باطنی پائی اور لاہور میں بجا حصول خرقہ خلافت مامور ہوئے تمام عمر ہدایت و ارشاد کے کام میں صرف کی آخر سال ایک ہزار اوقیس میں وفات پائی مزار لاہور میں ہے۔

۱۵۴

شیخ حاجی عبدالکریم چشتی لاہوری

اس بزرگ کا باپ عمادوی الملک عبداللہ انصاری سرکار شاہی میں ایک امیر کبیر تھا انھوں نے دولت ظاہری کو ترک کیا اور خدا کی طالب ہو کر شیخ نظام الدین لجنی کے مرید ہوئے اور تکمیل پائی اور جب اکبر بادشاہ نے نظام الدین اس کے پیر پر ناراض ہو کر ان کو ہند سے نکال دیا اور وہ حرمین الشریفین کو چلے گئے تو یہ لجنی اس کے ہمراہ تھے وہاں سے واپس آ کر انھوں نے لاہور میں قیام کیا تمام عمر ہدایت خالق میں بسر کی انکی تصانیف و تالیفات میں سے کتاب شرح فصوص الحکم فارسی و رسالہ اسرار عجیبہ پیران چشت کے ذکر و شغل کے بیان میں مقبول خاص و عام ہے انکی کرامتیں اکثر کتابوں میں مذکور ہیں چنانچہ ایک روز جو جگ کاؤن تھا ایک مرید خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آج جگ کاؤن ہے صاحب قسمت لوگ آج مکہ معظمہ میں ہوں گے فرمایا کہ آؤ ہم او بھی مکہ چلیں یہ کہ ایک اور مکہ کھڑے ہوئے اور اس مرید کو ساتھ لے لیا جب آدھ کوں تک گئے تو مرید کو کہا کہ آگھیں بند کرو اور ہماری دوش پر ہاتھ کر چلے آؤ تھوڑی دیر گزری تو فرمایا کہ آگھیں کھول دو جب اس نے آگھیں کھولیں تو دیکھا کہ عرفات میں موجود ہے بہت خوشی سی جگ ادا کیا اور دوسرے روز بھی وہاں قیام کیا پھر جس طرح گئے تھے لاہور پہنچ گئے وفات انکی ستائیسویں ماہ رجب سنہ ایک ہزار پینتالیس ہجری میں واقع ہوئی اور گوہر بار لاہور میں متصل باغ زیب النساء بیگم مشہور موضع کوٹا سلی

۱۵۵

شیخ ابوسعید چشتی صابری گنگوہی

یہ بزرگ فرزند ولید شیخ نور الدین بن عبدالقدوس گنگوہی تھے تربیت و تکمیل و خرقہ خلافت شیخ نظام الدین لجنی سے حاصل کیا اور اولیاسی کاملین میں سے ہوئے

سواطع الانوار میں لکھا ہے کہ ایک شخص شکر حال و رویشان اسکے رویہ و آیا اور غرض کی کہ میں طالب خدا ہوں مگر طاقت محنت و عبادت و ریاضت کی مجھ میں نہیں ہے چاہتا ہوں کہ آپ کی نظر فیض سے مقصود حاصل کروں حضرت کے ہاتھ میں اس وقت عصا تھا فرمایا کہ ہاں ہم اس عصا کے تین ضرب سے طالب کو خدا تک پہنچا دیتے ہیں یہ کہہ کر ایک ضرب عصا کی اس کے سر پر لگائی عالم ملکوت اوپر کھل گیا دوسری ضرب میں عالم جبروت تیار ہوا ضرب سے عالم مشہود اس پر منکشف ہو گیا تین روز تک بیہوش رہا جب ہوش میں آیا صدق دل سے مرید ہوا وفات حضرت کی سنہ ایک ہزار و پچاس میں واقع ہوئی اور مزار گنگوہ میں ہے۔

شیخ محمد صادق بن فتح الدین گنگوہی حنفی چشتی صابری

شیخ ابو حنیفہ کے خلفائے میں سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند اور ذوق و شوق و وجد و سماع و محبت میں لگانہ زمانہ تھا صاحب سواطع الانوار لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ حالت سیر میں حضرت جگنا تھہ میں پہنچے سرباز ایک بت سنگین نہایت خوبصورت دیکھا حضرت محو اس کے تماشیا میں ہوئے خدا کے حکم سے بت بولا اور کہا انا المعبود لا تعبد سوائے شیخ اگرچہ اس وقت مغلوب الحال تھے مگر رعایت شرع مقدس کے بعد کو سجدہ کیا بت بولا کہ اے نیا تو انتم و جدائے شیخ نے جواب دیا کہ پیچ سے مگر رعایت شرع رسول فرض ہے وفات حضرت کی اٹھارہویں محرم ۱۲۵۰ھ ایک ہزار اٹھاون چوبیس میں واقع ہوئی۔

شیخ عبد الخالق لاہوری چشتی صابری قدس سرہ

شیخ جان اللہ لاہوری کے یہ بزرگ خلیفہ علوم ظاہری و باطنی میں طاق لگانہ افاق تھے وجد و سماع کے وقت انکی یہ حالت ہوتی تھی کہ لوگوں کو ان کے مرجانے کا شبہ ہو جاتا اور حالت وجد میں جس پر نظر فیض اثر ڈالتے بیہوش ہو جاتا انگڑا نکا غریب و مساکین پر عام تھا ہزاروں لوگ دو وقت کھانا ان کے باورچی خانہ سے کھاتے تھے بہت طالبان خدا ان کے ذریعہ جمیل سے قرب خدا تک پہنچے آخر سال ایک ہزار و سٹھ چوبیس میں فوت

میرے گئے اور بزرگ گوہر بالاہوری میں ہے۔

شیخ محمد عارف چشتی صابری لاہوری

یہ بزرگ شیخ عبدالخالق چشتی لاہوری کے جانشین تھا تجرید و تفرید میں شان بلند رکھتا تھا جو کچھ زبان مبارک سے فرماتا ملذو میں آجاتا ایک روز حضرت کھڑک سماع ہو رہا تھا اور حضرت وجد میں تھے قوال یہ بیت پڑھ رہے تھے: **آن مسیحائی** کہ جان دروست دوست دوست **ہمید ہر جان** گریہ کریم چند بار **ہذا چانک** ایک شخص اپنے بیمار لڑکے کو جو قریب مرگ تھا کاندھے پر اٹھائے ہوئے خدمت میں آیا اور التجا کی کہ حضرت اسکے واسطے دعائی حصول شفا کریں حضرت اوسے وجہ کی حالت میں دیکھے اور بیمار کے مونہ پر ہاتھ پھیرا اوسے وقت اچھا ہو گیا وفات حضرت کی ساتویں ہی رات سال اکہزار الھت میں ہوئی مرزا لاہوری میں ہے۔

۱۵۶۱

شیخ محمد صدیق چشتی صابری لاہوری

یہ بزرگ عظامی مشائخ چشت سے صاحب مقامات بلند و مباح ارجح تھا علوم شریعت و طریقت میں اپنے زمانہ میں فزید الدہر و وحید العصر تھا تمام روز تدریس طالبان علم میں مصروف رہتا اور رات بھر تلمیذین عارفان حق میں گذراتا پنجاب کے ہزاروں لوگ اسکے ذریعہ سے فیضیاب دنیا و آخرت ہوئی بعد بارہ برس کی عمر کے یہ اپنے ولی شوق سے علم کے شغل میں مشغول ہوا بیس برس کی عمر میں جاذب حقیقی نے اسکو اپنی طرف کھینچا اور شیخ محمد عارف کی خدمت میں جا کر تکمیل پائی اور خرقہ خلافت حاصل کیا وفات ان کی سنہ اکہزار چوراسی ہجری میں واقع ہوئی اور مرزا

۱۵۵۶

لاہوری میں ہے۔

شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد صادق گنگوہی

مرد و خلیفہ پر عالی قدر اپنے کا تھا ہمت عالی و حالت قوی رکھتا صاحب سلاطین کا قول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت کا چلہ میں بیٹھا اوس حجرہ میں درخت بیر کا تھا اور کھجور بھوکھ کی حالت میں بیر کے درخت کی پتی کھالیا کرتا جب چلہ سے نکلنا اوس سے

دیکھو

دعویٰ کیا کہ میں نے چالیس روز تک کچھ نہیں کھایا حضرت نے کہا کہ تو جو کچھ کتا ہے میری
 کی درخت کی پتی چاہے کے وقت تیری غذا تھی اوس نے انکار کیا اس بات سے حضرت
 غضب میں آئے اور درخت کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ سچ بول تیری پتی یہ کھاتا
 رہا ہے یا نہیں درخت زبان فصیح سے بولا کہ ہاں یہ درویش چالیس روز تک
 میری پتی کھاتا رہا ہے درویش یہ بات سن کر اپنے دعویٰ سے تائب ہوا وفات
 حضرت کی پانچویں رمضان ۱۱۹۵ھ اکبر اسبچانہ میمن واقع ہوئی اگرچہ خلیفہ حضرت
 کے بہت تھے مگر شیخ سوندھا و شیخ بلاتی و سید غریب الدین و شاہ ابوالمعالی چار
 خلیفہ بڑے تھے جسے علیحدہ علیحدہ سلسلے جاری ہوئے۔

شاہ ابوالمعالی حقیقی صابری قدس سرہ

سادات عظام و مشائخ کرام سے صاحب عشق و محبت و شوق و ذوق و وجد و سماع
 تھے فرقہ خلافت شیخ داؤد سے پایا شیخ محمد صادق گنگوہی سے بھی فیض حاصل کیا
 باپ ان کے سید محمد اشرف قصبہ اٹھٹھ ضلع سہارنپور میں رہتے تھے باپ کے
 مرنے کے بعد شاہ ابوالمعالی خود سال رہ گئے والدہ نے انکو شیخ محمد صادق
 کے سپرد کیا اور مخون نے علوم ظاہری و باطنی سے انکو متفید کیا اور مرستے دفعہ
 انکو شیخ داؤد کے سپرد کیا باقیماذہ کمیل انکی شیخ داؤد نے کی اور فرقہ خلافت عطا
 کیا صاحب ثمرۃ الفوائد لکھتا ہے کہ ایک روز مجلس شایع تھا نیسرین جمع تھی عند التذکرہ
 حضرت شاہ نے فرمایا کہ مرگ و حیات کلمہ نفی اثبات لالہ لاندہ میں ہے جنہوں نے
 یہ کلمہ دل سے پڑھا ہے اگر وہ لفظ لاندہ کے کان میں کہہ دیں تو مر جائے و اگر لاندہ
 کہہ دیں تو جی اٹھے حاضرین مجلس نے التماس امتحان کی کہ حضرت مجلس سے اٹھیں
 اور ایک گامیش کے کان میں جو اوسے گھر کے صحن میں بندھی ہوئی تھی لالہ
 کا لفظ کہا وہ فی الفور گر پڑی اور مر گئی پھر دوسرے کان میں لالہ کا لفظ کہا
 فی الفور گامیش جی اٹھی اور چارہ چہرئی لگی وفات شاہ ابوالمعالی کی ۱۱۹۵ھ اکبر
 ایک سو سولہ میں واقع ہوئی۔

شیخ محبوب الرشید جالندھری چشتی قدس سرہ

یہ بزرگ فائز ان سادات عظام شہر جالندھر سے ہی انکے باپ کا نام سید اشرف تھا
خود سالی کی عمر میں انکو شوق حق دامگیر ہوا اور بعد تحصیل علوم متداولہ کھر سے نکل کر
شاہ ابوالمعالی کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کی شاہ ابوالمعالی نے انکو تربیت
مکمل کے واسطے میران سید بھیکہ کے حوالہ کیا اونکی خدمت میں چند سال انھوں نے
بسر کی اور خرقہ خلافت پایا وفات انکی غزہ ماہ ربیع الاول روز جمعہ سنہ اکیڑاراکیسو الیس
میں واقع ہوئی علامہ محی الدین انکے فرزند بھی ایک مقبول شخص تھے بیعت انکی بھی
میران سید بھیکہ کے ہاتھ ہوئی۔

شیخ سوندھا اول شیخ مومن صدیقی چشتی صابری

یہ بزرگ شیخ داؤد چشتی انگوہی کے خلیفہ تھے شجرہ نسب الکا حضرت ابوبکر صدیق
خلیفہ اول کے ساتھ ملتا تھا باب الکا شیخ مومن بادشاہی جاگیر دار اور امیر کبیر تھا
اوسکی وفات کے بعد یہ خود سو سال رہ گئے بالغ ہونے کے بعد انھوں نے سامان
حشمت بجاہ ترک کیا اور شیخ داؤد کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور ایسے مراتب
عالیہ کو پہنچے کہ اولیائی متقدمین سے کوئی سبقت لے گئے صاحب سواطع الانوار
کا قول ہے کہ ایک روز ایک گانہ جنت بقریب ایک عرس کے تشریف لے گئے جب
ہنگامہ سماع گرم ہوا اتفاقاً اوس وقت گانہ کے مالک کا بیٹا نوجوان مر گیا وہ مردہ کی
چارپائی اوٹھا کر عین مجلس میں لے آیا اور ہتھ باندھ کر عرض کی کہ شمع مردان خدا
خدا بننا شند لیکن ز خدا جدا بننا شند میرے گھر میں بھی ایک لڑکا تھا جو آج
القمہ ننگ اجل ہو گیا ہے تم لوگ مقبولان الہی ہو اگر تمھاری توجہ سے یہ لڑکا میرا
زندہ ہو جائے تو عجب نہیں یہ تیرے سر شکر شیخ سوندھا اوٹھ کھڑے ہوئے اور لڑکے
کے منہ سے چادر اوٹھا کر فرمایا کہ اسے لڑکے اوس قادیوم کے حکم سے جو ہمیشہ
دندہ ہے اور کبھی نہیں رنگا زندہ ہو جا لڑکا فی الفور زندہ ہو گیا اور روح سواطع الانوار
ہے کہ جب روز وفات شیخ سوندھا کا آیا تو الوں کو بلا کر حکم دیا کہ یہ شعور خواجہ جانو

کا گائین بہ صحبت غیر نخواستہ کہ بود عین قصور بند با خیال تو چہ ابا و گران پر و ازم نہ جب تو الوان کے
یہ شعر گانا شروع کیا حضرت و جد میں آئے اور وہی حالت ذوق و شوق میں دنیا کی فانی
سے رہ کر اسی عالم جاودانی ہو گئے وفات حضرت کی چوبیسویں جمادی الاول سنہ ایک ہزار ایک سو
اونتیس میں واقع ہوئی۔

سید محمد سعید المصطفیٰ بن شہاب بھیکھیتی صاحب بری قدس سرہ

بڑے عظیم اور جانشین حضرت شاہ ابوالمعالی بھیکھیتی صاحب بری کے تھے ذوق و شوق و وجہ
وسماع و استغراق و عشق و محبت میں ثانی نہیں رکھتے تھے مشائخ متاخرین میں سے کسی
بزرگ کو ایسی کشائش ظاہری و باطنی نصیب نہیں ہوئی جیسی کہ انکو ہوئی ان کے مرید
اکثر اقطاب و ابدال کے مراتب تک پھونچے اشعار ہندی و دوسرے حضرت کی بعض این
توحید بہت مشہور ہیں جو صوفیوں کی محفل میں گائے جاتے ہیں شجرہ نسب الکا حضرت
امام حسین کے ساتھ ملتا ہے اس طرح پر کہ سید محمد سعید میران بھیکھیتی بن محمد یوسف
سوانہ بن سید قطب شاہ بن سید عبدالواحد بن سید احمد بن سید امیر سعید بن سید نظام الدین
بن سید عزیز الدین بن شاہ تاج الدین بن عزالدین نو بہار بن سید عثمان بن سید شاہ
سلیمان کفار شکن بن سید شاہ زید سالار لشکر بن امیر احمد زاہد بن سید امیر حمزہ بن سید بابک
علی بن سید عمر علی بن سید محمد تختہ بن سید علی شاہ رہبر کاکی بن سید حسین ثانی الملقب بھیکھ
بن سید محمد مدنی بن سید حسن شاہ ناصر ترمزی بن سید موسیٰ جمہی بن سید علی حسن بن
سید حسین علی اصغر بن سید زین العابدین بن سید لتقلین امام حسین اور والدہ حضرت کی
بھی سیدہ پاکدامنہ تھی حضرت کے بزرگوار میں سے زید سالار لشکر شہر ترمز سے بہت
سال لشکر لیکر ہند کو بارادہ جہاد آئی اور شہر سوانہ میں قیام کیا وہاں کے راجہ نے جس کا
نام سیانہ تھا بکمال حسد حضرت کو نماز میں شہید کیا حضرت سالار کی شہادت کے بعد انکو
صاحبزادوں نے راجہ کے ساتھ جنگ کیا اور فتح یاب ہو کر وہ شہر لے لیا اور سکونت
وہاں ہی اختیار کی سلطان شمس الدین شاہ دہلی نے انکی شرافت کا شہرہ سنکر اپنے لڑکے
شہاب الدین زید سالار کے بیٹے کو دی اور دولت ظاہری و باطنی انکی نصیب ہوئی

حضرت میران بھیکھیہ نو برس کی عمر میں یتیم ہو گئے تو فریدالدین نام ایک فاضل سے انھوں نے علم ظاہری حاصل کیا اور شاہ ابوالعالی سے خرقہ خلافت پاکر مقتداسی ظاہری و باطنی ہوئی ثمرة الفوائد میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت کاموضع نوذہر میں رہتا تھا اتفاقاً اوس کا وہ سالہ لڑکا مر گیا اوس کے مرنے کے بعد جب دو گھڑی گزری تو حضرت بھی بوجہ جا پھونچے اوس کو خبر ہوئی حضرت کو اپنے گھر لے آیا اپنے لڑکے کی نعش کو کوٹھڑی میں بند کر کے عورت کو تاکید کی کہ صفت ماتم کی اوٹھا دی اور حضرت کی ضیافت کے کام میں سرگرم ہو عورت نے خاوند کے حکم کی تعمیل کی جب کھانا پک کر تیار ہوا اور حضرت کے آگے اوترا فرمایا کہ مرید کا لڑکا بھی کھانا کھانے کے لیے حاضر ہو مرید نے ہاتھ باندھ عرض کی کہ لڑکا کہیں لڑکوں کے ساتھ کھیلتا ہوگا آپ کھانا تناول فرمائیں حضرت نے فرمایا کہ لڑکا جب تک حاضر نہ ہوگا کھانا ہمپر حلال نہیں ہے مرید نے یہاں شاہ و سکر روپا اور عرض کی کہ لڑکا آج حضرت کے آنے سے دو ساعت اول مر گیا ہے لاش اوسکی کوٹھڑی میں بند ہے فرمایا کہ وہ مر نہیں شاید تو نے مغالطہ کھایا ہوگا اب جا کر اوس کو اچھی طرح سے دیکھ اگر سوتا ہو تو جگالاکہ ہمارے ساتھ کھانا کھائے اوس نے کہا کہ وہ مر چکا ہے اب آپ کی توجہ سے زندہ ہو جائے تو عجیب نہیں یہ کہ کدوہ حجرہ کے اندر گیا تو دیکھا کہ لڑکا سانس لیتا ہے اوس نے اوس کو بلایا تو اوٹھ بیٹھا اور باپ کے ساتھ آہو لیا حضرت کی خدمت میں آکر قدموں پر ہوا یہ کہ رامت دیکھ کر حاضرین مجلس سے ایک شور اٹھا اور ہنر رون آدمی مرید ہوئے ولادت حضرت کی ساتویں جب پیر کے روز سنہ ایک ہزار چھپالیس اور وفات پنجم رمضان المبارک سنہ ایک ہزار اکیسویں گنتیں ہجری میں واقع ہوئی اور عمر شریف چوہرانی برسی کی اور مزار گوہر باغ پٹنہ کھڑام میں زیارت گاہ خلق ہے ۔

قطعة تاریخ

میر سید بھیکھیہ پیرا کمال اہل دعو اہل حال و اہل قال بہت نور معرفت تو لیا
 * مکن حق شاہ ولایت لہر حال *

شیخ عتیق اللہ چشتی جالندھری

سادات صحیح النسب جالندھری سے ہیں خاندان چشت میں میت انکی شاہ ابوالمعالی چشتی کی خدمت میں تھے تمام عمر ان کی عبادت و سیادت میں گذر گئی زہد و تقویٰ بدرجہ کمال تھا وفات انکی سنہ ایک ہزار ایک سو اکتیس ہجری ہوئی

۵۱

شیخ محمد سلیم چشتی صابری لاہوری

لاہور کے مشائخ چشتیہ صابریہ میں سے یہ بزرگ صاحب طریقت و شریعت تھے فرقت فقر انھوں نے شیخ محمد صدیق چشتی لاہوری سے پہنا اور بہت سے طالبانِ حق کو بقرب حق پہنچایا انکی مجلس کسی سماع سے خالی نہوتی محمد شاہ بادشاہ کے وقت علمائے لاہور سبب سماع و امی کے انکے دشمن ہو گئے سب نے ملکر بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ ایسے برائی شخص کو قتل کرنا واجب ہے بادشاہ نے وہ عرضی صوبہ لاہور کے پاس بھیج دی جو لاہور پہنچا انکی خدمت میں آیا اور کشش باطن سے مرید ہو گیا جب خود صوبہ لاہور نے بیعت کر لی تو علمائے لاہور خاموش ہو گئے وفات انکی تیسری ذی الحج سنہ ایک ہزار ایک سو اکیاون ہجری میں ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

شاہ بہلول برکی چشتی صابری جالندھری قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شاہ بہلول چشتی کے خلیفہ قوم کے افتان جالندھری کے رہنے والے تھے فاضل اجل و عامل مکمل و عالم بزرگ علوم معقول و منقول سے واقف سید عبد الرشید و سید کبیر و سید عتیق اللہ جالندھری سے علم ظاہری حاصل کیا وضع انکی قلندریا نہ تھی شاہ بہلول کی وفات کے بعد یہ لاہور میں آئے اور شاہ بلاق لاہوری سے فیض پایا بہت سی کتابیں بھی مشیل فوائد الاسرار و شرح دیوان خواجہ عارف و غیرہ لکھیں انکے شعر و کلام دیوان بھی بمضامین توحید مقبول خاص و عام ہے مولوی جان محمد ترک کے ساتھ ہمیشہ انکا بحث رہتا تھا سید علیم اللہ جالندھری و سہا چند تخلص در عظمت خان برکی انکے اعلیٰ شاگردوں میں سے ہے اور دیوان اور تصانیف انکی شاگردوں کی بھی مشہور ہیں سنہ ایک ہزار ایک سو و تترجیری میں انھوں نے وفات پائی مزار جالندھری میں ہے۔

شاہ لطف اللہ چشتی قدس سرہ

مردیان پاک اعتقاد و خادمان حق نیا و میران سید چشتی سے تھے سکونت انکی شہر انبالہ
میں تھی لڑکپن کے زمانہ سے انھوں نے پیر روشن ضمیر کے حضور میں پرورش پائی اور
انھیں سے ظاہری و باطنی علوم سے بہرہ حاصل کیا اور کتاب شجرۃ الفواد اپنے پیر کے
حال میں لکھی جو اب تک یادگار زمانہ ہے وفات انکی بیسویں ماہ ذیقعدہ ۱۰۱۶ھ انکھڑا انکیسوا
اسی ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گور بار جانہ حرمین ہے۔

۱۱۸

مولانا فخر الدین مخرجہاں شاہ بھیمان آبادی چشتی قدس سرہ
اعلم علما و عظمائی مشائخ و کبرا اسی خلفائی شیخ نظام الدین اور تک آبادی اپنی باب
تھے حضرت کی ذات عالم علوم شریعت و واقف رموز طریقت و محرم اسرار حقیقت جامع
کمالات ظاہری و باطنی تھے پیری شجرہ النکا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے
ساتھ ملتا تھا اور ماری شجرہ بسید السادات سید محمد گیسو دراز چشتی کے ساتھ
ملتی ہوتا ہے حضرت کے اوصاف احاطہ تحریر و تقریر سے خارج ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے
خاندان چشت اہل بہشت میں او کو زمانہ اخیر کا قطب پیدا کیا تھا ہزاروں طالبان خدا اور
ذریعہ سے بمراتب علیا پہنچنے لاکھوں خوارق و کرامتیں ان سے سرزد ہوئیں نواب
نظام الملک غازی الدین خان ناظم حیدر آباد مؤلف مناقب فخریہ فی مہیشا کر امتین
حضرت کی اپنی کتاب میں درج کی ہیں چنانچہ اسی کتاب میں لکھا ہے کہ بیکر و حضرت
سلطان المشائخ نظام الدین کے خاتقاہ پر مجلس سماع گرم تھی اور چند صوفی حالت وجد
میں تھے اون میں سے ایک نوجوان لڑکا بھی سرست بادہ حالت تھا اتفاقاً تبدیلی قوالوں
کی عمل میں آئی اور سماع متوقف ہو گیا او سوقت وہ جوان بھی خاموش مجلس میں پڑا رہا
جب لوگ اسکی طرف متوجہ ہوئی تو دیکھا کہ وہ مرجھا ہے سانس کا آنا جانا مسدود اور
بدن سرد ہے اوس کا باپ جو حاضر مجلس تھا سخت بے قرار ہوا اور زلزلان و گریبان حضرت
کے روبرو آکر کہنے لگا کہ یہی ایک میرافزند تھا اب جو یہ مر گیا ہے میں بھی اپنی زندگی
نہیں چاہتا حضرت کو اسکی حالت دیکھ کر رحم آیا اور کہا کہ صبر کر اگر خدا نے چاہا تو لڑکا

تیرا زندہ ہو جائیگا شاید ابھی یہ زندہ ہو رہا ہو مگر قوالوں کو ارشاد کیا کہ یہ شیعہ ہیں

شعر

یک لب لعل تو صد جان میدہد | خضہ آس آب حیوان میدہد
مردہ گر باشم بعالم پاک نیست | جان بوصل خویش جانان میدہد

جب قوالان خوش مقال نے یہ قول شروع کیا اہل مجلس جوش و خروش میں آئے ایک ساعت کے بعد اس جوان نے بھی حرکت کی اور فرش پر لوٹنے لگا کچھ دیر گزری تو ہوش میں آگیا ولادت باسعادت حضرت کی سنہ ایک ہزار ایک چھپیس اور وقت ساتویں جمادی الثانی سنہ ایک ہزار یکھندودونہ وقوع میں آئی اور مزار گوہر بارہلی میں اندرون احاطہ مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کر ہے۔

قطع تاریخ از مولف

فخر نسبا فخر دین فخر الانام | انتخا رطلق و خند المومنین
گشت خند الدین علامی بیان | سال تولیدش بعد صدق و یقین
طوف سال انتقال آنجا باد | شد عیان محبوب الفخر المسلمین

شیخ سید علیم اللہ بن سید عتیق اللہ چشتی جالندھری

سادات صحیح الطرفین قصبہ جالندھر سے ہیں شجرہ نسب انکا حضرت زید بن امام حسن علیہ السلام کے ساتھ ملتا پہلے بیعت انکی بخدمت شاہ ابوالعالی چشتی کے ہوئی اور تربیت و تکمیل و فرقہ خلافت حضرت میران سید بھیکھیہ سے پایا علوم ظاہری میں بھی میر صاحب تدریس تھے کتابیں بھی انھوں نے مثل انہار الاسرار و شرح بوستان سعدی و رسالہ نثر ہتہ السالکین و شرح اخلاق ناصری و ذبذبة الردایات فقہ و شرع الحواجر فارسی ترجمہ نظم الدرر و المہاجان بہت سی لکھیں اشعار فارسی ان کے بیشیا مشہور ہیں شیخ عبد اللہ انکے خلیفہ نے کتاب راہ العظیم انکے احوال میں لکھی ہے اوس میں بہت سے کرامات و خوارق انکے درج کیے ہیں ولادت انکی بائیسویں جمادی الثانی سنہ ایک ہزار ایک سو نو اور وفات سو پھوین ماہ صفر سنہ ایک ہزار دو سو دو میں واقع ہوئی اور روحہ

عالیہ جالندھریں زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

قطعہ تاریخ

حضرت سید عظیم الدین شاہ دو جہان پڑوات پاکش بود براوج شریف بدر شیر
قطب جنت اقصیٰ تاریخ تولدیش بود واصل سلطان متقی سید عظیم الدین پیر
شیخ نور محمد چشتی مشہور نور محمد بیل مہاروسی قدس سرہ

سید بزرگ خلیفہ اعظم مولانا فخر الدین فخر جہان دہلوی کے ہیں اوائل حال میں بعد حفظ
قرآن پنجاب سے دہلی میں گئے اور مولانا فخر الدین کی خدمت میں بیعت کی اور چند
سال کمال خدمتگزاری و صدق و اخلاص تکمیل پاکر خرقہ خلافت حاصل کیا اور پنجاب
میں اگر قصبہ مہاران علاقہ نواب بھاول خان میں سکونت کی اور تمام عمر ہدایت خلق
میں مصروف رہے ہزاروں مخلوق انکے طفیل سے یقرب الہی پہنچے انکے خلفای
گرام میں سے چار خلیفہ صاحب قرب تھے ایک خواجہ نور محمد ثانی الملقب بخلیفہ صاحب
دوم مولانا قاضی محمد عاقل سوم خواجہ محمد جمال چہارم خواجہ سلیمان او خلیفہ بھی آپ کے
بہت ہیں جن سے فیض اب تک جاری ہے وفات انکی سنہ ایک ہزار و سو پانچ میں واقع
ہوئی اور مزار پر انوار قرینہ تاج سرور متصل قصبہ مہاران کے ہے۔

قطعہ تاریخ

حضرت نور محمد نور حق پلوہ گرش چون بہ گلزار جنت
سال ترحیلش بقول اہل سیر نور عرفان آفتاب دین بخوان
سید علی شاہ چشتی صابری جالندھری قدس سرہ

سید بزرگ سید عظیم الدین جالندھری خلیفہ تھو بعد وفات پیر روشن ضمیر کی سند ارشاد
پر تیکن ہوئے تمام عمر ہدایت و ارشاد میں گذرانی وفات انکی سنہ ایک ہزار و سو تیرہ میں
ہوئی اور مزار قصبہ جالندھریں زیارت گاہ ہے۔

شیخ محمد سعید چشتی صابری شہر قنوسی قدس سرہ

سرسنت محبت الہی جامع خوارق کرامت تھے قصبہ شرقیہ متعلقہ ضلع لاہور میں سکونت

رکھتے تھے چونکہ میر بزرگ قوم کے خواجہ تھے پہلے اپنے ہم قوم خوجوان کے ساتھ محدث
مزدوری سے گزارہ کرتے تھے پھر حریب شوق الہی دامنگیر ہوا بابت داغیبی عبادت و
ریاضت میں مصروف ہوئے شجرہ الکائن ناموں سے شیخ نظام الدین بلخی کو ساتھ
لے کر اس طرح کہ شیخ محمد سعید بن محمد باقر شرفوری مرید شاہ مراد ملتانی اور وہ مرید شیخ
جیوی شاہ گجراتی اور وہ مرید شیخ نوکر اور وہ مرید شیخ حاجی قطب اور وہ مرید شیخ درگا ہی
لاہوری اور وہ مرید حاجی ابوسعید حنفی گنگوہی اور وہ مرید شیخ نظام الدین بلخی قدس
سرم العین و وفات شیخ کی باقوال صحیح سنہ ایک ہزار و پچوہ ہجری میں واقع ہوئی اور
مزار شرفیور میں ہے انکی ہدایت کا حال اس طرح مشہور ہے کہ ایک روز یہ غلہ کابیل
لا کر شرفیور سے لاہور کو آئے گذرادی قصبہ شاہ پور سے و تیرکیت فصل گند کہ نہ
مدرسہ قدیمہ کے پونچے انکابیل گرہا اور ٹانگ اوکی ٹوٹا گئی ہمارا ہی ان کے سب لاہور
کو چل دیے اور یہ تنہا معیل وہاں ہی رہے آدھی رات ہوئی تو ایک سوار برقہ پوش
آیا اور اپنے نیزہ کی نوک کے ساتھ بیل کو اشارہ کیا بیل اٹھ کھڑا ہوا اور گون غلہ کی بھی
اوسی اشارہ کے ساتھ رکھ دی اور کہا کہ تیرا بیل تندرست ہے لاہور کو چلا جا محمد سعید
نے قدم پکڑ لئے اور عرض کی کہ آپ کون ہیں اپنا نام بتلائے فرمایا کہ ہمارا نام علی الرحمن
ہے اور حق سے تیری امداد کے لئے مامور ہوئے ہیں عرض کی کہ اب مجھ کو محروم نہ چھوڑو
اور باطنی امداد بھی کیجئے فرمایا کہ تیرا حصہ شاہ مراد ملتانی کے پاس ہے وہاں جا کر لے لو
اوس روز سے انکو شوق حق دامنگیر ہوا اور پیر کی خدمت میں جا کر تکمیل پائی۔

شیخ محمد سعید شہیدی جالندھری قدس سرہ

سید علیم اللہ جالندھری کے خلفا میں سے صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے
خلاق حقیقی نے انکو علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ کامل بخشا تھا ہزاروں آدمیوں نے
ان کی ذات سے بہرہ کامل تلقین و تعلیم سے پایا تمام عمر انھوں نے طلبہ کی تکمیل و تربیت
میں صرف کی آخر سنہ ایک ہزار و سو پینس میں وفات پائی۔

شیخ خیر الدین مشہور شاہ چشتی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ سلیم چشتی لاہوری کے خلیفہ تھے اخیر زمانہ میں انھوں نے علم مشیت کا بلند کیا بہت سے طالبان حق انکی خدمت میں آئے اور فائدہ پایا گئے وجد و تواجد و سماع کے ساتھ انکو کمال میل تھی لنگر بھی انکا فقر اور رویشوں کے واسطے جاری رہتا وفات انکی اونیسویں ذی الحج سنہ ایک ہزار و موبواٹھائیس ہجری ہوئی اور مرزا لاہور میں ہے۔

حافظ موسیٰ چشتی مانک پوری قدس سرہ

یہ بزرگ سلسلہ شاہ بھیکیم چشتی بین مرید و خلیفہ شیخ عظیم چشتی روپڑی کے تھے ابتدائی حال میں صفائی گری کے کام میں مشغول رہتے اور روز و جد انکی تعین جب جاؤب حقیقی نے ان کو اپنی طرف مہینچا دونوں عورتوں کو طلاق دیدیا اور دنیاوی علاقہ چھوڑ کر سہتہ عبادت میں مشغول ہوئے اور شیخ سید عظیم چشتی روپڑی کی خدمت میں جا کر مرید ہوئے اور بعد تکمیل خلافت حاصل کی ان کے جذب کا یہ حال تھا کہ وجد و حالت کے وقت شہر کی انکی نظر پڑ جاتی مجذوب و سرمست ہو جاتا چنانچہ کئی شخص مثل کریم شاہ و محمد شاہ وغیرہ مجذوب ہو گئے وفات انکی سو طویں ماہ رمضان روز یکشنبہ سنہ ایک ہزار و موبواٹھائیس ہجری ہوئی اور مرزا پور قصبہ مانک پور میں ہے انکے خلیفہ صاحب کمال مثل مولانا علی امروہی و غلام حسین الدین شاہ خاموش و خواجہ عبد اللہ امروہی و میرا نعت علی ثانی و محمد بشیر شاہ وغیرہ بہت تھے۔

خواجہ محمد سلیمان چشتی قدس سرہ

خلعاسی نامدار و احباب باوقار خواجہ نور محمد بھیل چشتی سے تھے کشف و کرامت و زہد و ریاضت و عبادت میں شرق سے غرب تک مشہور تھے اصل وطن انکا پیراٹھی ملک میں موضع گرگوجھی تھا ابتدائی حال میں قصبہ کوٹ ٹیٹھن میں قاضی محمد عاقل کی خدمت میں حاضر ہو کر علم ظاہری حاصل کیا بعد تحصیل علم کے حضرت نور محمد بھیل کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور چند سال میں تربیت و تکمیل پا کر فرقہ خلافت پایا اور حسب الحکم پیر روشن ضمیر کے

قتیبہ ٹوسہ میں جا کر قیام پذیر ہوئے ہزاروں طالبانِ خدا و ان حضرت کی خدمت میں
شرف ہوئے اور ہزاروں مسافروں و مسکینوں کو نیکو و نیکو وقتہ حضرت کے لشکر سے کھانا کھا کر
غرض وہ قبول حاصل ہوا کہ اس زمانہ میں کسی کو حاصل تھا تمام عمر حضرت نے ہدایت
و ارشاد میں گزاری اور ایک لاکھ سے زائد حضرت کے مرید ہوئے اور سیکڑوں
کفار و فجار نے توبہ کی حضرت کے خلفاء بشمار تھے ان میں سے شیخ محمد یار و حافظ علی
و مولوی محمد علی ثانی تین خلیفہ حضرت کے مقرب و محبوب و محرم اسرار تھے وفات حضرت
کی نوین ماہ صفر و پنجشنبہ سنہ ایک ہزار و سو و سوائس میں واقع ہوئی اور بعد وفات ان کے
اب شیخ اکبر بخش حضرت کے پوتے مسند آرا سی سند شیخت ہیں۔

قطعة تاریخ

شاہ و الاشان سلیمان اہل فیض	شہ چو از دنیا بفرودس ہرین
اسی بگو سلطان سلیمان اہل فیض	ہرے تاریخش بسر و گفت دل

حضرت کے مرید صاحب ذوق و شوق بے شمار تھے اور موجود بھی ہیں چنانچہ لاہور کے
شاہچہ میں سے میان امیر بخش جلد ساز ایک مرد صاحب ذوق و عبادت تھا جو سنہ ۱۰۸۰
ایک انوین میں خلد علی بن قیام پذیر ہوا۔

مولوی امانت علی پٹھی صاحب پری قدس سرہ

شیخ حافظ موسیٰ مانگ پوری کے خلفائے سے صاحب کشف و کرامت و زہد و ریاضت
و تارک الدنیا تھے بعد وفات پیر اپنے کے کشمیر میں گئے اور شیخ احمد شاہ کشمیری سے
بھی فیض پایا اور وہاں سے واپس آکر امر وہ میں سکونت کی اور باقی کی عمر ہدایت و
ارشاد میں صرف کی وفات انکی سنہ ایک ہزار و سو و سوائس میں وقوع میں آئی ان کے
مریدوں میں سے شیخ عبدالرحیم و عبدالرحمان و شیخ سید احمد موجود ہیں۔

شیخ حاجی رمضان لاہوری پٹھی قدس سرہ

خواجہ سلیمان کے خلیفہ صاحب عبادت و ریاضت و صدق و راستی تھے لاہور میں کی
سکونت تھی حالت تجرید و تفرغ میں گذرانے سماع کی حالت میں کمال اضطراب و تخیل

ان پر عاید ہوئی حرمین الشریفین میں یہ بزرگ گئے اور سفید حج و زیارت روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوئے دعا ان کی اکثر اوقات مقبول ہوتی غرض ایسے ناپرساں وقت میں کہ ذات مردان خدا حکم غنا کرتی ہے انکی ذات بابرکات معنات سے تھی ولادت انکی ماہ رمضان سنہ ایک ہزار و سوسو دو میں اور وفات ماہ رمضان کی تیسری شبہ ۱۲۸۰ لکھنؤ و دہلی سیاحت میں واقع ہوئی اور عمر شریف انسی برس کی ہے۔

شیخ فیض بخش لاہوری صابر سیاحتی قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ حیدر شاہ کے خلیفہ تھے جنہوں نے فیض باطن شیخ خیر الدین اشہور خیر شاہ سے پایا تھا صاحب حال و قال و وجد و سماع و شوق و ذوق و تجرید و تفرید تھے گذارہ انکا ریشم سازی کے کام پر تھا ہر سال میں سترہ عرس شل سالینہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم علی المرتضیٰ و فاطمہ الزہراء ختم سالینہ امامین و غوث الثقلین و خواجہ معین الدین حسن بکری و خواجہ قطب الدین بختیار و خواجہ فرید الدین و خواجہ علاء الدین علی احمد صابر وغیرہ پیران عظام کیا کرتے اور ہر ایک لیندین طہام وافر لکچر غرا و مساکین کو تقسیم کرتے سماع کے وقت کمال اضطراب عاید حال ان کے ہوتا اور وجد کی حالت میں جس پر لفظ فیض اثر پڑ جاتی مست وہی خود ہو جاتا خوارق و کرامات انکے لئے مرید بے انتہا بیان کرتے ہیں جس کی گنجائش اس محققین نہیں ہے مگر نہ اریمن سے ایک تحریر ہوتی ہے کہ ایک روز آپ ریشم کھول کر مہمان سنگہ کے باغ میں کام کر رہے تھے اتنے میں شی کا دل آسمان پر نمودار ہوا اس قدر کہ سورج چھپ گیا باغبان جس نے باغ کا میوہ حیدر پھاروئے لگا کہ اب یہ میوہ میوہ اور درختوں کو کھا جائیگی حضرت اوسکو روتے دیکھ کر منسے اور فرمایا کہ ایک ٹینڈ پانی کی بھرا لا وہ بھرا لایا آپ نے اوسکے نیچے ایک باریک سوراخ کر دیا اور فرمایا کہ باغ کے باہر جا کر اس پانی سے باغ کے چاروں طرف لکیر کر دے انشاء اللہ میوہ تیرے باغ پر پڑے گی اوس نے ایسا ہی کیا اور میوہ باہر کے تمام درختوں کو کھا گئی مگر باغ کے اندر ایک پرند بھی نہ گیا نہ زہر و ریاضت کا یہ حال تھا کہ تمام رات غلام بیداری میں گنتی تھی اور ایک رات میں تین مرتبہ غسل کیا جاتا اور نظر

ترک لذت علو امین نمک و مرچ ملا کر تناول فرماتے جب حضرت کی وفات کے دن قریب آئے تپ محرق کی بیماری لائق حال ہوئی حیدر و زاسی حالت میں گذر گئی جب آخری وقت قریب آیا تو لون کو بلایا چنانچہ حافظ قادری بخش مدح خوان حاضر ہوا تو اوسکو اشارہ کیا کہ کوئی لغت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں پڑھے اوس نے بغزل شروع کیا

شعر

اسیر حلقہ موئے محمد
شہید تیغ ابروئے محمد

منم خاک در کوئی محمد
قتیل لوک شمشیر نگاہش

اس لغت کے سنتے ہی حضرت وجد میں آئے اور لرزہ جسم پہ ظاہر ہوا تمام بدن پر عرق ہو گیا آخر اوسی جوش و خروش میں وفات پائی تاریخ وفات نوین ماہ رجب سنہ ایک ہزار و سو چھیاسی تھی۔

تیسرا حمن تذکرہ مشایخ خاندان نقشبندیہ قدس اللہ سرہم علیہ

اول امام اس خاندان عالی شان کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں و س
حضرت سلمان فارسی نے فیض پایا اون سے امام قاسم خلف ابو بکر صدیق نے اون سے
حضرت امام جعفر صادق نے اون سے شیخ ابانیزید بسطامی نے اون سے شیخ ابو الحسن
خرقانی نے اون سے شیخ ابو علی نے اون سے خواجہ ابو یوسف ہمدانی نے اون سے
خواجہ عبدالحق عجدانی نے اون سے خواجہ محمد عارف نے اون سے خواجہ محمود خیر
مفتوی نے اون سے خواجہ عزیزان علی نے اون سے خواجہ بابا سماسی نے اون سے خواجہ
میر کمال نے اون سے حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبند نے اون سے خواجہ علاء الدین عطار
نے اون سے خواجہ یعقوب چرمی نے اون سے خواجہ عبید اللہ احرار نقشبند نے
اون سے خواجہ محمد زاہد نے اون سے خواجہ درویش نے اون سے خواجہ محمد خواجگی
نے اون سے خواجہ باقی باللہ دہلوی نے فیض باطنی حاصل کیا چونکہ بزرگان مرقوم
الصدر سے کسی کا مزار پنجاب کی سر زمین میں نہ تھا احوال مفصل الکافم انداز ہوا اور جو

خواجہ باقی باللہ سے آغاز لیا گیا۔

خواجہ محمد باقی المشہور باقی بابائے نقشبندی دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ اپنے وقت میں امام طریقت و مقتدا ہی حقیقت صاحب کمالات ظاہری و باطنی
موصوف باخلاق حمیدہ موصوف باوصاف پسندیدہ تھے اگرچہ ظاہری بیعت انکی خواجہ محمد
خواجگی کے ساتھ ہوتی مگر نسبت باطنی انکی حضرت بہاؤ الدین شاہ نقشبندی کے ساتھ تھی
انکی روحانیت خواجہ عبید اللہ احرار نقشبند سے بھی انکو بہت سافیش حاصل ہوا تھا
حال میں انھوں نے شہر کابل کو سفر کیا وہاں ہی علوم فقہ و حدیث و تفسیر سے بہرہ حاصل
کیا ظاہری علوم کے حاصل کرنے سے جب فراغت پائی حضرت خواجہ محمد خواجگی انگلی
کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور بعد تکمیل مراتب بلند و مقامات ارجمند تک فائز
ہوئے زہد و ریاضت کا یہ حال تھا کہ کھانا آپ بہت کم کھاتے اور خواب بھی بہت
کم کرتے ضرورت کے بغیر کسی سے ہم کلام نہوتے نماز عشا کے بعد نماز تہجد تک دو
ختم قرآن شریف کے کرتے بعد تہجد صبح تک اکیس تہ سورہ السین پڑھنا ایک روزہ
ورو تھا ہزاروں طالبان حق ان کے ذریعہ سے منازل قرب الہی پہنچتے ہوئے وقت
انکی بروز و شنبہ پچیسویں جمادی الثانی سنہ اکیڑہاویں ہجری میں واقع ہوئی عمر چالیس
پیرس کی پائی مزار چیرا نوا شہر دہلی میں یارت گاہ خلق ہو

شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی کابلی سرہندی قدس سرہ

یہ بزرگ اعلم علمائے دین و غوث العالمین قطب الاقطاب عالی جناب ظہر خوار
و کرامت جامع شوق و محبت دافع بدع و ضلالت عامل سنت و جماعت دار کمال
نبویہ طلع انوار احمد غار معارج نقشبندیہ امام طریقت مقتدا ہی حقیقت تھے سلسلہ کلمہ
نقشبندیہ مجددیہ میں امام تھے شجرہ آبی انکا اٹھائیس واسطوں کے ساتھ حضرت
عمر فاروق خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملتا ہے طریقت میں انکو چار سلاسل
نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سروریہ میں بیعت تھی نقشبندیہ میں تو بیعت حضرت کی خواجہ
باقی بابائے نقشبندی کے ساتھ تھی اور قادریہ میں حضرت کی بیعت شاہ اسکندریہ

کھیتی اور اون کی بخدمت شاہ کمال کھیتی کے تھی اور سلسلہ شیشیہ میں ارادت انکی
بخدمت شیخ عبدالاحد پدر خود اور اون کی بخدمت شیخ رکن الدین اور اون کی بخدمت
شیخ عبدالقدوس گنگوہی تھی اور سلسلہ سہروردیہ میں بھی حضرت نے فیض شیخ الامد سے
اور انھوں نے شیخ رکن الدین گنگوہی سے پایا چونکہ اس سلسلہ میں چار سلسلوں کا فیض
ہے اور اس سلسلہ مجدیہ کتبہ میں حضرت مجدد صاحب کی تصانیف میں سے کتاب
مکتوبات مقبول علما و فضلاء و مشائخ ہے اور سلسلہ حضرت کا آج تک جاری ہے اور قیامت
تک جاری رہے گا کرامت و خوارق لاکھوں حضرت کے وجود بکرت آمد سے ظاہر ہوئی
جنکا اظہار زبان اور قلم سے نہیں ہو سکتا تذکرہ مجددیہ میں لکھا ہے کہ ایک روز ایک
شخص نے جس کا مذہب شیعہ امامیہ تھا حضرت کی کتاب مکتوبات کو ہاتھ میں لیکر بھولا
اور ایک صفحہ پر حضرت صدیق اکبر ابو بکر حلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح لکھی تھی
پھر کتاب کو ہاتھ سے پھینک دیا مہر سے بھی کلمات تبرکھی جب رات کو سویا
تو دیکھا کہ شیخ احمد مجدد اس کے گھر آئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے مرد و تو نے میری
کتاب کو ہاتھ سے بڑے غضب کے ساتھ پھینک دیا اور حضرت صدیق اکبر کی نسبت
کلمات بدیہی کہے تو سزا کے لائق ہے آمین تمہارے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت
میں لیجاؤ اور تجھے سزا دو اون یہ کہ لکھو اور کھینچو کھینچتے دوسرے مکان
میں مرتضیٰ علی کی خدمت میں لے گئے اور حال بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ اسی بدعتقاہ
بزرگوں کی کتاب کو اس طرح پھینکنا ہے اور کتاب نبی کو بڑا کتا ہے تو لایق سزا ہے یہ
کہ حضرت اٹھئے اور ایک تاجہ اس کے منہ پر مارا جس کے صدمہ سے اسکی بریکھل گئی
اور آنکھوں سے خون جاری ہو گیا پھر آئینہ لیکر منہ دیکھا تو تمام سیاہ پایا اسی وقت آسا
اعتقاد سے توبہ کی اور علی الصبح حضرت کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میری ہوتی ہی چہرہ
کی سیاہی جاتی رہی تمام عمر حضرت کی ہدایت و ارشاد کے کام میں صرف کی اگرچہ علما علی ہذا
نے حضرت کی عداوت پر کمر بستہ رکھی مگر خدا کی امداد اور پیران عظام کی حمایت سے فتح یاب
ہوئے ولادت حضرت کی باقوال صحیح سنہ ۱۰۸۰ھ بمطابق ۱۶۶۹ء اور وفات منگل کے روز

وقت صبح سلسلہ ماہ صفر سال ایک ہزار پینتیس چھری میں وقوع میں آئی اور عمر تقریباً چھ برس کی
مزار میں مدفون ہے۔

قطعة تاریخ

چون جناب شیخ احمد شیخ دین * دل ازین دنیا بخت باز بست *
احمد فیاض کامل سال اوست * بار دیگر پیر احمد حق پرست *

حضرت خواجہ دین محمد لاہوری مشہور بحضرت ایشان نقشبندی قدس

ولی مادر زاد قطب الارشاد صاحب حال و قال جامع کمال ظاہری و باطنی و مظهر جمال صوری
و معنوی تھے شجرہ انکے بزرگوں کا خواجہ علاؤ الدین عطار حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند
کے خلیفہ اعظم کے ساتھ ملتا ہے اور نام انکے باپ کامی سید شریف بن خواجہ ضیاء بن
خواجہ میر محمد بن تلج الدین حسین بن خواجہ علاؤ الدین عطار تھا بیعت حضرت کی اگرچہ بظاہر
خواجہ ابوسعحاق سفید کی کے ساتھ پر ہوئی مگر نسبت ایسی شاہ بہاؤ الدین نقشبند
کے ساتھ تھی ولادت حضرت کی شہر بخارا میں ہوئی بیس سال کی عمر میں حضرت بعد
حصول فراغت علوم ظاہری شہر خوش میں آئے وہاں سے کابل میں چندے سکونت
رکھی پھر کشمیر حین نظم میں آکر چند سال وہاں رہے اور ہزار ہا مخلوق کو نسبت نقشبندیہ
سے سرفراز کیا پھر غزم سیر ہندوستان ہوا چنانچہ دہلی و اکبر آباد وغیرہ بڑے بڑے شہروں کی
سیر کر کے لاہور میں رونق افروز ہوئے اگرچہ ارادہ وطن کے جانیکا تھا مگر شاہ جہان
بادشاہ کی التجا سے یہاں ہی قیام کیا اور تمام عمر ہدایت خلق میں مصروف رہی خواجہ حسین بن
انکے فرزند نے کتاب رضوانی انکے احوال میں لکھی ہے اوس میں صداہ خوارق و کرامات
حضرت کے درج کئے ہیں اوس میں لکھا ہے کہ بعد وفات حضرت کے جب روضہ تعمیر
ہوا تو خان دوران ضوبہ لاہور جو خشک ملا تھا اور مشایخ عظام کے ساتھ اوسکی کمال
عداوت تھی برسر پرچاش ہوا اور مجا در کو بلا کر کہا کہ خاندان نقشبندیہ میں کسی بزرگ کا
روضہ آج تک نہیں بنا بلکہ شاہ نقشبند کا بھی روضہ نہیں ہے اسکو گر او نیا چاہئے مجا در

جواب دیا کہ مجھ کو گرانے کا اختیار نہیں ہے آپ کو اختیار ہے تو اگر او دوسرے روز خان و دربار خود روضہ پر آیا اور حاکمانہ حکم دیا کہ روضہ گرایا جائے مگر جب وہ ان سے ٹوٹ کر بشالا بار باغ کو چلا تو راستہ میں گھوڑے نے ناخن لیا اور خان و دربار گھوڑے سے گر کر گردن ٹوٹ گئی تین دن زندہ رہے مگر گویا عوذ بانٹ من غضب الاولیا و وفات حضرت کی بارہویں شعبان سنہ ایک ہزار پچاس و پچہری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور میں ہے۔

شیخ احمد سعید نقشبندی مجددی قدس سرہ

سید بزرگ دوسرے فرزند شیخ احمد مجدد الف ثانی نقشبندی کے ہیں حادی معقول و منقول جامع فروع و اصول صاحب حال و قال مطہر انوار کمال مخزن برکات معدن خوارق و کرامات تھے ہزاروں خدا کے طالب و مکرر سیدہ حبیبہ سے تکمیل کو پہنچنے مولف تذکرہ آدمیہ لکھتا ہے کہ ملا بدر الدین مجددی کہتا تھا کہ ایک روز میں شیخ احمد سعید مجددی کی خدمت میں حاضر تھا ایک خادم پان کا بیڑا ملاس کی پتی میں لپٹا ہوا حاضر لا خیر نے اوسکو کھوکھو لکھ کر بیڑا پان کا تو کھالیا اور پلاس کی پتی کو پھر اوسی طرح باندھ کر میری طرف پھینکا میں سمجھا کہ شاید اس میں بیڑہ پان سے بڑی تعظیم کے ساتھ میں نے اٹھالیا اور کھولا تو خالی پایا حاضرین مجلس اس بات سے ششہم ہوئے اور میں نادوم ہوا رفع ہندامت کے لیے میں نے وہ پتا بدستور لپیٹ کر گپڑی میں رکھ لیا جب مجلس سے اٹھ کر گھر پہنچا اور چاہا کہ گپڑی سے وہ پتا نکال کر پھینک دوں تو دیکھا کہ وہ پتا پان کا بیڑا بنا ہوا تھا یہ تصرف حضرت کا دیکھ کر میں سخت حیران ہوا اور بڑی خوشی کے ساتھ کھالیا وہ لذت پائی کہ تمام عمر نہ بھولا وفات حضرت کی سنہ ایک ہزار ستتر ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار سرہند میں ہے اور عمر انسی برس کی۔

شیخ محمد معصوم نقشبندی مجددی سرہندی قدس سرہ

سید بزرگ فرزند میاں علی شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی کے قطب المشائخ مقتدی زمانہ مرو لگانہ تھے سولہ برس کی عمر میں انھوں نے ظاہری علوم سے فراغت حاصل کر کے

دستِ فضیلت کی باندھی پھر اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں تکمیلِ باطنی پائی صحبتِ غنیبا سے انکو کمالِ نفرت تھی اگرچہ شاہ اورنگ زیب عالمگیر حضرت کامرید و کمالِ معتقد تھا مگر حضرت کبھی اوسکے دربار میں نہ گئے اور نہ زرقند جاگیر وغیرہ کی طمع کی اور مرید حضرت کے جو انکی توجہِ مویہ سے درجہِ قرب تک پہنچے تین لاکھ سے زیادہ تھے حضرت ہندوستان سے سفر کر کے حرمین الشریفین کو گئے اور حج و زیارت سے مستفید ہوئے محمد صدیق پشاور سے نقل ہے کہ میں پشاور سے بسواری استر سرنہ کو بامید ملازمت حضرت کے روانہ ہوا راستہ میں ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ اتہرلی بس ہو کر بھاگا اور میں زمین سے گر کر ایک پاؤں میرا رکاب میں ہی اٹکا رہا ایسی حالت میں کہ استر ڈوڑا چلا اور میں زمین پر کھنچا ہوا اوسکی رکاب میں جانا تھا میں زندگی سے ناامید ہوا اور بحالتِ ناامیدی حضرت کو یاد کیا اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور استر کو پکڑ کر ہاتھ پیر رکاب سے جدا کیا جب اپنے کو سنبھالا اور چاہا کہ قدموں ہوں مگر حضرت کو نپایا ولادت حضرت کی سنہ ایک ہزار نو مین وفات سال ایک ہزار ہی مین واقع ہوئی۔

خواجہ عین الدین خلف خواجہ خاوند محمود نقشبندی لاہوری
 یہ بزرگ خواجہ خاوند محمود نقشبندی لاہوری کے بیٹے تھے بعد وفات پدر بزرگوار کے کشمیر میں سکونت اختیار کی اور اوس خانقاہ میں جو انکے باپ کی تعمیر تھی مقام کیا تمام عمر ہدایت و ارشاد میں گزرائی علمای طاہری بھی حضرت کے دل سے فرمانبردار تھے ہر ایک مقدمہ میں جو حضرت فتویٰ دیتے کسی کو انکار نہ تھا وفات انکی بقول صاحبِ تواریخ دو مئی ماہ محرم سنہ ایک ہزار پچاسی ہجری مین واقع ہوئی۔

شیخ سیف الدین بن شیخ محمد مصوم بن شیخ احمد مجدولفانی منیر قاسمی

یہ بزرگ خاندان نقشبندی مجددی میں اپنے باپ کے جانشین تھے جامع تھے علومِ طاہری و باطنی و کمالاتِ صوری و مسموی و زہد و ورع و تقویٰ و عبادت و اتباعِ سنت و شریعت

اور غایت پرہیزگاری کے سبب سے مخاطب بکھٹاب مکی السنہ تھے جو کوئی شخص کفار یا فساق و فجار میں سے اُنکے روبرو آتا تا ب ہو جاتا و دنیا داروں کی صحبت سے اُنکو کمال نفرت تھی اہل محفل میں سے جب کوئی لفظ اللہ کا زبان پر لاتا تو شیخ پر حالت وجد طاری ہو جاتی اُنکے خانقاہ میں ہر روز چار سو آدمی درویش دو وقتہ کھانا کھاتے تھے اور کھانا ہر ایک شخص کے کمنے کے بموجب تیار ہوتا تھا وفات حضرت کی سنہ ایک ہزار اٹھانوے ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار سرزمین ہے۔

شیخ سعدی بخاری مجددی لاہوری

لاہور کے بزرگان نقشبندیہ میں سے یہ بزرگ صاحب کمال مشہور ہیں آٹھ برس کی عمر میں اُنکو شوق حق و امنیکہ ہوا اور مولانا حاجی سعد اللہ وزیر آبادی کے ذریعہ سے بخدمت شیخ آدم بنوری جو بڑے بزرگ اور شیخ احمد مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے حاضر ہوئے اور تکمیل ظاہری و باطنی پائی اور ہمراہ پیر روشن ضمیر کے حرمین الشریفین کو گئے چند سال وہاں بسر کی جب شیخ آدم بمقام مدینہ فوت ہو گئے تو شیخ سعدی لاہور میں آئے اور قیام اختیار کیا حضرت کے خوارق و کرامات کتاب روضۃ السلاطین بہت درج ہیں جنکی تشریح کی گنجائش اس مختصر کتاب میں نہیں ہے وفات حضرت کی تیسری ربیع الثانی روز چار شنبہ سنہ ایک ہزار ایک سو آٹھ میں واقع ہوئی اور مزار بیرون لاہور موضع مزنگ کے پاس ہے۔

سید نور محمد بدایونی قدس سرہ

سید حضرت خلیفہ عظم شیخ سیف الدین بن محمد معصوم مجددی کے تھے حالت استغراق وستی اُنکی طبیعت پر غالب تھی صحبت اہل دنیا سے کمال پرہیز تھا خوارق و کرامات بے انتہا ان سے سرزد ہوتے تھے چنانچہ ایک روز دو کس جنگا مذہب شیعہ تھا خدمت میں حاضر آئے اور امتحاناً درخواست بیعت کی کی حضرت نے بنور باطنی اُنکے حال سے واقف ہو کر فرمایا کہ اول عقیدہ باطلہ شیعہ سے تاب ہو کر اپنے قلب کو صفا کرو بعد ازاں بیعت کر نیکیا اختیار ہے چنانچہ ایک شخص انہیں سے لصدق باطن تاب ہوا اور بیعت کی

اور وہ کسے توفیق سنیق نہوی وفات انکی یا زوہم ذی قعد سنہ لکھنزارا کیستو چنپیس میں واقع ہوئی
مزار پر مہندین ہے۔

شیخ عبدالاحد بن شیخ احمد سعید بن شیخ احمد مجد و قدس سرہ

یہ بزرگ جانشین خلیفہ اپنے والد بزرگوار کے تھے بعد وفات پدر عالیقدر کی مسند
ہدایت و ارشاد پر بیٹھے ہزاروں طالبان خدا انکے ذریعہ سے اپنے مطلوب کو پہنچے سلسلہ مجتہدین
انکی ذات بابرکات سے تمام زمانہ میں پھیل گیا خلفائے تمام دیو و راز ملکوں مکہ و مدینہ میں
جا کر معروف بہدایت خلق ہوئے خوارق و کرامت کے اظہار میں حضرت کو کمال انکار تھا
مگر اکثر اوقات بے اختیار سرزد ہوتی چنانچہ ایک روز ایک بی ادب عورت جسکا بیٹا
حضرت کی بیعت میں آکر نراک الدینا و مجذوب ہو گیا تھا حضرت کے روبرو حاضر آئی اور
کلمات بے ادبانہ کہنے شروع کئی حضرت نے صبر کیا اور کچھ جواب دنیا آخر حجب دیکھا کہ عورت
انہی درپے انتقام ہے تو ایک خادم کسٹیف اشارہ کیا کہ اس عورت کو ایک تاجہ مار خادم
نے زبانی عورت کو منع کیا اور تاجے کے لگانے میں متامل رہا عورت اوسی وقت گریڑی
اور مگئی حضرت اپنے خادم پر کمال غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ اگر توجہ لگانے میں
دیر نہ کرتا تو اس عورت کی جان برباد نہ جاتی کیونکہ اوس حالت میں اوس بدگوئی کا انتقام
میرسی طرف سے ہو جاتا اور اب منتقم حقیقی نے یہ انتقام لیا اور جان اس کی جاتی
رہی خون اس عورت کا تیری گردن پر ہے وفات حضرت کی سال ایک ہزار ایک سو
سیالیس چھری میں واقع ہوئی۔

شیخ محمد عابد نقشبندی مجددی قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ عبدالاحد کے خلیفوں میں سے انکے جانشین و قائم مقام تھے نسبت
پدری انکی حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتی تھی عبادت و رخصت
میں حضرت کو یہاں تک توجہ تھا کہ سوا اسی عبادت کے کسی کام کی طرف رغبت نہ تھی
ہر روز بیس ہزار مرتبہ کلمہ طیب اور ہزار مرتبہ ذکر نفی اثبات بحسب دم و تلاوت یک منزل
قرآن و ہزار بار درود شریف و طیفہ تھا اور تہجد کی نماز میں ساٹھ مرتبہ سورہ یسین پڑھی

جاتی تھی اور کمال اشتیاق پایا وہ بندہ سیروانہ ہو کر جو میں شریفین میں پہونچے اور حج و زیارت کے بعد
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفیض ہوئے وفات انکی اٹھارہویں ماہ رمضان المبارک
سنہ ایک ہزار ایک سو ساٹھ ہجری الاقدس میں واقع ہوئی۔

شاہ شمس الدین حبیب اللہ المناطی طبرزا جان جانان قدس سرہ

یہ بزرگ سادات علوی میں سے صاحب مقامات بلند و مدارج ارجند تھے شجرہ نسب انکی
اٹھائیس واسطوں کے ساتھ حضرت امام محمد بن حنیف بن علی المرتضیٰ کے ساتھ ملتا ہے
باپ دادا ان کے شاہان دہلی کے دربار میں امیر کبیر تھے قرابت بھی سلاطین تیموریہ
کے ساتھ رکھتے تھے چنانچہ امیر عبدالسیحان نواسہ اکبر شاہ کا انکا دادا تھا والد انکا
مرزا جان ترک بھی ایک امیر الامرا و شخص تھا جو تارک الدنیا ہوا اوس نے ظاہری دولت
ترک کر کے فقیہی اختیار کی اور خاندان قادریہ میں مرید شاہ عبدالرحمان قادری کا
ہوا میرزا جان جانان جب سولہ برس کی عمر کے ہوئے باپ انکے فوت ہو گئے انھوں نے
توسل بخاندان نقشبندیہ مجددیہ ڈھونڈا کر سید نور محمد بدایونی کے مرید ہوئے پھر محبت
حاجی محمد فضل و حافظ سعد اللہ و خواجہ محمد عابد مشائخ مجددیہ سے فیض یاب ہو کر مکمل
پائی اور مسند ہدایت و ارشاد پر بیٹھ کر ہزاروں طالبان حق کو واصل بھی کیا آخر بتاریخ ۱۰۳۸
ماہ محرم الحرام سنہ ایک ہزار ایک سو پچانوین چند معاذان خاندان نقشبندیہ کہ عقیدہ
بجدیہ رکھتے تھے شریعت شہادت بخلولہ تفنگ پیا چوراسی برس کی عمر یابی کنیونکہ
ولادت حضرت کی گیارہویں ماہ رمضان روز جمعہ سنہ ایک ہزار گیارہ میں
واقع ہوئی تھی۔

شاہ عبداللہ المناطی طبرسید غلام علی شاہ نقشبندی مجددی ہلوی

یہ بزرگ خلیفہ ستہین و نچشین حضرت حبیب اللہ میرزا جان جانان شہید کے تھے
نسبت آبائی انکی بحضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب ملتی ہی ان کے والد

سید عبداللطیف قصیدہ ڈال میں سکونت رکھتی اور سلسلہ قادریہ میں مرید شاہ ناصر الدین قاسم کے تھے مگر انھوں نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بخدمت میرزا جان جانان حاضر ہو کر بیعت کی اور تکبیر اپنی اور تمام عمر دہلی میں رہ کر بہادیت خلق مصروف رہے اور فہم جارحی کیا اخیر زمانہ میں ہند کی ولایت انکی ذات پر ختم ہوئی خوارق و کرامت بشمار حضرت سے وقوع میں آئے چنانچہ کتاب نظر جان جانان میں لکھا ہے کہ ایک عورت خدمت میں حاضر ہوئی اور ایک بیماری کی صحت کے لیے عرض کی حضرت اوس وقت نان و کباب تناول فرما رہے تھے اوس میں ایک نان اور تھوڑے کباب اوسکو بطور تبرک دیدیے وہ گھر میں لے گئی تو کباب مبدل بکھلوا ہو گئے جانا کہ بیمار جان بیرہیں ہو گا دار المعائن میں لکھا ہے کہ حضرت کے ایک مریدی دختر مرگئی اور حضرت عیادت کے لیے اوسکے گھر گئے اور اوسکی عورت کی تسلی کی اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ لڑکی کے عوض تجھکو لڑکا دے گا چونکہ وہ عورت خاوند ضعیف العمر تھی عورت نے عرض کی کہ حضرت مجھو ساٹھ سال کی عمر میں اب لڑکا ہونا ناممکن ہے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ قادر ہے اوسکی قدرت میں عجیب نہیں چند روز کے بعد وہ عورت حاملہ ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا اور نیز اوسی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت کا ایک مرید دہلی سے کسی شہر کو تجارت کے لئے روانہ ہوا گاڈی میں اسباب تھا اور خود بھی سوار تھا راہ میں چلتے چلتے دیکھا کہ حضرت سامنے سے آگئے ہیں اور فرمایا ہے کہ گاڈی کو دوڑا کر قافلہ سے الگ ہو جاؤ وہ بموجب حکم کے گاڈی کو دوڑا کر لے گیا جب ایک میل پہنچا تو تمام قافلہ کو نہر نون نے لوٹ لیا اور وہ اونسکے پیچھے سے سلامت رہے وفات حضرت کی بالیسیوں ماہ صفر سنہ ایک ہزار و سو چالیس میں واقع ہوئی اور مزار دہلی میں ہے۔

قطب تاریخ

چون غلام علی بحکم خدا
سال تا پنج رحلتش در

گشت از قید وینوی آزاد
گو غلام علی ولی آزاد

شاہ ابوسعید مجددی دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ خلیفہ وجائشین شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی مجددی کے صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے انکے والد کا نام صفی القدر بن عزیز القدر بن محمد عیسیٰ بن سید الدین بن خواجہ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی تھا علوم ظاہری و باطنی وفقہ و حدیث و تفسیر میں بھی طاق و لیگانہ آفاق تھے ظاہری علم انھوں نے مفتی شرف الدین دہلوی و مولانا رفیع الدین محدث فرزند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے حاصل کیا بعد فراغ علم ظاہری شاہ غلام علی دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر تربیت و تکمیل پائی اور لیگانہ زمانہ ہوئے خوارق و کرامت بہت سی انکی ذات بابرکات سے سرزد ہوئی چنانچہ ایک دفعہ حضرت رام پور اپنے مسکن سے بسواری ارابہ سنبھل کو چلو جاتے تھے شام کے بعد دریا پر پھونچے کشتی و ملاح حضرت نے گاڈی والے کو حکم دیا کہ پہلی کوریامین ڈال دے اوس نے انکار کیا اور کہا کہ دریا میں گاڈی ڈال دینا موجب بربادی جان مال ہے یہ کام مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے حضرت نے فرمایا کہ آخر میں بھی اسی گاڈی میں بیٹھا ہوں تو کچھ اندیشہ نہ کرو اور گاڈی دریا میں ڈال دے گا دیباں اگرچہ ہندو تھا مگر توکل بخدا کر کے گاڈی دریا میں ڈال دی اور وہ گاڈی حضرت کی توجہ سے پانی پر ایسی چلی گئی جس طرح زمین پر چلتی ہوئی آئی تھی جب دریا سے اتر گئی گاڈیباں فوراً مسلمان ہو گیا اور مرید ہو کر جامہ درویشی پہنا اخیر عمر میں حضرت ج کو گئے اور بزیارت حرمین الشریفین مشرف ہو کر واپس آئے جب بمقام ٹونک پہونچے بروز عید سنہ اکبر ۱۰۸۰ دوسو پچاس منگل کے روز وفات کی شاہ عبدالغنی حضرت کے صاحبزادے اوکلی نقشب کو دہلی میں لائے اور شاہ غلام علی و مرزا جان جانان کے مزار کی قریب وفن کیا چون سال حضرت کی عمر تھی۔

شاہ رؤف نقشبندی مجددی قدس سرہ

مرید و خلیفہ شاہ غلام علی و برادر خانہ زاد شاہ ابوسعید مجددی علوم ظاہری و باطنی میں لیگانہ وقت تھے تصانیف انکی بہت سی مشہور ہیں چنانچہ تفسیر رؤفی اور دیوان رافت

انکے مشہور تصنیف ہے اور ایک کتاب دارالمعارف نام حضرت شاہ غلام علی کے ملفوظ
ہیں انھوں نے جمع کی حضرت شاہ غلام علی نے بعد عطای حرقہ خلافت انکو شہر بھوپال
کو مامور کیا اور انھوں نے وہاں جا کر قیام کیا اور صد ہا طالبان حق کو منزل قرب الہی
تک پہنچایا آخر بارادہ حج مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے جب جہاز دریائی محیطین پہنچا پیک
اجل آیا اور حضرت اس جہان فانی سے رہگہر اسی عالم جاودانی ہو گئے ایک ہزار
دوسو تریسین حضرت کا سال وفات ہے شاہ ابو سعید کی وفات کے بعد صرف اٹھائی
برس حضرت زندہ رہے۔

حضرت غلام محی الدین صوری مجددی قدس سرہ

سید بزرگ اپنے وقت میں جامع کمالات ظاہر و باطن و مظہر تجلیات شریعت و طریقت
و حقیقت و عاشق صادق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اصحاب کبار سے حضرت
کو کمال عشق تھا مذہب آپکا حنفی اعظمی تھا جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی و حضرت
امام ربانی مجدد الف ثانی کی خدمت میں بھی حضرت کو کمال اعتقاد حاصل تھا ابتدائی
حال میں حضرت مرید اپنے عم بزرگوار حافظ شیخ محمد کے ہوئے اور انھیں سے ظاہری
علم حاصل کیا جب وہ فوت ہو گئے تو طلب خدا دہلی میں پہنچے اور حضرت سید غلام علی
شاہ دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر طریقہ نقش بندہ میں بیعت کی بیعت کے وقت شاہ
غلام علی بنے زبان حق ترجمان سے فرمایا کہ آج ایک امیر عظیم نے ظہور کیا ہے کہ ایک
فاضل عہد لو اگر ہم سے اخذ طریقہ کیا ہے اور دو نو ہاتھ اسکے اپنے ہاتھ میں لیکر آسمان
کی طرف رخ کیا اور کہا کہ الہی جو فیض حضرت غوث الاعظم کو آبادی کر ام سے ملا تھا انکے نصیب
پھر انکا ہاتھ ہوا میں کر کے فرمایا کہ تمہارا ہاتھ ہم نے حضرت غوث الثقلین کے ہاتھ میں دیا
کہ ہر ایک کام دین و دنیا میں تمہارے مدد و معاون ہیں پھر انہی فرق مبارک سے کلاہ اٹھا کر
حضرت کے سر پر رکھی اور اجازت سلاسل اربع یعنی قادریہ شیشیہ نقشبندیہ و سہروردیہ عطا
فرمائی اور ایک سال تک اپنی خدمت میں رکھ کر تکمیل بخشی نسبت آبادی حضرت غلام
محی الدین کی حضرت صدیق اکبر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ ملتی ہی ان کے جد علی

حاجی حافظ قاری عبدالملک تھے اور وہی قصور کے علما و فضلا و شرفاء کے الحاج سے ملاکت
 نے اگر قصور میں سکونت پذیر ہوئے علم قرات میں وہ حضرت سرآمد روزگار تھے اور بدعتی
 حضرت غلام محی الدین کے شیخ غلام مرتضیٰ بھی ظاہری و باطنی علوم میں یکساں تھے تمام عمر
 اپنی اونھوں نے تعلیم و تلقین میں گزاری ہزاروں آدمی اونھکے ذریعہ سے ہر تہ و جانب
 الٰہی پیونچے اور ہزاروں نے علم شریعت و طریقت حاصل کیا انہی عمر میں اونھوں نے وطن سے
 ہجرت کی اور پشاور میں جا کر بہادیت خلق مصروف ہوئے اور سنہ ایک ہزار و سو و دو میں
 وفات کی یہ حضرت حاجی قاری صاحب کے پوتے تھے اور حضرت حاجی فتح علی اور حاجی علی
 سیالکوٹی کے خلیفہ کے مرید تھے چاروں طرائق عالیہ میں اجازت کا ارشاد اونکو حاصل تھا
 حضرت غلام محی الدین کے باپ کا نام حافظ شیخ مرتضیٰ تھا وہ بھی اپنے وقت میں گویا لگانہ زمانہ
 تھے علوم ظاہری و باطنی و حسن صورت و سیرت و بذل و اتیار میں طاق فرد آفاق تھے ان
 سب بزرگوں کے مزار قصور میں ہیں اور داکھی کرامت اونکی خاک پاک سے یہ سرزد ہوتی
 کہ اون کے مزار کا چبوترہ ایسے حال میں کہ تابستان کی گرم و عوہ پڑتی ہو چبوترہ چوہنچ
 ہمیشہ سرد رہتا ہے کبھی گرم نہیں ہوتا ولادت باسعادت حضرت غلام محی الدین کی سنہ
 ایک ہزار و سو و دو اور وفات سنہ ایک ہزار و سو و ستر میں واقع ہوئی ارستھہ برس کی عمر
 پائی انکی ولادت مادہ ظہور کامل اور وفات مادہ بے نظیر زمان اور عمر شریف مادہ عجوبہ
 سے حاصل ہوتی ہے حضرت کے صاحبزادے شیخ عبدالرسول بھی عالم العلم و فاضل
 افضل و کامل اکمل جامع شرافت و نجابت ہادی شریعت و طریقت واقف حقیقت و ہفت
 ہیں حضرت کی ذات بابرکات ایسے زمانہ میں کہ مردان خدا اعتقاد ہو گئے ہیں مغنیات
 وقت سے ہے مولف کتاب بھی اونکے دیدار پر انوار سے مشیف ہوا ہو سچا نا اقلیت
 مرد خدا ہیں جسکی زیارت کرنے سے خدایا و آتا ہے اللہ اونکو دیر تک سلامت رکھے
 حضرت کا وعظ ایسا پُر مذاق و پُر تاثیر ہے کہ سننے والے کے دلہر اوس کے مضامین پر
 ہو جاتے ہیں اور جب تک حضرت وعظ میں مصروف رہتے ہیں آنکھوں سے آنسو نہیں
 ٹھکتے اور اخلاق حسنہ کی کیا تعریف کی جانی کہ حضرت کے اخلاق کو محمدی اخلاق سے

کمال نسبت ہے غرض کہ این فیانہ تمام آفتاب است۔

قطبہ تاریخ

آن شہ والا غلام محی الدین داد ساقی و ازل در دست او چون بدین آمد آن مرد سخی مرشد حق متقی ہم گفستہ ام ہست نور شید گنجی جلالتش فیض فقر است و دیگر شیخ رفیع کن بیان تاریخ منظور جمال	مرشد دین رہبر ہر خاص و عام از شراب معرفت پر کردہ جام تحتش آمد سال تولدش تمام نیز کریمستم رقم شیخ اکرام ذات حقانی است ہم ای نیکنام سال وصل آن فقید نیکنام ہم بخوان ابر سخاوت والسلام
--	---

شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ

فرزند و خلیفہ و جانشین حضرت شاہ ابوسعید مجددی تھے تربیت و تکمیل شاہ غلام علی
سے پائی بعد وفات شاہ ابوسعید کے چند سال دہلی میں رہ کر بہدایت خلق مصلو
رہے آخر جب شورش فوج انگریزی شاہ اعلیٰ سوی میں ہوا اور تمام شہر تہ و بالا ہو گیا تو
حضرت بھی مع عیال و اطفال وطن چھوڑ کر بیت اللہ کو چلے گئے اور وہاں ہی سکونت
رکھی اور شاہ ایک ہزار دو سو ستتر ہجری میں وہاں ہی فوت ہوئے حضرت کے دو
ہمساز زادہ حافظ عبد الغنی و عبد الغنی باقی رہے جو اب تک وطن کو واپس تشریف نہیں
لائے اور وہاں ہی قیام پذیر ہیں۔

سید امام علی شاہ سامری الحسینی نقشبندی مجددی قدس سرہ

آخری زمانہ میں یہ بزرگ گویا قطب وقت چشمہ فیض تھے شجرہ النکاح چھ واسطہ کے
ساتھ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی کے ساتھ ملتا ہے اس طرح کہ سید امام علی
مرید و خلیفہ میلان شاہ حسین آوروہ مرید شیخ حاجی احمد مجددی آوروہ مرید خواجہ
حاجی محمد زان آوروہ مرید خواجہ زکی آوروہ مرید خواجہ عبدالاحد آوروہ مرید شیخ

محمد معصوم اور وہ مرید و خلیفہ اپنے والد ماجد شیخ احمد مجدد الف ثانی کے اور سید امام علی فی
 عمد طفولیت و شباب میں علوم ظاہری و باطنی کے حاصل کرنے میں کمال کوشش کی
 اور باریافت اپنے نہر پر اوٹھایا اور بعد وفات میران شاہ حسین کی مسند ارشاد پر
 متمکن ہو کر قبول عظیم حاصل کیا ہزار طالبان خدا انکی خدمت میں حاضر آئے خلیفہ
 انکے قایلیم دور و دراز میں کیونچکر ہدایت خلق معروف ہوئے لنگر آپکا اس قدر جاری
 ہوا کہ صد ہا مسافر و غریب و محتاج و وقتہ روئی حضرت کی لنگر سے کھاتے تھے حضرت کی ذات
 بابرکات شفا عظمیٰ بیماران و حاجت روا سی حاجت مندان تھی جو سائل و طالب کسی مطلب کا
 حضرت کے در و ولت پر آیا خالی گیا دلالت باسعادت حضرت کی سنہ ایک ہزار و سو بارہ
 میں اور وفات تیرہویں ماہ شوال سنہ ایک ہزار و سو بیاسی ہجری میں واقع ہوئی
 اور روضہ منورہ موضع رٹھچتر ضلع گورداسپور میں ہے حضرت کی وفات کے بعد
 سید صادق علی شاہ انکے فرزند ارجمند مسند ارشاد متمکن ہوئے جو اپنے والد کی طرح
 کمال خلیق و خوش خود و مہمان نواز و صاحب دولت و جاہ ہیں حق سبحانہ و تعالیٰ نے
 جامعہ فقہین بادشاہت انکو بخشی ہی لاہور میں ایک سنار کی عورت کو سخت آسیب
 تھا ایسا کہ رات کو وہ اپنے گھر والوں سے بے خبر باہر نکل جاتی جب دن میں وہ تیار
 کہتے تو کہیں کسی چاہ میں لگی ہوئی اور کہیں کسی قبر کی مٹاک میں چھپی ہوئی دستیا
 ہوتی اکثر اوقات وہ آسیب انکے گھر کی دیواروں کو گرا دیتا کبھی چھت گھر کی از خود
 گر پڑتی غرض نہایت سخت حالت میں گرفتار تھے آخر وہ اس عورت کو لیکر سید امام علی
 شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب مسکن مبارک سے ایک کوس کا فاصلہ رہ گیا عورت
 ہوش میں آگئی اور آسیب از خود دفع ہو گیا جب وہ سنار عورت کو لیکر رو رہو گیا تو
 بے دریافت حال حضرت نے ارشاد کیا کہ اب دشمن تجھارا خدا کے حکم سے دفع ہو گیا ہے
 باطمینان خاطر گھر کو چلے جاؤ چنانچہ وہ لاہور کو چلے آئے سید صادق علی شاہ کی زیارت
 سے مؤلف کتاب بھی مستفید ہوا ہے سبحان اللہ کیا کتنا بے نہایت بزرگ اور با خدا
 مرد ہیں و روضہ شریف کا ذکر اکثر انکے مجلس میں ہوتا ہے اور ذکر نفی و اثبات دائمی

وروی اس سال فیروز حضرت کا جوان لڑکا فوت ہو گیا حضرت نے کمال مہربانیاں اور کسی طرح کی شکایت زبان پر نہ لائے۔

شیخ محمود شاہ نقشبندی مجددی لاہوری

یہ ایک مہربان و بزرگ خدا پرست عابد و زاہد لاہور میں سکونت پذیر تھا طریق احمدی مجددی میں شیخ عبد الکریم مجددی سے اسکو فیض پہنچا اور شیخ عبد الکریم کو خرقہ اجازت شاہ غلام علی دہلوی سے ملا لاہور کے رہنے والے طالبان خدا اکثر اسکی خدمت میں جا کر فائدہ حاصل کرتے تھے اور تمام عمر مجردانہ گوشہ عبادت و ریاضت میں گوشہ نشین رہا آخر سال ایک ارزاہ موتی مہری میں فوت ہوا اور متصل مقبرہ مجددین شاہ کے مدفون ہوا کہ روضہ منورہ اوس کا زیارت گاہ خلق انگیز ہے۔

چوتھا چمن خاندان سہروردیہ کے مشایخ کے تذکرہ میں

واضح ہو کہ آغاز اس سلسلہ عالیہ کا حضرت سید الطائف جنید بغدادی سے ہے جن سے فیض حضرت مشاہد و علو دینوری نے پایا اور ان سے شیخ روم نے اور ان سے شیخ علی روم باری نے اور ان سے شیخ احمد اسود دینوری نے اور ان سے شیخ ابو عبد اللہ حقیق نے اور ان سے شیخ ابو القاسم گورکانی نے اور ان سے شیخ ابوبکر ج نے اور ان سے شیخ احمد غزالی برادر امام محمد غزالی نے اور ان سے شیخ ضیاء الدین ابوالجیب سہروردی نے اور ان سے شیخ وجیہ الدین سہروردی نے اور ان سے شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے فیض پایا اور ان سے شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی نے جنکا ذکر خیر لکھا جاتا ہے۔

شیخ انیسویح بہاء الدین زکریا قریشی ملتانی قدس سرہ

علامہ شیخ خاندان سہروردیہ و کبرای اولیاء و ولایت مند سے ہے صاحب کرامات طاہر و مقامات باہر تھے پہلے انکے جد بزرگوار کمال الدین علی شاہ قریشی مکہ معظمہ سے خوارزم میں آئے وہاں سے ملتان میں آکر قیام کیا اور انکے گھر میں شیخ وجیہ الدین پیدا ہوئے جنکو خاوند حقیقی نے کمالات طاہرہ و باطنی سے آراستہ کیا

وجہ الدین کی شادی مولانا حسام الدین ترمزی کی دختر سے ہوئی جو موضع کوشاک درہین
سکونت پذیر تھا حضرت شیخ بہاؤ الدین مولانا وجہ الدین کے گھر پانسو اٹھتر سنہ ہجری میں
پیدا ہوئے بارہ سال کی عمر میں انھوں نے قرآن حفظ کیا اور بعد وفات اپنے والد کے
سجائے میں جا کر علم صرف و نحو و حدیث و تفسیر حاصل کیا پھر حرمین شریفین کا سفر کیا اور
پانچ سال مدینہ منورہ میں رہ کر بہت سی علما و فضلا و مشائخ سے فیض پایا پھر
بیت المقدس میں پہنچے وہاں سے بغداد کو آئے اور حضرت شیخ شہاب الدین عمر
سہروردی کے ہاتھ پر بیعت کر کے اٹھارہ روز کے عرصہ میں فرقہ خلافت
حاصل کیا اور ملتان کو مامور ہوئے ملتان میں آ کر شلمان وقت اور خاص و عام
حضرت کی بیعت میں داخل ہوئے اور دولت ظاہری و باطنی انکو نصیب ہوئی ہزاروں
خادم حضرت کے بارگاہ فلک پالگاہ پر حاضر رہتے سیکڑوں کرامات و خوارق حضرت
کی ذات بابرکات سے ظاہر ہوئیں جسکی تشریح کتب اخبار میں درج ہے لکھا ہے
کہ ایک روز حضرت فریاد پاک پٹنی ملتان میں خواجہ بہاؤ الدین کے پاس تشریف
رکھتے تھے عند التذکرہ حضرت نے پوچھا کہ آپ نے اس قدر مجاہدہ و ریاضت میں
کہاں تک رسائی پیدا کی ہو آپ نے جواب دیا کہ ان اس قدر کہ ان کمریوں کو جس پر ہم
اور تم بیٹھے ہیں اگر میں کہوں تو ابھی ہوا میں پرواز کر جائیں اتنی بات حضرت کی زبان سے
نکل ہی تھی کہ دونوں کرسیاں زمین سے اٹھ کر ہوا کو پرواز کر گئے لگین حضرت نے
کرسیوں پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ کرسیاں بسبیل تکریم تھی نہ بسبیل ارشاد تم اسی جگہ پر
تایم رہو لا کھو ان آدمی حضرت سے استفادہ طریقہ سہروردی ہوئے آخر حضرت نے سال چھ سو
چھاسٹھ میں دیناے ناپائیدار سے سفر کیا اور ملتان میں مدفون ہوئے۔

قطعہ تاریخ

<p>بہارِ نبیہ دین بہاؤ الدین ولی عشق حق تو لید او تحریر کن شیخ نور آمد وصال پاک او</p>	<p>پیرِ نبیہا دین کے دور زمان عاشق صادق گو تر حیل آن نیر فتح دین بہاؤ الدین بخوان</p>
--	---

شیخ صدر الدین عارف خاں شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی

یہ بزرگ فرزند و جانشین اپنے پدر بزرگوار شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے تھے و بعد وفات اپنے باپ کے مسند ارشاد پر بیٹھے اور ہزاروں طالبان خدا کو منزل مقصود تک پہنچایا چونکہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے سات بیٹے تھے ایک شیخ صدر الدین عارف دوسرا شیخ برہان الدین تیسرے شیخ ضیاء الدین چوتھے شیخ علماؤ الدین پانچویں شیخ شہاب الدین چھٹے شیخ قدوۃ الدین ساتویں شیخ شمس الدین ان ساتوں نے بعد وفات باپ کے باپ کا ترکہ نقد و جنس آپس میں حصص مساوی تقسیم کیا تو شیخ صدر الدین عارف کے حصہ میں ستر لاکھ تنگہ سرخ نقد سوا سی اور اسباب پوشیدنی و زیورہ وغیرہ کو آپ شیخ نے اسی روز تمام نقد و جنس خدا کے واسطے غریب و مساکین کو دے ڈالا ایک نہرہ اوس میں سے لیا اس بات سے اکثر لوگ جو ان کے ولی خیر خواہ تھے شیخ کو ملامت کرنے لگے کہ اس قدر دولت بجا نہ تھا کہ جو تنہا ایک وزیرین برباد کر دیا ہے اچھا نہیں کیا یہ بات سن کر حضرت ہنسنے اور فرمایا کہ میرے والد نے جو اس قدر خرچہ جمع کیے اور خدا کے نام پر بھی دیا وہ دنیا پر غالب تھا اس قدر دولت کے جمع ہونے نے ان کو کبھی خدا سے غافل کیا اور میں ابھی اوس رتبہ کو نہیں پہنچا ڈرتا ہوں کہ یہ دنیا مجھ کو خدا سے غافل نہ کر دے وفات شیخ صدر الدین کی تیسویں ذی الحجہ ۷۸۷ھ چھ سو چوراسی ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار ملتان میں ہے۔

سید جلال الدین شیر شاہ النخاطب بمیرنخ بخاری اوچے

یہ بزرگ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے خلیفہ سید صحیح النسب جامع سیادت و نجابت و زہد و ریاضت و شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت تھے اور ہندوستان جنت نشین میں تمام مساوات و مشائخ و امرا و سلاطین بسبب محبت حسب نسب ان کے انسے بالواب پیش آتے شجرہ آبائی ان کا چند واسطہ درمیانی کے بعد حضرت امام

اُمّی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ حضرت سید جلال الدین میر سیخ بناری
 بن سید ابو المکد علی بن سید جعفر بن سید محمد بن سید محمود بن سید احمد بن سید عبد اللہ
 بن سید علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن امام محمد نقی اور سید علی اصغر ساقی صاحب حضرت
 کا و صاحب زادہ سید عبد اللہ و سید اسماعیل رکھتا تھا سید عبد اللہ کی اولاد سے
 خاندان سادات بنجاری اور سید اسماعیل کی اولاد سے خاندان سادات بھاکھری
 ظاہر ہوا اور صاحب مظہر طالبی لکھتا ہے کہ سید جلال میر سیخ بناری ماوراء نول تھے
 ایک روز اڑکپن کے سن میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے ناگاہ گزرا ایک
 شہر کے باہر ایک جگہ پر ہوا جہاں کسی میت کا جنازہ رکھ کے نماز پڑھتے تھے
 حضرت اونکے پاس گئے اور پوچھا کہ کیسیا مجمع رہے لوگوں نے کہا کہ اس مردہ کی
 نماز جنازہ پڑھتے ہیں کہا کہ نماز پڑھکر پھر کیا کرو گے کہا کہ اس کو زمین میں دفن
 کر دیں گے یہ بات سنکر حضرت جلال جلال میں لگو اور نعرۃ اکبر اللہ مار کر مردہ کے منہ
 سے پردہ اوٹھا دیا اور فرمایا تم باذن اللہ مردہ فی القبریٰ اوٹھا اور چالیس برس
 تک زندہ رہا روایات صحیح سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت کے پانچ فرزند تھے اول
 سید علی دوم سید جعفر جو بنجاری کے بادشاہ کی لڑکی کے پیٹ سے پیدا ہوئے ان کو
 نے اپنے نانا کے پاس پرورش پائی اور انھیں سے سید جعفر بناری میں سکونت پذیر رہا
 پھر منہ کو نہ آیا تیسرے سید احمد کبیری بی بی فاطمہ سید بدر الدین بھاکھری کی لڑکی کے
 لطن سے چہارم سید صدر الدین محمد غوث پنجم سید بہاء الدین احمد مشہور شیخ مصدوم
 بی بی طہرہ سیدہ کے لطن سے چھٹی بی بی بیچون فرزند حضرت کے بی بی بیچ بناری اسلام کی طرح صاحب
 مقامات عالیہ تھے دلاوت باسعادت حضرت کی سند پانچویں اور وفاتہ اونیسویں
 جمادی الاول سنہ چھ سو نوویں میں واقع ہوئی اور مزار اربع میں ہے۔

قطعہ تاسیخ

چورفت از جہان و رہشت برین و جلال فی صاحب ان قال ہوتا یح او میر دولت بگو
 وگر قلیہ اہل حبت جلال

شیخ احمد معشوق الہی

یہ بزرگ شیخ صدر الدین عارف کے خلفائین سے صاحب مراتب بلند و مقامات
 ارجمند تھا اس کا باب پتہ قندھاری شہر قندھار میں دوکان سوداگرہ کی کرتا چونکہ
 یہ شخص دائم الخمر و مسکورتھا اوس نے اپنے پاس سے کچھ مایہ و کیکر لکال دیا اور کہا کہ
 کسی شہر میں جا کر دوکان علیحدہ کر اور اپنے گزارہ کے لیے تجارت کا سامان بنا
 چنانچہ یہ قندھار سے نکل کر بلتان میں آیا اور دوکان تجارت کی جاری کی ایک
 اور حضرت شیخ صدر الدین سوار چلے جاتے تھے راہ میں جاتے ہوئے نظر فریقین اثر
 شیخ احمد پر جا پڑی جب خاتقاہ میں پہنچے اوسکو خدمت میں بلایا اور اپنے شہر میں
 میں سے پس ماندہ شربت اوسکو عطا کیا شربت کو پیئے ہی عالم ناسوت و ملکوت
 اس پر شکستہ ہو گیا فی الفور بصدق باطن مرید ہوا دوکان کا سامان اوسی وقت
 غرا و فقر اکو تقسیم کر دیا اور سوا سی ایک تہ بند کی کچھ باقی ترکھاسات برس تک حضرت
 کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل پائی اور مخاطب بخطاب شیخ احمد معشوق الہی ہوا تاریخ
 و قیام میں لکھا ہے کہ حالت جذب و عشق شیخ احمد کی اس درجہ تک پہنچ گئی تھی کہ
 دنیا و اہل دنیا سے محض بے خبر تھا اور مدہوشی اس قدر تھی کہ نماز پنجگانہ بھی ادا نہیں کرتا
 تھی غلامی وقت نے ترک نماز کے سبب سے اوس سے ناراض ہو کر اوس پر قہر کیا
 لکھا کہ یہ واجب التعمیر ہے مواخذے کے وقت شیخ نے جواب دیا کہ میں نماز نہیں
 پڑھ سکتا اور اگر تم کہو تو پڑھتا ہوں مگر میں اوس میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھوں لگا علما
 فرمایا کہ سورۃ فاتحہ کے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی تنکو یہ سورہ ضرور پڑھنی ہوگی کہا
 کہ اچھا اور سارے سورۃ پڑھوں لگا ایک قصہ دیا کہ تعین نہیں پڑھوں لگا علما نے کہا
 کہ سو اس کے اس آیت کے سورۃ کا پڑھنا جائز نہیں پس وضو کرنا شروع کیا تو بہت
 مشکہ برسی پانی کے صرف ہو گئی مگر شیخ کے ہاتھوں پر پانی روان نہوا جو پانی ہاتھ پر
 پڑتا فوراً خشک ہو جاتا علما نے شیخ کو دریا میں غوطہ دیا یا غوطہ کے وقت دریا کا

پانی ایسا ابلا جس طرح دیگ دیکھان پر لڑو ملتی ہو جب صنوبر چکا اور شیخ نماز پڑھ کر ہو گئے
اور ایک نعلین ایک نعلین زبان سے نکلا تو تمام جسم بھٹ گیا اور بال بال سے خون جاری
ہو کر کپڑے تر ہو گئے فی الفور نماز توڑ دی اور کہا کہ اسے بھائیو اس تو میں جانے
عورت ہو گیا ہوں اور حیض والی عورت کو نماز معاف ہے یہ حالت دیکھ کر علمائے
اؤ کو معذور سمجھ کر معاف رکھا وفات انکی سال سات سو تیس میں ہوئی اور نماز
ملتان میں ہے ۔

شیخ کریم الدین ابو الفتح بن شیخ صدر الدین عرف بن شیخ بہا الدین کریم المصطفیٰ

یہ حضرت شیخ بہا الدین زکریا ملتانی کے پوتے صاحب کشف و کرامت جامع علوم ظاہری
و باطنی مظہر انوار شریعت و طریقت تھے حضرت کی والدہ کا نام بی بی رہتی تھیں جو اپنے
وقت میں رابعہ وقت تھی ان کے ایام حمل میں جب بی بی رہتی تھیں شیخ بہا الدین زکریا
کی خدمت میں حاضر ہوتی وہ تعظیم کو اوٹھ کھڑے ہوتے ایک مرتبہ بی بی نے دست بستہ
ہو کر باعث تعظیم بجاو عادت بزرگان دریافت کیا حضرت نے فرمایا کہ یہ تعظیم تیرے
واسطے نہیں بلکہ اوس شخص کے واسطے ہے جو تیرے بطن عفت میں ہے کہ وہ ایک
آفتاب افح ولایت و ماہتاب برج شرافت ہوگا بعد وفات پدر بزرگوار کے جب شیخ
رکن الدین مسند ارشاد پر بیٹھے تو ہزاروں طالبان خدا حضرت کی خدمت میں حاضر
ہو کر اپنی مراد کو پیش کرے اور حضرت کو دولت ظاہری و باطنی نصیب ہوئی سلطانین وقت
حضرت کی خدمت کو اپنا خراج دیتے تھے سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک روز
حضرت بچہ خود سالی اپنے والد کے ہمراہ جنگل کی سیر کو گئے وہاں ایک ہرنی کو دیکھا
کہ ایک بچہ شیر خوار اس کے پیچھے ہے اور دوڑی جاتی ہے حضرت کو اس بچہ کی صورت
پسند آئی اور باپ سے عرض کی کہ ایسا بچہ ہم کو ملے گا وہ چونکہ ہرنی اور بچہ دونوں چلے گئے
تھے حضرت نے فرمایا کہ بچہ وہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ چلا گیا ہے اب نہیں آسکتا شیخ بقا
عمر روئے لگے ان کو روٹا دیکھ کر والد متوجہ ہوئے فی الفور ہرنی کو بچہ جنگل سے نکل کر روٹا

آکھڑی ہوئی شیخ اوس کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور ہر فی کو معہ بچہ اپنے گھر لے گئے
اسی طرح حضرت کے خوارق کتابوں میں بہت لکھی ہیں دنیا اور دین کا حاجت مند جو ان کی
نرسنت میں آتا خالی بجاتا اس لیے لوگ انکو قباہ حاجات کہتے تھے تمام عمر حضرت کی ہدایت
وارشاد میں گزری آخر جب حضرت کی فوت کے دن قریب پہونچے تو تین ماہ اول حجرہ میں
شب و روز خدا کی عبادت میں خلوت گزین رہتے سوامی ادا ہی نماز فریضہ کے باہر نہ آتی
آخر سولہویں ماہ رجب ۸۸۴ سال سن پانچس بعد نماز عصر مولانا طہیر الدین کو حضرت نے
روبرو بلایا اور حکم دیا کہ سامان تجنیز و کفین مہیا کرے پھر نماز مغرب میں امام ہو کر نماز پڑھا
اور نوافل کی اخیر رکعت کے سجدے میں جان عزیز خداوند جان آفرین کو سونپ دی
حضرت لاودہ تھے انکی وفات کے بعد محمد اسماعیل ان کے بھائی کی اولاد سچی و منشدین
ہوئی روضہ منورہ حضرت کا ملتان میں زیارت گاہ خالق ہے۔

شیخ حمید الدین بوالحاکم قریشی ہنکاری سہروردی قدس سرہ

مہر بزرگ حضرت رکن الدین ملتانی کے خلیفہ تھے سلطان التارکین انکا خطاب تھا
انکا شجرہ نسب حضرت ابوسفیان بن حارث اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
اس طرح چرلہا ہے کہ شیخ حمید الدین بن سلطان بہاؤ الدین بن قطب الدین بن شہید الدین
بن ابو علی بن شیخ المشائخ ابراہیم ابو الحسن علی ہنکاری بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن
شیخ شریف عمر بن شیخ عبد الوہاب بن ابوسفیان بن حارث ان کا جد بزرگوار قطب الدین خطہ
کیج و مفران کا بادشاہ تھا اور نا انکا سید احمد تختہ لاہوری مقتدا می زمانہ پیشوا می اہل طاعت
تھا جسکا حال چھٹے باب میں تحریر ہو گا انشا اللہ تعالیٰ شیخ حمید الدین نے سلطنت ظاہری تر
کر کے فرقہ فقر کا پناہ اوکمال کو پہونچنے ولادت حضرت کی بقول شیخ شہر اللہ صاحب تذکرہ
حمید تاریخ بارہویں ربیع الاول سنہ ۸۸۴ اور وفات ۹۸۴ ربیع الاول سنہ ۹۸۴
سنہ ۹۸۴ واقع ہوئی اور انکی سیوسٹر شہرہ ہر کی ہوئی اوہ بزرگان خاندان سہروردیہ ہیں
کسی بزرگ نے اتنی عمر نہیں پائی جو حق تعالیٰ سے انکو ملی مزار پچانوار حضرت کا موضع موعلا

ملتان میں زیارت گاہ خلق ہے۔

سید جلال الدین بخاری الملقب بخدوم جہانیاں جہان گروہ
سید احمد کبیر بن سید جلال الدین شاہ کبیر بخاری و چچی قدس

سادات بخاری میں سے سید بزرگ چراغ خاندان علم انوار ربانی طالع تجلیات سبحانی
کاشف رموز حقیقت اوی طرائق حقیقت صاحبہ شاد و پیشوا سی او تا وقتے پہلے
انھوں نے اپنے والد بزرگوار سید احمد کبیر کے ہاتھ پر بیعت کی اور جزوقہ خلافت طریقیہ
عالیہ سہروردیہ پہنچا پھر شیخ صدر الدین المشہور محمد غوث سے فیض باطن حاصل کیا اور ان کے
ارشاد سے سجدت شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتان سے حاضر ہو کر مدینہ ہوئے اور تکمیل پاکر
حرز خلافت حاصل کیا پھر بیت اللہ کو سفر کیا اور شیخ الاسلام شیخ عقیف الدین عبد اللہ
مطری سے مکہ معظمہ میں بہر فوائد ظاہری و باطنی حاصل کیے پھر بقدم تجرید سیر تمام روئے
زمین کی کی اور صدمہ اولیاد اللہ سے فیض حاصل کر کے عارف الگامہ و متقدمی زمانہ ہوئے
پھر اہل خوارق و کرامت ان سے سرزد ہوئی جن کی تشیخ بہ کتب سیر میں لکھی ہے اور مظہر جلالی
میں لکھا ہے کہ جب حضرت مخدوم مدینہ منورہ میں نشر یف لے گئے تو شرفا سے
مدینہ سنے ان کی سیادت کی سند طلب کی حضرت روضہ رسول پر گئے اور
کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ و ابی و جدی اندر سے آواز بلند آواز ہوئی
کہ علیک السلام یا ولد سی یا قرۃ عینی سید کراست ویکھ کر حضرت کی سیادت
کے سب قایل ہو گئے اور بزرگی آپ کی سب پر ثابت ہو گئی ولادت حضرت
کی چہارم شعبان المعظم شب شنبہ سنہ سات سو سات
اور وفات دہم ماہ ذی الحجہ روز عید الاضحیٰ سنہ سات سو پچاسی
وقوع میں آئی اور روضہ بیعت امواج زیارت گاہ خلق

سید صدر الدین المعروف بشیخ راجن قتال بن سید احمد کبیر نیاجی اوپر قدس اللہ سرہ الغفریر

مید بزرگ حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیان کے بہائی تھے فرقہ خلافت انھوں نے اپنے باپ اور بھائی دونوں سے پایا یہ ایک بزرگ تھے جامع علوم طاہری و دہلی عشق و محبت و تجرید و تفہیم و شریعت و طہارت دینا و اہل دنیا سے حضرت کو کمال نفرت تھی مخدوم جہانیان ان کے حق میں اکثر فرماتے تھے کہ خالق حقیقی نے یہ کو خلقت کر رکھا تھا مشغول کیا ہے اور صدر الدین کو اپنی ذات کے عشق میں متفرق کر رکھا ہے ان کے خوارق جو کتابوں میں تحریر ہیں بیشمار ہیں لاکھوں میں سے ایک لکھی جاتی ہے کہ جب حضرت مخدوم جہانیان بمرض موت بیمار ہوئے تو نو اہول نام ہندو عامل شاہجی اوچ میں قیام پذیر تھا حضرت کی عیادت کو آیا اور تقریر کی کہ خدا وحدہ لا شریک نے جس طرح حضرت خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم المرسل پیدا کیا تھا اسی طرح آپ کی ذات خاتم الاولیا تھی حضرت بنی کی وفات میں نبوت ختم ہو گئی تھی اور آپ کے وفات کے بعد ولایت کا خاتمہ ہو جائیگا چونکہ اس تقریر سے اقرار توحید الہی و رسالت بنوی ثابت ہوتا تھا حضرت مخدوم نے شاہ راجن قتال کو فرمایا کہ تم نے اسکا اقرار کیا اب یہ مسلمان ہو چکا ہے اگر پھر مرتد ہو گیا تو واجب القتل ہے حضرت قتال نے فرمایا کہ اے نو اہول اب تو احکام مسلمانی بجا لاو رتہ قتل ہو گا چونکہ اسکو مسلمان ہونا منظور نہ تھا بہت ڈرا اور اسی رات کو پوشیدہ شہر سے دہلی کو بھاگ گیا اور بادشاہ سے جا کر عرض حال کیا فیروز شاہ بادشاہ نے بھی اسکو اسلام پر ہدایت کی مگر وہ مسلمان نہوا بعد چند روز کے جب مخدوم جہانیان فوت ہوئے تو بعد فراغ تجنیہ و تکفین حضرت راجن قتال اسی مقدمہ کے فیصلہ کے لیے دہلی کو روانہ ہوئے اور بادشاہ کو خبر ہوئی پس حسب قاعدہ اس خاندان کے کہ بادشاہ تین میل استقبال کو آتا تھا بادشاہ سوار ہوا

مگر چاہتا تھا کہ کسی طرح بحجت شرعی نواہون قتل سے بچ جائے اس خیال پر علما و فضلاء کو جمع کیا اور ان میں ایک فاضل محمد نام قاضی عبدالمقتدر کا بیٹا بہت زبان آور تھا اوس نے یہ تجویز کی کہ جب بادشاہ بوقت استقبال حضرت سے ملے پوچھے کہ آپ نواہون کا فر کے مقدمہ کے تصفیہ کے لیے آئے ہیں اگر وہ اوس میں مان کہہ دیں گے تو ہم بحجت شرعی اوپر غالب آجائیں گے کہ آپ بھی ابھی اوسکے کافر ہونے پر مان کہہ چکے ہیں پھر اوسکو مسلمان کیونکر بنائے ہیں یہ تجویز قرار پا کر بادشاہ سوار ہوا اور عند الملاقات وہی تقریر کی حضرت نے جوابے یا کہ نہیں ہم نواہون مسلمان کے مقدمہ کے لیے آئی ہیں اور اوسکا اسلام از روئے گواہان معتبر ثابت ہے جو ہمارے ہمراہ ہیں قاضی زادہ بولا کہ حضرت اسلام کے قبول کے واسطے اخلاص دل ضرور ہے ایک سرسری بات پر آپ کیونکر حکم اسلام کا نواہون کی نسبت دیتے ہیں یہ بات سنا کر حضرت جلال میں آگئی اور فرمایا کہ تیری تقریر سے ہمکو دیانت کی بونہیں آتی اور تیری اجل کا وقت اگر نزدیک نہوتا تو ہم تجھ سے تقریر کرتے یہ بات کہتے ہی قاضی زادہ کو درد پہلو شروع ہوا اور مرغ نیم بھل کی طرح دین پر لوٹنے لگا بادشاہ نے فی الفور اوسکو اوسکے باپ کے پاس بھجوا دیا اور خود حضرت کو ساتھ لیکر شہر میں آیا اتنے میں قاضی عبدالمقتدر علما و فضلاء کے ساتھ اپنے عفو و تقصیر کے لیے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کمال زاری کی کہ کسی طرح اوس کا بیٹا بچ جائے مگر حضرت نے منظور کیا اور فرمایا کہ اس وقت وہ دنیا سے سفر کر گیا ہے جاؤ تم اوسکی تجیز و تکفین کی فکر کرو مگر حق جل جلالہ اسکا عوض تمکو اس سے اچھا دے گا کہ عورت اوسکی حاملہ ہے اوس کے پیٹ سے جو بچہ ہوگا وہ عالم و فاضل و دینی ہوگا یہ تقریر ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ قاضی کے گھر سے آدمی دوڑ آیا اور خبر دی کہ وہ مر گیا ہے قاضی ناامید گھر کو چلا گیا اور معلوم کیا تو اوسکی عورت کو دو ماہ کا حمل تھا پھر نواہون کو بلایا اور بادشاہ نے قبول اسلام کے لیے بہت کچھ کہا مگر اوس نے نہ مانا اور گردن مارا گیا وفات حضرت کی بقول صاحب خارج الولايت تاریخ سنو طوین جمادی الآخر سنہ آٹھ سو ستائیس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار ارفع میں ہے۔

سیدنا صدر الدین بن مخدوم جہانیاں جلال الدین بخاری حبی قدس سرہ

اگرچہ بعد وفات مخدوم جہانیاں صاحب سجادہ سیاح صدر الدین راجن قتال تھے مگر یہ بزرگ بھی اپنے والد کے ارشاد کے بموجب ہدایت و ارشاد میں مصروف تھے لاکھوں سال خدا انکی دستگیری سے مقام قربت پہنچے جو کہ یہ حضرت صاحب الاماہ کثیر تھے اس لیے لوگ انکو زائر الدین کہتے تھے اور بعد اوائے لاکھوں اور لاکھوں کی ایک سو تک پہنچ گئی تھی اور تمام اولاد میں سے جنھوں نے عمر و زبانی اکیس لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں وفات حضرت کی سنہ آٹھ سو ستیالیس میں واقع ہوئی اور مزار گوہر باروچ میں زیارت گاہ خلق اقدس ہے۔

شیخ نجم الجلیل المعروف بقطب العالم چوہدری بزرگ و شیشی رشتی

ہنکار سی لاہوری قدس سرہ

شجرہ نسب ان بزرگ کا چار واسطوں کے ساتھ شیخ حمید الدین ابوالحاکم بادشاہ کچ مقرا ساتھ ملتا ہے اس طرح پر کہ شیخ عبدالجلیل بن ابوالفتح بن عبدالغفر بن شہاب الدین بن نور الدین بن سلطان التارکین حمید الدین ابوالحاکم قدس سرہم اخیر ان بزرگ سے اول بیعت اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں کی اور خرقہ خلافت پایا پھر دور و دراز گھوم سیر کی اور صد ہا بزرگوں سے فیض حاصل کیا آخر لاہور میں آکر سکونت اختیار کی اور ہدایت و ارشاد میں مصروف ہوئے پنجاب کے رہنے والوں نے خدمت حضرت کو اپنا فخر سمجھا شیخ ابابکر صاحب تذکرہ جلیلیہ نے حضرت کے احوال میں ایک بڑی کتاب لکھی ہے جس میں ہزاروں خوارق و کرامت کا تذکرہ تحریر میں آیا ہے واقعہ وفات حضرت کا اس طرح پر لکھا ہے کہ بتاریخ غرہ رجب سنہ نو سو دس ہجری میں حضرت مجلس میں رونق افروز ہوئے سب خلفائے کرام حضور میں حاضر ہوئے ناگاہ حضرت کی

حالت بدل گئی اور سرسجدے میں رکھ کر جان عزیز جان آفرین کی سپردگی غسل کے وقت سلطان سکندر لودھی بادشاہ حاضر ہوا غسل کے بعد حضرت کی زبان سے تین مرتبہ اسم ذات نکلا اور سب نے سنا لوگوں نے جانا کہ حضرت ابھی زندہ ہیں اس واسطے جنازہ اوٹھانے میں تامل ہوا مگر بعد ایک ساعت کے سب کو یقین ہو گیا کہ حضرت فوت ہو چکے ہیں تو جنازہ اوٹھا کر خالقہ کے اندر لاہور میں دفن کیا کہ اب تک مزار گاہ زیارت گاہ خلق ہے۔

سید عثمان المشہور شاہ جہولہ بخاری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ اوج سے لاہور میں تشریف لائے چونکہ بزرگ صاحب کشف و کرامات تھے بہت سے لوگ انکے مرید ہوئے اور ہنگامہ نشینت گرم ہوا انکا شیخ و نسب حضرت مخدوم جہانیاں کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ سید عثمان بن سید محمود بن سید بہاؤ الدین بن سید حامد بن سید محمد بن سید رکن الدین بن سید حامد بخاری النخاطب بنو بہار صاحب دستار بن سید نواز الدین بن سید جلال الدین مخدوم جہانیاں چونکہ انکو بخاری عشت کی بازوئی جب میں تھی اس واسطے بنخاطب جہولہ مخاطب ہوئے کہ جہولہ بخاری زبان میں رشتہ کو کہتے ہیں وفات انکی آٹھویں ربیع الاول سنہ نو سو بارہ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار بادشاہی قلعہ لاہور کے اندر تہ خانہ میں ہے کہ تعمیر قلعہ اکبری سے اول وہ زمین متعلق شہر کے تھی۔

شیخ علم الدین چونی وال قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ عبد الجلیل چوہر لاہوری کے خلیفہ تھے پیر روشن ضمیر کے حکم سے انکو خدمت کیلئے دھونے کی سپرد تھی حضرت کمال عابد و زاہد و گوشہ نشین تھے بعد کیل اپنے مرشد کے حکم سے قصبہ چونیان کی طرف مامور ہوئے اور تمام عمر وہاں رہ کر ہدایت خلق میں مصروف رہے آخر سنہ نو سو سولہ ہجری میں وفات پائی روضہ حضرت کا اسی علاقہ میں ہے اور دھونی لوگ حضرت کا عرس کرتے ہیں۔

شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری سی قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ عبد الجلیل چوہدری بندگی کے غلیفون مین سے بڑے عابد و زاہد صاحب
 عشق و محبت و جذب و سکرو خوارق و کرامت تھے پہلے یہ شیخ شہر اللہ ملتان فی کے
 مرید ہوئے اُن کے آخرین وقت اجازت ہوئی کہ لاہور مین شیخ چوہدری کی خدمت
 مین حاضر ہو کر تمکین پائی سو حسب الارشاد و مرشد ارشد کے یہ لاہور مین آئے
 اور شیخ عبد الجلیل سے فیض حاصل کیا تا کہ وہ جلیلیہ مین لکھا ہے کہ ایک روز یہ
 بزرگ اپنی دوکان پر آہنگری کا کام کرتے تھے اتنے مین ایک عورت نو جوان لہجہ
 ماہ طلعت اپنا نکلا جس سے عورتین سوت کاتتی ہیں سیدھا کرانے کے لیے انکی
 دوکان پر آئی حضرت نے اجرت اوس سے لے لی اور نکلا بھیٹی مین ڈالکر ایک
 ہاتھ سے کھال دھونکر لگے اور ایک ہاتھ مین دست پناہ پکڑ کر نکلا تا مچھی کھا چو کہ وہ عورت کمال
 نو عورت تھی اُسکو دیکھ کر اوس کی صورت حسین پر ایسے محبوب ہوئی کہ ایک ساعت برابر اوس کے چہرہ
 سے آنکھ نہ اٹھائی یہ حال دیکھ کر عورت غضب مین آئی اور کہا کہ تو عجب سفید
 ریش بزرگ آدمی ہے کہ بیگانی عورت کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھتا ہے ایسی
 محویت کے ساتھ کہ اپنے کام سے بے خبر ہے حضرت نے یہ تقریر سنکر فرمایا
 کہ ماورین تجھ کو نہیں دیکھتا بلکہ تیرے مصو کو دیکھتا ہوں یہ کہہ کر رخ ہوا ہوا نکلا آگ
 سے نکالا اور سلامی کی طرح آنکھوں مین پھیر لیا اور فرمایا کہ الہی اگر مین نے اس
 عورت کو بد نظر سے دیکھا ہے تو میری آنکھیں جلا دے ورنہ اس لوہے کے
 سرچھو کو اپنی محبت و عشق کے پارس سے سونا بنا دے سرچھو لوہے کا فی الفور
 سونا ہو گیا یہ کرامت وہ ہند فی عورت دیکھ کر حیران ہو گئی اور اوس روز سے
 مارک الدنیا ہو کر گوشہ عبادت مین ہو بیٹھی اور حضرت کی خدمت کی برکت سے طبع
 بلند کو پہنچی وفات حضرت کی سنہ نو سو چالیس مین واقع ہوئی اور مزار لاہور مین متصل
 قلعہ گوچر سنگ اشہور بہ گنبد سبز زیارت گاہ خلق ہے اور روضہ خور و اوس عورت
 نو مسلمہ کا پس حضرت کے ہے۔

شیخ سید حاجی عبدالوہاب بخاری دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ سید جلال الدین میسرین بخاری اوجی کی اولاد میں سے بڑے بزرگ صاحب مراتب بلند مقامات ارجمند تھے نسبت بدی انکی سید محمد غوث بن سید جلال الدین کے ساتھ ملتی تھی سید صدر الدین بخاری سے انکی بیعت تھی پہلے یہ نشان میں رہتے تھے پھر بیت اللہ کو گئے اور متغیض زیارت حرمین الشریفین ہو کر واپس ہندوستان آئے اور دہلی میں قیام کیا سلطان سکندر لودھی حضرت کامرید تھا انکی تصانیف و توالیف میں سے ایک تفسیر قرآن شریف کی ایسی ہی کہ تمام قرآن کو حضرت سرور عالم رسول مقبول کی مدح میں بیان کر دیا ہے یعنی ہر ایک آیت کے ایسے معانی بیان کئے ہیں کہ ان سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ظاہر ہوتی ہے وفات حضرت کی سالہ نو سو بتیس ہجری میں واقع ہوئی اور شیخ حاجی مادہ تاریخ ہے۔

سید جمال الدین سہروردی دہلوی قدس سرہ

برادر حقیقی و مرید و خلیفہ سید عبدالوہاب بخاری دہلوی کے تھے اور بشارت باطنی سے کشمیر میں گئے اور ہزاروں طالبان حق انکی بیعت سے سرفراز ہو کر یہ باب سجاد دارین ہوئے انکے خوارق و کرامات کے تذکرہ میں کتاب جمال عرفان لکھی گئی ہے بیشمار رکعتیں و برج ہیں کشمیر کی سیر کے بعد حضرت پھر ہندوستان میں آئے اور ۹۴۸ھ نو سو اڑتالیس میں فوت ہوئے۔

مخدوم شیخ حمزہ کشمیری قدس سرہ

تواریخ اعلیٰ مشہور تواریخ دہلی میں لکھا ہے کہ یہ بزرگ لڑکپن کی عمر میں عبادت الہی میں ایسے مستغرق ہوئے کہ کسی دنیا دار سے نہ ملتے پہاڑ کے ایک غار میں انکا مقام تھا اور ایسی نسبت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی پیدا کی کہ فنا فی الرسول کے مرتبہ کو فائز ہو گئے چونکہ مرشد ظاہری انکا کوئی نہ تھا اس باب میں حضرت رسول مقبول علیہ السلام و الصلوٰۃ کی روحانیت سے استنارت کی ارشاد ہوا کہ

تیرا مرشد خود تیرے پاس آئیگا پس چند ماہ کے بعد حضرت سید جمال الدین سہروردی نے
بالہام ربانی کشمیر میں آئے گویا تشریف لانا انکا کشمیر میں انکی تربیت و تکمیل کے لیے
تھا پس شیخ حمزہ انکی بیعت سے سرفراز ہوئے اور فرقہ خلافت پایا بعد عطا کی خرقہ
ہدایت و ارشاد خلق میں مصروف ہوئے اور تمام عمر اس کام میں بسر کی آخر سال نو سو چوبیس
ہجری میں وفات پائی مزار ملک کشمیر میں ہے۔

بابا داود خاکی کشمیری سہروردی

سید بزرگ کشمیر کے اولیاء میں سے صاحب مراتب بلند و مدارج ارجند تھے خور و سالی
کی عمر میں انکو علم پر پھنسنے کا شوق ہوا چند سال اس شغل میں رہے جب علم تحصیل کر چکے تو
شوق حق و انگیز ہوا اور شیخ حمزہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور تکمیل پاکر بقصد
زمانہ ہوئے شیخ حمزہ کو جس قدر محبت انکے ساتھ تھی اور کسی مرید کے ساتھ تھی چونکہ
انکے وقت میں کشمیر میں سلاطین قوم چک جبکا مذہب شیعہ تھا باو شاہ ہو گئے تھے اور
بقصد مذہبی اوکھنوں نے قاضی موسیٰ کشمیری کو شہید کر دیا تھا اس سبب کو باو اٹھو
قوم چک سے ناراض ہو گئے اور اس ملک سے نکل کر ہندوستان آئے اور فرمایا کہ جتیک
کشمیر سے سلاطین چک کی سلطنت دور نہوگی ہم کشمیر میں رہنا نہیں گے آخر جیب قاسم خان
بحری کبر و شاہ کی فوج لیکر کشمیر کو گیا اور قبض و دخل سلطنت میں یورپ کا کشمیر میں ہو گیا
اور سلاطین چک کی سلطنت نیست و نابود ہو گئی تو حضرت کشمیر میں گئے مگر
اوسے سال یعنی سنہ نو سو چوبیس رانویں میں وفات پائی اور شہر سرسی تگر میں
مدفون ہوئے۔

سید جھولن شاہ مشہور گھوڑے رشاہ لاہوری قریب

فرزند ولید سید شاہ محمد بن سید عثمان جھولہ بخاری مادر زاد ولی تھے نام اصلی انکا
بہار الدین تھا پانچ برس کی عمر میں انکو گھوڑے کی سواری کا نہایت شوق تھا
وہ شوق اس قدر بڑھا کہ جو کوئی کشتی کا بنا ہوا گھوڑا انکی خدمت میں لے آتا جو راد
مانگت حاصل ہو جاتی جب یہ بات تمام زمانہ میں مشہور ہو گئی اور اہل حاجت جو قوی

آئے لگے تو ان کے والد کو خبر ہوئی اور برہم ہو کر فرمایا کہ الٹی خبر دو سال لڑکا کہ موجب
انکشاف اسرار الہی ہوتا ہے زندہ رہنے کے قابل نہیں ہے بجز درماتے ان کلمات کے
سید جہولن شاہ جان سخن تسلیم ہو گئے وفات حضرت کی گیارہویں ربیع الاول سنہ ایک ہزار
تین ہجری میں واقع ہوئی اور مزار لاہور کے باہر زیارت گاہ خلیق ہے اب بھی کئی
انبار گلی گھوڑوں کے حضرت کے مزار پر موجود ہیں اور اہل حاجت جسکی حاجت برآتی
ہے چڑھا جاتے ہیں۔

شیخ حسن گنجی المعروف حسینی لاہوری قدس سرہ

یہ شخص اول علم فروشی کا کام کرتا تھا چونکہ اوقات اسکی تنگی سے گذرتی تھی اس لیے
شاہ جمال لاہوری کے پاس حاضر ہو کر وسعت رزق کے لیے استدعا کی اونھوں نے
فرمایا کہ تم تولنا چھوڑ دو اس روز سے اس نے کم تولنا چھوڑ دیا اور چند سال میں
دولت مند بن گیا دولت مندی کی حالت میں یہ ادھر شکرانہ کے لیے پھر شاہ جمال کے
پاس گیا اور کچھ روپیہ نذر کیا حضرت نے نہ لیا اور فرمایا کہ اگر تو اب اس دولت کی محبت
چھوڑ دے تو زیادہ تر غنی ہو جائے چونکہ اسکو شاہ جمال کی نسبت اعتقاد کامل تھا
فوراً تارک الدنیا ہو گیا اور مال و دولت براہِ خلا غنا و فقر کو تقسیم کر دی اس روز سے
حضرت شاہ جمال اسکی تکمیل میں مصروف ہوئے اور بہت جلد یہ مقام قرب تک پہنچا
باقی ماندہ عمر اس نے اپنے مرشد کی خدمت میں بسر کی آخر زمانہ ایک ہزار بارہ
میں فوت ہو گیا۔

میران محمد شاہ المعروف سید مروج دریا بخاری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ اولاد حضرت سید جلال الدین میر سرخ بخاری اوچی میں سے مظهر النوار
شرافت واقف اسرار لقیق و حقیقت رہنمای طریق معرفت تھے انکا شجرہ نسب
سید جلال الدین میر سرخ بخاری کے ساتھ اس طرح یہ ملتا ہے کہ میران محمد شاہ
بن سید صفی الدین بن سید نظام الدین بن سید علم الدین بن جلال الدین بن سید
علم الدین اولی بن سید تر نافر الدین بن سید جلال الدین مخدوم جہانیاں بن سید

احمد کبیر بن سید جلال الدین میر سرخ بخاری ولایت و شہر قندھار و کرامت موروثی انکو نام نسل
تھی اور اپنے وقت میں بہت قدر سے زمانہ تھے پہلے سکونت انکی اوج میں تھی وہ ان سے ایک بڑا بڑا
نے انکو بہت کام خیر گزشتہ طلب کیا اور فتح قلعہ کے لیے دعا چاہی بعد فتح قلعہ اکبر نے حضرت کو
ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر پنجاب میں دی اور شہر جٹانہ انکی جاگیر میں قرار پایا حضرت نے باکراہ
وہ جاگیر قبول کر کے لنگر جاری کر دیا لاہور و جٹانہ دو جاگیر حضرت کا لنگر جاری تھا صد ہا غریب
و مساکین کھا کھاتے تھے حضرت کی سکونت اکثر لاہور میں تھی اور یہاں ہی رہ کر حضرت نے
ہنگامہ شہین گرم رکھا حضرت کے تین فرزند نہایت بزرگ صاحب حال و قال تھے
ایک سید فی الدین جو اپنے جد بزرگوار کے نام سے موسوم تھا دوسرے سید بہاء الدین
سید دونوں فرزند سید پاکد امنہ المشہور بی بی کلان بنت سید عبدالقادر ثالث کے لطن
پاک سے پیدا ہوئے تیسرے شاہ شہاب الدین النخاطب بہ نزاری بی بی اوزنگ حضرت کے
دوسری قبیلہ کے پیٹ سے ہوئے انھوں نے سکونت جٹانہ میں اختیار کی اور وہاں ہی
امن کی اولاد ہے اور صفی الدین کی اولاد لاہور میں رہتی ہے ان کی کرامت و
خوارق کے ذکر میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت کے روبرو کسی نے کہا کہ سید
کبھی سستی نہیں ہوتا کیونکہ ان کو اصحاب ثلاثہ سے محبت کمال ہوتی ہے جس
جب اصحاب کبار کی نسبت اعتقاد ہوتا تو سنی ہوا سیکر کیوں کر ہو سکتا ہوا یہ بچا بی مثل
زبان پلایا کہ سنی نہیں کا ٹھہ کی کئی نہیں یعنی سید سنی نہیں ہے اور لکڑے
کی ہنڈیا نہیں ہے یہ تقریر سن کر حضرت نے ایک لکڑی کی ہنڈیا منگوائی اور
دونوں پاؤں کا چولہا بنا کر اس میں آگ لگا دی اور ہنڈیا میں چانول ڈال دئے
جب تک چانول پک نہ گئے پاؤں کے اوپر ہنڈیا رکھی رہی خدا کی قدرت سے
ہو تو پاؤں جلے اور ہنڈیا لکڑی کی جلی جب چانول پک چکے تو فرمایا دیکھو سید بھی سنی
ہے اور ہنڈیا بھی لکڑی کی یہ کرامت دیکھ کر اہل مجلس حیران ہوئے وفات حضرت
کی ۱۰۰۰ ایک ہزار چودہ ہجری میں واقع ہوئی اور روحہ عالیہ لاہور میں زیارت گاہ
مستحق ہے۔

قطعۃ تاریخ

چون محمد ملک عاقبت	در مقام قرب حقانی شمسیت
از حضور آمد عیان تاریخ او	نیز سرور گفت مرد حق پرست

سید سلطان جلال الدین حبیب الدین صفی الدین بخاری سی
یہ بزرگ میران محمد شاہ بخاری کے حقیقی بھائی تھے صبر و شکر و طلب و رضا و عشق
و محبت و ترک و تجرید میں ثانی نہیں رکھتے تھے مال دنیا سے انکو کمال نفرت تھی اگرچہ
انکے بھائی یہ ان محمد شاہ جاگیر دار صاحب گنج و مال تھے مگر انکو انکے مال میں کچھ
طبع نہ تھی بلکہ کمال نفرت تھی تمام عمر انھوں نے عبادت و ریاضت و ہدایت و ارشاد میں
گزرانی آخر سال ایک ہزار سولہ میں فوت ہو کر دیوار بدیوار مریم مزار بی بی پاک
دامنان مدفون ہوئے وہ روضہ اب تک موجود ہے اور دروازہ اوس کا خانقاہ
پاک دامنان کے اندر ہے اور لوگ اوس کو مزار اوستا بی بی پاک دامنان
کہتے ہیں۔

بابا نصیب الدین سہروردی کشمیری قدس سرہ

یہ بزرگ خلیفہ اعظم شیخ داؤد خاکی کے تھے اپنے وقت میں زہد و عبادت و ریاضت
و فطرت و ادب و خوارق و کرامت میں ثانی نہیں رکھتے تھے تمام عمر انھوں نے ترک و تجرید
میں گزرانی کبھی کوئی طعام لذیذ یا کوئی میوہ تناول نہ فرمایا لذات دنیا سے بالکل محروم
رہے سوائی نان جو خشک کے کوئی چیز آپ کی غذا نہ تھی اور نہ کبھی دیدہ حق میں
خواب سے آشنا ہوئے غرض کہ حضرت نے پورا حق زہد و ریاضت کا ادا کیا اور کوئی دم
یا دلتی سے غافل نہ رہے وفات حضرت کی سال ایک ہزار ستیالیس محرم کی تیرہویں
تاریخ میں ہوئی اور مزار سرزمین کشمیر میں ہے وہو خیر الصالحین انکی تاریخ
وفات ہے۔

حضرت شاہ جمال سہروردی لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ مشہور ہیں انکا شجرہ حضرت شیخ بہا الدین زکریا

ماتانی کے ساتھ اس طرح پر ملتے ہیں کہ حضرت شاہ جمال مرید شیخ لکڑا بیگ کے اور وہ مرید شاہ شرف کے اور وہ مرید شاہ موقوف کے وہ مرید جعفر الدین کے وہ مرید فیثۃ الدین کے وہ مرید شیخ جمال کے وہ مرید شیخ عارف صدر الدین کے وہ مرید اپنے والد شیخ بہار الدین فرمایا ماتانی کے اور یہ حضرت سید حسینی تھے اور اولاد انکی اب تک سیالکوٹ کے علاقہ میں سکونت رکھتی ہی انکا دوسرا بھائی شاہ کمال بھی عابد زاد صاحب جذب و ذکر و شغل تھا ان دونوں بزرگوں کے خوارق و کرامت اکثر لوگوں میں مشہور ہیں اور لکھا ہے کہ جب حضرت شاہ جمال کا ارادہ ہوا کہ ایک دمہ بلند اپنے قیام کے واسطے تعمیر کریں تو سبب اس کے بادشاہی عمارتیں جابجا تعمیر ہو رہی تھیں مہاروست یا سب نہیں تھے حضرت نے حکم دیا کہ مہارون کو بادشاہی عمارت پر کام کریں اور رات کو ہمارے دمہ کی تعمیر میں مصروف رہیں چنانچہ چند سے یہ کام اسی طرح ہوتا رہا ایک رات آدھی رات کے وقت تیل ختم ہو گیا حضرت نے حکم دیا کہ بجائے تیل کے پانی چراغوں میں ڈال دو خدا کی قدرت سے وہ پانی تیل کی طرح چراغوں میں جلتا رہا جب دمہ ہفت منزلہ بن کر تیار ہو گیا تو شہزادی سلطان بیگم ہمشیرہ اکبر و شاہ فرجسکا باغ حضرت کے دمہ کے متصل تھا حضرت کی خدمت میں کھانا بھیجا کہ آپ کا دمہ بہت بلند ہے اس سے نظر ہماری محل پر پڑتی ہے اس بات پر توجہ فرمائی جائے حضرت یہ بات شکر خاموش رہے چند روز کے بعد ایک دن حضرت کے یہاں مجلس جماع گرم تھی جب حضرت وجد میں آئے اور اٹھ کر رقص کیا تو چار منزلیں دمہ کی زمین کے اندر غرق ہو گئیں اور تین باقی رہیں جو اب تک موجود ہیں وفات شاہ جمال کی چودھویں ماہ ربیع الثانی سنہ ایک ہزار و پچاس میں واقع ہوئی اور مزار پیرانوار لاہور میں متصل موضع آچرہ کے ہے جسکو شاہ جمال کا دمہ کہتے ہیں۔

شاہ دولادریائی گجراتی قدس سرہ

پنجاب کے مشہور بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارحمہ و خوارق و کرامت و جذب و عشق و محبت و زہد و ریاضت جامع فتوحات ظاہری و باطنی

تھے شجرہ النکا حضرت بہار الدین ملتانی کے ساتھ اس طرح ملتے ہیں کہ شاہ و ولامرید و
 خلیفہ شیخ سیدنا سرست کے اور وہ مرید شاہ سوگ کے اور وہ مرید شاہ بیک کے اور
 وہ مرید شیخ شہر اند کے اور وہ مرید شیخ یوسف کے اور وہ مرید پیر برہان کے اور
 وہ مرید شیخ صدر الدین کے اور وہ مرید شیخ بدر الدین کے اور وہ مرید شیخ اسماعیل کے
 قریشی کے اور وہ مرید شیخ صدر الدین راجن قتال اوجی کے اور وہ مرید شیخ رکن الدین ابو الفتح
 ملتانی کے اور وہ مرید شیخ صدر الدین عارف کے اور وہ مرید حضرت شیخ بہار الدین
 ملتانی کے خاندان چشت اہل بہشت سے بھی انکو فیض کامل حاصل ہوا ان بزرگ کو
 خداوند حقیقی نے دولت ظاہری و باطنی نصیب کی ان کی سرکار بادشاہوں کی سرکار
 کے مانند تھے ہزاروں لوگوں کو چاکر گھوڑا پاکی دی و ازہ پر حاضر رہتے تھے اہل حاجت کا
 ہجوم ہر وقت رہتا تھا جنہوں نے وہ لوگ جو بے اولاد تھے وہ حاضر ہو کر استدعا کی
 دعا کرتے کہ خدا کی جناب سے او کو اولاد حاصل ہو ارشاد ہوتا کہ منجملہ تمام اولاد کو
 جو او کو حاصل ہوگی ایک لڑکا ہمارے نذر کر دینا چنانچہ وہ منظور کر لیتے تو او کو اولاد ہوتی
 اور ایک لڑکا یا لڑکی جو حضرت کی جناب میں منظور ہوتا وہ ستانہ و مجذوب ہوتا
 سر او کا بہت چھوٹا ہوتا اسی واسطے او کو شاہ و ولالہ کا چوہا کہتے چنانچہ اب تک
 یہ کہ امت جاری ہے و چار چوہا چوہے ہمیشہ خانقاہ پر پرورش پاتے ہیں جس
 شخص کو اولاد حضرت کی دعا سے حاصل ہوتی ہے او اس کے گھر ایک بچہ اس قسم کا
 پیدا ہوتا ہے اور وہ او کو حضرت کے نذر پر چھوڑ جاتا ہے و متعلقان مزار او کو
 پرورش کرتے ہیں وفات حضرت کی سال ایک ہزار گچھتر میں واقع ہوئی اور مادہ
 تاریخ لفظ خدا دوست ہے اور مزار گوہر بار شہر گجرات پنجاب میں زیارت گاہ
 خلق ہے۔

شیخ جان محمد سہروردی لاہوری قدس سرہ

شیخ اسماعیل المشہور بڑا ایمان لاہوری کے خلفائین سے یہ بزرگ صاحب ہمد و برہمت
 و عبادت تھا دور دور سے لوگ اسکی خدمت میں حاضر ہو کر بہرہ یاب ہوتے تھے ایک

شخص نے انکی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت اپنی افلاس و ناداری کی کی فرمایا کہ کاہنہ تجید بہرہ
ایک سو مرتبہ پڑھا کرو اور ایک ہفتہ کے بعد خبر دے ایک ہفتہ کے بعد پھر وہ شخص آیا
اور کہا کہ اب میں مالدار ہو گیا ہوں اب کوئی حاجت میری باقی نہیں رہی فرمایا کہ ایک
ہفتہ تک اور اسی کلمہ کا ورد کرو اور ایک ہفتہ کے بعد خبر دو بعد ایک ہفتہ کے پھر
وہ شخص آیا اور کہا کہ میری طبیعت مال دنیا سے بیزار ہے مجھ کو اپنا مرید کر دینا سچ
تارک الدنیا ہو کر عبادت و ریاضت میں مصروف ہوا وفات اس بزرگ کی سال ایک
ہزار بیاسی ہجری میں واقع ہوئی اور مزار باہر شہر لاہور کے متصل مسجد قصاب
کے پاس ہے۔

شیخ محمد اسماعیل لاہوری اشنوینان کلان قدس سرہ

لاہور کے بزرگ و عارفین میں سے یہ بزرگ صاحب شریعت و زاہد متقی و پرہیزگار مشہور ہیں
تمام عمر اخلاص قرآن کا درس جاری رکھا چنانچہ اس زمانہ نامہ پیرسان میں کہ اہل زمانہ دین
کو راستی کو بالکل بھول گئے تھے اس مزار پر انوار پر درس قرآنی جاری ہے سو و سو
وروش حافظہ و ناظر بیان ہو جو دستہ اسے کھانا بھی اؤ کو دو وقتہ ملتا ہے انکا شجرہ
حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ شیخ اسماعیل مرید
و خلیفہ شیخ عبد الکریم اور وہ مرید مخدوم طیب کے اور وہ مرید شیخ بران الدین کے اور
وہ مرید مخدوم عقیق کے اور وہ مرید شیخ سیلون کے اور وہ مرید شیخ حسام الدین متقی
ملتانی کے اور وہ مرید سید شاہ عالم اور وہ مرید سید بران الدین قطب کے اور وہ مرید سید
زناہر الدین کے اور وہ مرید سید جلال الدین مخدوم جہانیاں کے اور وہ مرید شیخ
راکب الدین ابوالفتح ملتانی کے اور وہ مرید شیخ صدر الدین عارف کے اور وہ مرید شیخ بہاؤ الدین
زکریا ملتانی کے ان کے باپ کا نام فتح الدین عابدین سرفراز تھا اور قوم کے زمیندار
کو کہ قحطی تمام عمر انکی دہر و ریاضت میں گزری اس طرح یہ کہ تمام رات عبادت میں اور
تمام روز تیریس قرآنی میں گزار جاتا انکے خوارق و کراہت بیشمار ہیں جبکا تذکرہ طول ہے
شاہین کتاب خزینۃ الاصفیاء سے دیکھ لے مختصر یہ ہے کہ ایک نوجوان شخص حضرت کا

مرید تھا اسکی شادی ہوئی تو اسکی عورت کو قرآن حفظ تھا پہلی رات جب بی بی میان
 آگئے چچ ہوئی تو عورت نے خاوند سے پوچھا کہ تجھ کو قرآن حفظ ہے یا نہیں اس نے
 جواب دیا کہ نہیں عورت نے کہا کہ جب تک تو قرآن حفظ نہ کرے میری صحبت کے لائق
 نہیں ہے اور میں نہیں چاہتی کہ ناخواندہ آدمی مجھ سے ہم صحبت ہو کر قرآن کی پڑاوی
 جو میرے دل میں ہے کہے یہ تقریر عورت کی سنکر مروت گھبرا ایا اور حضرت کی
 خدمت میں آکر عرض حال کیا فرمایا کہ کل فجر کی نماز کے وقت جب ہم امام ہوں تو تم ہمارے
 دہستے ہاتھ کی طرف کھڑی ہونا اس نے ایسا ہی کیا بعد ادا اسی نماز جب حضرت نے
 سلام کہا اور نظر فیض اثر دہنی طرف کی نمازیوں پر پڑی تو سب کے سب قرآن کے
 حافظ ہو گئے اور بائیں طرف جو ناخواندہ محض تھے ناظر ہوئے حافظ نہیں وہ مرید بنی حافظ
 ہو گیا اور اپنے گھر میں آباد ہو کر تمام عمر حضرت کی عنایات کا شکر ادا کرتا رہا ولادت اسی
 سال نو سو پچانوین اور وفات سنہ ایک ہزار پچاسی ہجری میں واقع ہوئی اور مزار
 گوہر ر لاہور میں زیارت گاہ خلق ہے اور اب سجادہ نشین و شہسوار لنگر و تدریس قرآنی
 حافظ احمد الدین ہے اس نے کمال خوبی و خوش اسلوبی لنگر بھی جاری رکھا ہوا ہے
 اور تدریس قرآنی بدستور جاری ہے۔

شیخ جان محمد ثانی لاہوری سہروردی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شیخ اسماعیل مدرس لاہوری کے خلفائین سے مراد صاحب شریعت و
 طریقت تھا پہلے بختہ مست شیخ عبد الحمید کے کہ وہ بھی شیخ اسماعیل کا خلیفہ تھا عافو کو
 مرید ہوا پھر شیخ اسماعیل کی خدمت میں مستفید ہو کر تکمیل پائی ظاہری علوم میں بھی سید
 بزرگ عالم متبحر تھا تمام پنجاب کے علما اس کے قول پر صا د کرتے تھے وفات اسی
 سنہ ایک ہزار ایک سو بیس میں واقع ہوئی اور محلہ پرویز آباد میں مدفون ہوا بعد میں
 سال کے مقدم محلہ نے اسکو خواب میں دیکھا اور اسکو ارشاد ہوا کہ ہمارے نقش اس
 جگہ سے نکال لے شیخ اسماعیل کے مزار کے پاس دفن کرو مقدم نے قبر اسکی کھود کر نقش
 نکالی اور شیخ اسماعیل کے مزار کے پاس دفن کی مگر لحاظ ادب سراسر کی قسب کا

شیخ اسماعیل کی مکرر برابر رکھا مگر دوسرے روز جب دیکھا تو نولون قبرین برابر نظر

آئیں۔

شیخ کرم شاہ قریشی حارثی ہنکاری قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان سہروردیہ میں صاحب عشق و محبت و ذوق شوق زہد و عبادت تھا
اسکی اوقات اکثر یاد آتی ہیں گذرتی شجرہ نسب اسکا پچند واسطہ شیخ عبد الجلیل چوہدری
کے ساتھ ملتا ہے اس طرح پر کہ شیخ کرم شاہ بن شیخ ابو الفتح بن شیخ ابو الحسن بن شیخ
مختار الدین بن شیخ ابو الفتح بن بر خوروار بن شیخ ابو الفتح بن شیخ عبد الجلیل چوہدری
لاہوری پہلے اسکی سکونت لاہور میں تھی جب غارتگران قوم سکھ نے پنجاب میں گارتگر
غارتگری گرم کیا تو یہ بزرگ لکھنؤ کو چلا گیا اور چند سال پسپا مانا شیخ نور الحسن قریشی
کے پاس بسر کئی مراجعت کے وقت متصل شاہجہان پور سال ایک ہزار دوسوا ایک مین
قزاقوں کے ہاتھ سے شہید ہوا رضی اللہ عنہ اسکا سال وفات ہوا اس بزرگ کے تین
فرزند صاحب حال و قال تھے ایک سکندر شاہ دوم شاہ ملا و سیوم قلندر شاہ قلندر شاہ کا
سال وفات ایک ہزار دوسو اترتالیس ہے صاحب اذکار قلندری فی اوسکے ذکر میں
بہت کچھ لکھا ہے اور روایات کیا ہے کہ ایک روز حضرت قلندر شاہ موضع ساندہ میں گئے
سید فضل شاہ اوسکے مرید نے اونکی حیافت کی اوس وقت پانچ آدمی سے زیادہ اونکو
ہمراہ نہ تھے اور اوسی قدر طعام پکوا یا مگر جب کھانا پک چکا اس قدر مرید جمع ہوئے کہ
نوبت پانسو آدمی کی پہونچ گئی یہ حال دیکھ کر فضل شاہ بہت گھبرایا حضرت نے نبو
باطن یہ حال دریافت کر کے فضل شاہ کو نزدیک بلایا اور فرمایا کہ قلت طعام کا
اندیشہ تم مگر جس قدر طعام حاضر ہے ہمارے روبرو لے آؤ چنانچہ وہ دیکھ سہالین کا
اور روٹیاں موجود لے آیا حضرت نے اپنی ردائی مبارک روٹیوں پر ڈال دے اور
دو دو روٹیاں فی کس تقسیم کرنی شروع کیں پچھ سالہ تقسیم کرنا شروع کیا اور دوسو پچاس
برتن میں تقسیم ہوا جب سب لوگ کھانا کھا چکے اوسی قدر طعام باقی رہا جس قدر تھا
اور بھی خزانہ کو کرامت بہت سی اوسمیں بیان کئی ہیں قلندر شاہ کا فرزند ولید

شیخ غلام محی الدین قریشی تھا جو مرد صاحب خلق و مروت و فتوت تھا وہ سنہ ایک ہزار دو سو و ناسی میں فوت ہوا۔

پانچواں جن میں مشایخ متفرقات خانہ انون کی تذکرے میں

مختفی تر ہے کہ اس باب میں قید ایک سلسلہ کی نہیں ہر ایک سلسلہ کے بزرگ کا حال سوائے اون چار سلسلہ کے جنکا ذکر خیر اول تحریر ہو چکا ہے ایمین تحریر ہو گا یا اون بزرگوں کا ذکر اس میں درج ہو گا جو پنجاب میں عالم و فاضل صاحب نام گذرے ہیں۔

شیخ محمد اسماعیل محدث و مفسر لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ سادات عظام بخاری سے تھے سلطان مسعود غزنوی کے وقت یہ لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئے اور تعلیم و تدریس علوم حدیث و تفسیر کی شروع کی صاحب کتاب تحفۃ الواصلین لکھتا ہے کہ اول جو شخص اعطاف اسلام سے لاہور میں آیا اور لوگوں کو ہدایت طریق اسلام کی کی یہی بزرگ تھے اسکے وعظ کی تاثیر سے ہزاروں کفار داخل اسلام ہوئے تمام عمر انکی اسی کام میں گذری اور دین اسلام اسکے فضل سے پنجاب میں شایع ہوا وفات انکی سال چار سو اڑتالیس میں ہو قوت عین آئی اور متناہ انکا سال وفات ہے اور ہزار شہر لاہور کے باہر جنوب کی طرف ہے۔

شیخ ایاز لاہوری قدس سرہ

یہ شخص شاہ محمود غزنوی کا غلام و محبوب تھا حتیٰ جل شانہ نے اسکو دولت و لقا ہری و باطنی عطا کی تھی سلطان محمود کے مرنے کے بعد جب مسعود تخت نشین ہوا تو اسے سکونت میں اسکا بیٹا محمد و جو نو جوان لڑکا تھا پنجاب کا صوبہ قرار پایا اسکا تالیق ایاز مقرر ہو کر ہمراہ آیا جب مسعود مر گیا اور اسکا بیٹا محمد و تخت نشین ہوا تو محمد و نے اس کے برخلاف باغی ہو کر اپنی سلطنت علیحدہ ہندوستان میں قائم کی اسوا

موجودہ فوج لیکر اوس پر چڑھ آیا جب لاهور کا محاصرہ ہوا تو بروز عید ناقہ ٹھہر دیا اور گرجا
سے جہازت کر گیا اور دوسرے اپنا تسلط بچا سب میں کر لیا ایسا دوسکی اتالیق کو ہر چند موجود
سے چاہا کہ غزنوی کو اوسکو ہمراہ لے جائے مگر اوس نے منظور کیا اور تارک الدنیا ہو کر
صحبیت فقر اختیار کی اور بزرگان لاهور سے فیض کامل حاصل کیا اور سبے انتہا
دور ہاتھ پاوس کے پاس تھی براہ خدا فقر کو غریبا کو دید ہی میںہ ہنگ بانی لاهور کا بھی شمار
کیا جاتا ہے کیونکہ جب لاهور پر سلطان محمود غزنوی نے یورش کی اور ساجد انگپال راہ
نہیں پال کا بیٹا تھوڑی سی سے مقابلہ کے بعد ہند کو بھاگ گیا تو محمود کی فوج نے اس
شہر کو لوٹ لیا اور رعایا جس قدر تھی سب کی سب لاهور سے نکل گئی شہر میں کوئی
تفتیش باقی نہ رہا اوس وقت ایاز نے سلطان سے اجازت لیکر اس شہر کو پھر آباد کیا اور
رعایا کو دوردور سے طلب کر کے اس میں قیام پذیر کیا آخر سنہ چار سو پچاس ہجری میں
وفات پائی اور لاهور کے اندر دفن ہوا۔

شیخ علی مخدوم جلالی غزنوی ہجویری لاهوری المنی طب بہ داتا گنج بخش قدس سرہ

مفتاح میں اولیائے میں سے میرہ حضرت امام طریقت رہبر حقیقت مطہر انوار عرفانی وقت
ازیر رحمانی عالم علوم ظاہر و باطن فاضل اجل مرشد اکمل عابد و زاہد و متقی منظر خوارق
اکبر است صاحب ولایت شہر میں حضرت حسنی سید تھے انکا شجرہ اس طرح پرکتا ہون میں
ہے کہ حضرت مخدوم علی گنج بخش ہجویری بن سید عثمان بن سید علی بن عبد الرحمان
بن شاہ شجاع بن ابو الحسن علی بن حسین اصغر بن سید زید شہید بن حضرت امام حسن بن
علی رضی اللہ عنہ شیخ ابو الفضل بن حسن متقی چندی سے خدمت کی بیعت تھی اور اوسکی
خدمت شیخ حسینی اور اوسکی خدمت شیخ ابو بکر شبلی کے رحمتہ اللہ علیہم جمع میں پہر
روشن ہوئے بعد تکمیل ہند کے لوگوں کی ہدایت کے لیے انکو خدمت کیا انھوں نے

لاہور میں اگر ہنگامہ فضیلت و شیخت گرم کیا دن کو طالب علموں کی تعداد اور ان کا
 عالم ہزاروں کی تلیقین ہوتی ہزاروں جاہل اسکے ذریعہ سے عالم ہزاروں کا خرم سلمان
 ہزاروں گمراہ و براہ ہزاروں دیوانے صاحب عقل و ہوش ہزاروں ناقص کا علی و
 ہزاروں فاسق نیکو کار ہوئے تمام زمانہ نے انکی غلامی کو اپنا فخر تصور کیا اوس وقت
 لاہور مرجع علماء و فضلاء تھا و دروڑ سے شیخ حضرت کی خدمت میں اگر بہر و باب ہوئے
 حضرت نے اپنے رہنے کا مکان اور مسجد خود تعمیر کی تھی جو اب تک موجود ہے محلہ محراب
 اوس وقت اوس مسجد کا اور مساجد کی نسبت سے کچھ ٹھہر البطرف جنوب رو گیا تھا علماء
 اس بات کا اعتراض کیا حضرت خاموش رہے جب مسجد تیار ہو چکی تو حضرت نے
 کل علماء کو بلا کر دعوت کی اور خود امام ہو کر نماز پڑھائی بعد نماز سب کو رولقبیا کھڑا
 کیا اور کہا کہ دیکھو قبلہ کس طرف ہے فوراً کجکم خلاق اکبر بیوی اوٹھ گئی اور کعبہ
 سامنے سے نمودار ہوا اور سب نے چشم ظاہر دیکھ لیا اور اپنے اعتراض سے
 نادم ہوئے تمام عمر حضرت لاہور میں رہے آخر سال چار سو نپٹھہ میں فوت ہو کر
 اپنی تعمیر کردہ خانقاہ کے صحن میں مدفون ہوئے ان کی وفات کے بعد یہی اول کیا
 کرام فیض وافر انکی خاک پاک سے حاصل کرتے رہے ہیں چنانچہ خواجہ معین الدین
 حسن بنجرہ حشیتی اجمیری نے بھی یہاں جلیباؤں کی طرف کیا اور سہ داری حاصل
 کی شاہنشاہ ہند خطاب پایا خواجہ فرید الدین گنج شکر حشیتی نے ذوق و شوق کا مذاق
 بھی اسی دربار سے پایا علی ہذا القیاس تمام بزرگان اعلیٰ ہند جس قدر ہوئے ہیں
 سب نے انکی آستانہ بوسی کی ہے حضرت شاہزادہ داراشکوہ فرما تے ہیں کہ
 چالیس جمعات جو کوئی سپہیم انکی مزار پر جائے خدا سے جو مانگے سو پائے اب
 بھی ہر ایک جمعات کو معتقدان شہر لاہور و شہر ام ترسمرج ہو کر حضرت کے مزار پر تمام
 رات بیدار رہتے ہیں شام سے صبح تک درود شریف و نعت شریف کا ذکر کرتا رہتا
 ہے پہرہ دن کو ہر ایک جمعہ کے روز میل ہوتا ہے عام و خاص حضرت کے سلام
 بہرہ مند ہوتے ہیں غرض کہ حضرت کی ولایت کا بازار باوجود کینہ انکی ہوتا نہیں رہتا

انکی وفات کو گزرا ہے آج تک گرم سے بلکہ روز افزون ہے شک ان اولیاء اللہ لایوں کو
حضرت کے مرقہ مقدس پر پہنکے گئے تھے ہاں وہ برس گزرے ہیں کہ حاجی نور محمد سادہ ہو
نوی تعمیر کیا اور پھر مرث سنیہ سی وغیرہ کی میان محمد جان شیں مرثیہ کے کرائی خدا و نون
کو حیرت سے خیر عطا فرمے۔

ثنوی تاریخی

<p>علی غفرلہ نوی آن شاہ مجویر چو وزید آخر از دنیا می فانی عیان تاریخ او چون ماہ گفتم چو بود او سرور و سرخیل ابرار چو خستم از خستہ و تاریخ ساش</p>	<p>سراپا نور روشن ماہ مجویر سکان اندر مکان لامکانی علی ایجویری عالی جاہ گفتم برآمد سال پر حلیش ز سرور عیان شد کاشف دین از حاش</p>
---	---

سید الشہداء و سید سلیمان قدس

قدما کی مشائخ و کبرائے اولیاء خط ملتان سے ہیں شیخہ آبائی الکابقول صاحب
تفسیر الشفا اس طرح پر جناب علی المرتضیٰ مکتبہ پونچھ سہ سے کہ سید احمد بن سید زین العابدین
بن سید عمر بن سید عبد اللطیف بن سید بہار الدین بن سید غیاث الدین بن سید بہار الدین
بن سید صلاح الدین بن سید زین العابدین بن سید عیسیٰ بن سید صالح بن سید
عبد الغنی بن سید جلیل بن خیر الدین بن سید ضیاء الدین بن سید داؤد بن سید عبد الجلیل
رومی بن سید اسماعیل بن حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین
بن امام حسین بن علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم آج ہیں انکے باپ زین العابدین
عرب سے بسبب کسی تفرقہ کے ہندوستان آئے اور یہ قائم رہے کہ وہ شہداء ملتان مقیم
ہوئے چونکہ مرد عابد و زاہد و شب بیدار نیک رونیک خوشنماہ و س گانو کے مقدمہ سہمی
پیرانے اپنی لڑکی بی بی عابدہ انکے نکاح میں دیدی او سکے بطن سے حضرت سید
احمد ولی ماورزا پیدا ہوئے جب بڑی ہو کر اب مر گیا تو انکی بزرگی کا شہرہ جہان میں

اور لوگ جوق جوق قدموں پر ہونے لگے تو برادرانِ خالہ زاد کو جنکے ساتھ سیر نصف گانوں کے مالک تھے حسد ہوا اور طرح طرح سے اذیت پہونچانے لگے اس واسطے حضرت نے وطن سے ہجرت کی اور بغداد میں جا کر حضرت غوث الاعظم و شیخ ایشوغ شہاب الدین سہروردی و شیخ مودود حشمتی کی خدمت میں حاضر ہو کر فیضِ باطنی پایا اور کامل ہو کر واپس ہند کو آئے پنجاب میں پہونچ کر چند بے بمقام دھونکل سکونت رکھی پھر کمرسی کوٹ میں آئے صوبہ ملتان نے اپنی لڑکی انکے نکاح میں دی اوس سے ایک بیٹا سراج الدین نام پیدا ہوا جب اس قدر عزت حضرت کی بظاہر و باطن پڑھ گئے تو وہ بھی حاسد اس ارادہ میں ہوئے کہ حضرت کو قتل کر دیں یہ خبر حضرت کو پہونچ گئی تو بغیر رفعِ فساد آپ مع بھائی عبدالغنی و زوجہ سراج الدین پسر خور و سال گانوں سے پوشیدہ نکل آئے اور زیرِ دامانِ کوہِ جہان اب موضع لگا ہوا آباد ہے اور روضہ بھی حضرت کا اسی مقام پر ہے اگر عینِ دیرائے بے آب میں خیمہ برپا کیا اللہ تعالیٰ نے انکی قدم کی برکت سے وہاں ریگستان میں سے پانی کا چشمہ جاری کر دیا جواب تک سے پیچھے انکے جب حاسد بھائیوں نے خبر پائی کہ وہ چلے گئے تو مجمعِ کثیر کر کے انکے پیچھے سوار ہوئے اور اس مقام پر اگر حضرت کو معہِ لواحقین شہید کر دیا یہم واقعہ سنہ ۱۸۵۵ء شمس الثوری میں واقع ہوا۔

قدائے تاریخ

سید و سرور و سخی احمد	بود در ملک سہروردی والی
رفت چون از جہانِ خلد برین	شد زمین از وجود او خالی
سال تاریخ وصل آن سرور	گفت سرور کہ سرور عالمی

سیدین رنجانی لاہوری قدس سرہ

قدیمی بزرگوں میں سینہ بزرگ صاحبِ ہدایت و ارشاد و زہد و تقویٰ و شرافت و نجابت و سیادت تھے شجرہ انکا حضرت جہند نبادی کے ساتھ ملتا ہے سیر

میں نے اپنے آپ کے ساتھ سید لاہور میں آئے اور منہ گامہ مشیت گرم کیا تمام عمر بیت
تقویٰ میں نہایتی آخر سال چھ سو پچاسی میں وفات کی۔

سید نورخت مری لاہوری قدس سرہ

سید بزرگ اول شہر مری کے رہنے والے تھے وہاں سے بارہ غیبی ہندوستان کو
روانہ ہوئے جب شہر گج مقرران میں پہنچے بی بی حاج و تاج دولہا کیان اسپے
مہراہ رکھتے تھے چنانچہ ایک لڑکی بی بی تاج کانکاح شاہزادہ بہادر الدین بن سلطان
قطب الدین قریشی ہنگامی کے ساتھ کیا وہاں سے لاہور میں آکر سکونت پذیر
ہوئے اور بی بی تاج کانکاح شاہزادہ اپنے بہرور زادہ کے ساتھ کیا اور تین لڑکیاں
باقیمانہ بی بی حور بی بی نوبی بی گوہر و بی بی شہناز جو نہایت عابدہ و زاہدہ و راجہ
عمر تین ناکہ خدا فوت ہو گئیں یہ بزرگ سید حسین تھے شجرہ النکاح اس طرح درج کتب
ہے کہ سید محمد بن سید علی بن حسین ثانی بن سید حسین محمد دینی بن سید شاہ ناصر
بن سید سواد بن سید علی بن امام علی اصغر بن امام زین العابدین بن امام حسین رضی
لہ تعالیٰ عنہ شرافت و ولایت و کرامت انکی موسوی تھی اور توسل خاندان جہنمیت
تھا وفات حضرت کی سنہ چھ سو و پچاسی میں ہوئی اور مرشد پنجاب مادہ تاریخ
ہے اور مرزا گوہر باراندرون لاہور محلہ چیل بی بیان اندرون طویلہ غلام
محمی الدین ہے۔

سید یعقوب المحاطب صدیقو فی زینجانی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ لاہور کے بزرگوں میں سے جامع علوم ظاہری و باطنی و محض شرافت و
سجابت تھے زینجان بارادہ سیر لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئے ہزاروں آدمی
طالبان انکی بیعت میں آکر منازل قریب تک پہنچے انکے باب کا نام سید علی
موسوی حسینی زینجانی تھا اور انھیں کے ہاتھ پر انکی بیعت ہوئی انکا توسل

سلسلہ شکیویر کے ساتھ تھا دوسری طرف لڑو بہ لڑو جو بہرام شاہ غزنوی کی طرف سے
لاہور کا حاکم تھا انکا مزید تھا اس سبب سے قبول عظیم انکو حاصل ہوا دولت ظاہری و
باطنی کے خزانے بھرتے گئے اور لنگر عام جاری ہوا تمام پنجاب میں حضرت کی مشیخت کا
آواز تھا دور دور سے لوگ حصول ارادت و توسل کے لیے خدمت میں حاضر ہوتے
تھے اویسین ایام میں حضرت خواجہ معین الدین حسن نجری حضرت علی مخدوم گنج بخش
ہجویری کے روضہ مقدس پر چلے کرنے کے لیے اجیریہ سے لاہور آئے تو انھیں در
اول داخلہ سے چند روز مہمان ہوئے وفات حضرت کی سوٹھویں ماہ رجب
سنہ چھ سو چار ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار لاہور میں زیارت گاہ
خلوت ہے۔

سید شیخ غریب الدین مکی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ سادات عظام و مشائخ کرام و علمائے صاحب ثقیلہ و طہیثہ سے تھے
اصل انکا بغداد سے تھا پہلے ریسے اور سے شریف کو گئے اور بارہ سال بیت اللہ
میں لجمہات حق گذرانی اور شیخ مکی مشہور ہوئے پھر بایا سے باطنی ہندوستان
کو رخ کیا اور سال پانسو چوہتر ہجری میں جس سال سلطان شہاب الدین غوری محاصرہ
لاہور کا کئی ہوئے تھا لاہور میں داخل ہوئے خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی سے
اوس وقت شہر کے اندر محصور تھا جب محاصرہ سے تنگ آیا تو حضرت کی خدمت میں
حاضر ہو کر دعا چاہی حضرت نے بعد مراقبہ و مکاشفہ فرمایا کہ خداوند حقیقی مکی جناب
سے چھ برس تک تجھ کو اور امان ہے بعد چھ برس کے خدا کو منظور ہے کہ اس ملک
میں غوریوں کا تسلط ہو جائے پس اوس سال میں شہاب الدین لاہور کے فتح کئے
بغیر غزنین کو چلا گیا اور چھ برس کے بعد پھر آیا اور لاہور پر قابض ہوا باقی ماندہ سلطنت
غزنوی بادشاہوں کی نیست و نابود ہو گئی وفات حضرت کی سال چھ سو بارہ میں
واقع ہوئی مزار لاہور میں ہے۔

سید لاہوری قدس

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ آج تک مرجع خاص و عام ہے حضرت کی بزرگی کا حال زبان زد خیر و دو کلام ہے ان کے باپ سید جمال الدین خوارزم کی ولایت کے رہنے والے تھے جب خوارزم کی ولایت پر چنگیز خان کا دخل ہوا اور شاہان خوارزم کی سلطنت جبر سے اوکھڑ گئی اور وہ ملک دیزان و برباد ہو گیا تو انھوں نے ہندوستان کا رخ کیا اور لاہور میں آکر سکونت اختیار کی چونکہ مرو عابد و زاہد و ولی تھے ہزاروں لوگ ان کے معتقد ہو گئے سید مٹھ بھی اوس وقت ہمراہ تھے انھوں نے بھی باپ سے تکمیل پائی اور معتقدائے فنا ہو گئے باپ کے مرنے کے بعد نیشن ہوئے چونکہ شیرین زبان اور خوش خلق نہایت تھے سید مٹھ مشہور ہو گئے کہ مٹھ شیرین کو کہتے ہیں انکا شجرہ نسب باحوال صحیح یہہ و یاقوت ہوا کہ سید مٹھ بن سید جمال الدین بن سید محمد بن سید کریم الدین بن سید نور الدین بن سید آدم بن سید علی جعفر بن سید محمد بن سید یوسف بن سید محمود بن سید احمد بن سید عبداللہ اشقر بن جعفر بن سید محمد الجواد بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وفات ان کی سال چھ سو آٹھ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار شہر لاہور کے اندر ہے۔

میر الدین بلبل شاہ کشمیری قدس

یہ بزرگ کشمیر کے بزرگوں سے بزرگ صاحب کمال اہل حال و قال تھا صاحب تواریخ عظمیٰ لکھتا ہے کہ نام اصلی اسکا شرف الدین تھا اس نے شہر سری نگر کشمیر میں گھر دین اسلام کو رواج دیا اور اسی کی توجہ سے راجہ رنجن دے والے کشمیر مسلمان ہوا اور تمام اہلکار اوسکے داخل اسلام ہوئے یہ قصہ اس طرح ہے تواریخ عظمیٰ میں لکھا ہے کہ راجہ رنجن دیو کو اپنے وقت میں خیال اس بات کا دامنگیر ہوا کہ بعد تحقیقات کامل جو دین حق ہوا اوسکو قبول کرے اس ارادہ پر اوس نے ہر ایک دین کے علما و فضلا کشمیر میں

طلب کئے اور اونکے آپس میں بحث کرائی مگر بسبب اسکے کہ ہر ایک صاحب ملت اسپنے
 دین کو اچھا کہتا اور وجوہات بیان کرتا تھا تسلی کامل راجہ کی نہوتی آخر ایک روز یہ بات
 دل میں قائم کی کہ کل علی الصباح جس دین کا آدمی پہلے سب سے مسیہ کر و بر و آئیگا اوسکا
 دین اختیار کر دن گا چنانچہ رات کو اسی فکر میں سو رہا جب صبح ہوئی تو اپنے محل پر چڑھا
 اور باہر کی طرف نظر کی اور سوقت شیخ نمود الدین بلبل شاہ ڈل کے کنائے نماز پڑھ
 رہے تھے چونکہ پہلے اس سے اوسکی رغبت دین اسلام کی طرف تھی بہت خوش ہوا
 اور اسی وقت حضرت کو رو بر و بلا کر مشرف باسلام ہوا جب راجہ مسلمان ہو گیا تو اکثر
 اوس کے امرا و بھی مسلمان ہو گئے اور نواز اسلام کشمیر کی سر زمین پر روشن ہوا راجہ نے
 انکی خاطر کشمیر میں ایک مکان خالقاہ تعمیر کیا جس میں حضرت سکونت رکھتے تھے ایک
 مسجد عالیشان حضرت فی خود تعمیری اور تمام عمر ہدایت و ارشاد طالبان حق میں مصروف
 رہے آخر سال سات سو ستائیس ہجری میں فوت ہوئے اور شہر کشمیر میں مدفون
 ہوئے مکان مسکن مدفن انکا اب تک لنگر بلبل شاہ مشہور ہے۔

شیخ سید ابوسعحاق کاررونی المشہور میران بادشاہ لاہوری

لاہور کے قدیمی بزرگوں میں سے یہ بزرگ شے بزرگ مشہور ہیں اصل انکا شہر گارزون
 سے تھا اور شیخ ابوحد الدین صفہانی کے مرید تھے وہاں سے بطریق سیریند میں آئے اور
 لاہور میں سکونت اختیار کی بزارون طالبان حق انکے حلقہ ارادت میں آئے اور مدت
 تکمیل تربیت طالبان میں مصروف رہے آخر سال سات سو چھیاسی ہجری میں فوت ہوئی
 لاہور کے اندر مدفون ہوئے جب علم الدین حکیم المشہور نواب وزیر خان نے جامع مسجد اوس
 جگہ تعمیر کی تو انکے مزار کو مسجد کے صحن کے اندر ایک خانہ میں رکھا جواب تک زیارت گاہ خلق ہے
 اور سید الشہید الرحمن الرحیم انکی تاریخ جنات ہے۔

شیخ نور الدین ولی کشمیری قدس سرہ

یہ بزرگ کشمیر کے بزرگوں میں سے جامع علوم ظاہری و باطنی مظہر تجلیات صوری و

معنوی زہد میں طاق ریاضت میں لگانا آفاق تئیں برس کی عمر میں انکو شوق حق و تمکین ہوا تو بارہ سال تک بجالتے تنہائی رہے خود و خواب و بیدار نہ جنگل میں رہے جب بھوکھ غالب ہوتی تو تھوڑی سی کاسنی کی پتی کھا لیتے پھر بارہ سال تک روزمرہ خوراک آپ کی ایک کاسہ دودھ کا تھا پھر وہ بھی ترک کر دیا اور اڑھائی برس تک غلہ جو تھوڑا سا جوش دیکر اوسکا پانی خوراک رکھا عرض چھبیس سال تک حضرت فیروٹی نہ کھائی اور زہد و عبادت و ریاضت میں کامل ہوئے پھر جب سید میر محمد بن سید علی ہمدانی کشمیر میں آئے اور انکی خدمت میں جا کر بیعت کی اور صاحب طریقت ہوئے پھر جب میر محمد ہمدانی حج کو تشریف لے گئے تو شاہ نور الدین بخدمت میر سید حسن ہمدانی و شیخ بہار الدین و شیخ سلطان بھلی و بابا حاجی ازہم کشمیری کے حاضر ہو کر کمال فائدہ حاصل کیا اور قطب الافاق خطاب پایا اور شیخ نور الدین علی لکھنؤ سے کہ شاہ نور الدین مادر زاد دہلی تھے جب یہ اپنی ما کے بطن میں تھے رجال الغیب انکی والدہ کے پاس آ کر سلام کہتے اور بی بی اللہوی جو ایک عورت عارفہ کشمیر میں تھی اوس نے بھی انکی والدہ کے پاس کر خبر دی کہ خداوند تعالیٰ غقب تیرے گھر ایک ایسا فرزند پیدا کر لگا جو قطب وقت ہوگا و لاؤ حضرت کی سن سات سو ساون اور وفات سال آٹھ سو بیالیس میں واقع ہوئی اور رضہ منورہ ملک کشمیر میں زیارت گاہ خلق اللہ ہے اور خلفائے ملکہ بابا زین الدین و بام الدین و لطیف الدین و بابا نصیب الدین و بابا نصیر الدین و قیام الدین انکے بعد صاحب ارشاد و مرشد زمانہ ہوئے۔

قطعہ تاریخ

چونور الدین دہلی والی کشمیر	زونیہ گشت اندر پردہ مستور
نوشتہ طے سال ارتحالش	دہلی بابا صفا نور علی نور

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس

یہ بزرگ علامی مقبرہ دہلوی سے تھے انکے ذکر خیر سے کتابیں بھری ہوئی ہیں خداوند حقیقی نے

انکو علوم ظاہری و باطنی سے کامل بہرہ بخشا تھا ان کو نجد مت جناب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اویسی نسبت تھی اور معیت نجد مت سید جمال الدین ابو حسن موسیٰ پاک شہید گیلانی ملتان کے خلیفہ الصدیق قدسہ سادات کرام و بدوہ مشائخ عظام جامع سیادت و سجاوت شیخ سید حامد گیلانی تھے انکی وفات کے بعد پیر شیخ عبدالوہاب خلیفہ شیخ علی متقی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فیض پایا اور خرقہ ترکہ حاصل کیا شیخ عبدالحق کو ہر ایک علم میں کمال حاصل تھا خصوصاً علم حدیث و تفسیر میں وہ کمال تھا کہ اپنے وقت میں ثانی نہیں رکھتے تھے ان کی تصانیف میں سے شرح مشکوٰۃ عربی و فارسی و کتاب حراط المستقیم و اخبار الارخار و شرح فتوح الغیب و کتاب جذب القلوب الی دیار الجبوب محبوب و مقبول خاص و عام ہے وفات انکی سال ایک ہزار اکیاون ہجری میں وقوع میں آئی اور مزار دہلی میں ہے

شیخ عبدالحکیم سیالکوٹی

یہ بزرگ اکابر علماء و اعظم فضلاء سیالکوٹی سے تھے علوم ظاہری و باطنی میں فرید العہد و وحید العصر علم حدیث و تفسیر و فقہ میں طاق یگانہ آفاق و صاحب تصانیف اعلیٰ تھا چنانچہ حاشیہ تفسیر مضیاء و کتاب شہود و تحشیہ و تکرار حاشیہ عبدالغفور انکی مشہور تصانیف میں سے ہے اور کتاب غنیۃ الطالبین مصنفہ حضرت شاہ غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی کا ترجمہ بھی فارسی میں اسنے حسب الایمانی حضرت شاہ بلاول لاہوری کے لکھا ہے اس بزرگ کو شاہان چغتائی کے دربار میں بڑی توقیر حاصل تھی اور بادشاہ کی اجازت سے اسنے لاہور میں درس جاری کیا اسکا لکھا ہوا فتویٰ کل علمای ہند کو منظور ہوتا اسنے فیض باطنی بھی بہت سے مشائخ طریقت سے پایا اور شیخ احمد مجدد الف ثانی بھی اسکے حال پر بہت مہربان تھے اور انھوں نے ہی اسکو بکھلا ب آفتاب پنجاب مخاطب کیا تھا وفات انکی باقوال صحیح سال ایک ہزار اڑسٹھ ہجری میں واقع ہوئی۔

حکیم سرمد و لہوری مقتول قدس سرہ

یہ بزرگ صاحب جذب و سکون مستی و استغراق عشق و محبت تھا پہلے یہودی مشرب تھا

کتاب توریت کمال شوق سے پڑھا کرتا سن بعد مشرف باسلام ہوا اور علوم ظاہری میں تحصیل کی دہلی میں حکیم و بہتر اس نے اشتہار پایا اچانک حضرت عشق اس کے حال پر متوجہ ہوئے اور یہ ایک ہندو بچہ پر عاشق ہوا مدت تک اس کے عشق کے وام میں مبتلا رہا من بعد حکیم الحجاز قنطرۃ الحقیقۃ معشوق حقیقی کے عشق میں ایسا محو ہوا کہ دوئی کی گنجائش عاشق و معشوق میں نہ رہی اور یہ بیخود و بیہوش سر دیار بہنہ کشوف العورت کبھی ناز و نالین پھر کرتا اور کبھی ویرانہ جنگل کو نکل جاتا ہوتے ہوئے یہ حالت طاری ہوئی کہ من خدایم من خدایم من خدا بر ملا کہنے لگا جب یہ بات علما ہی وقت کو معلوم ہوئی سب نے با اتفاق اس کے قتل کا فتویٰ لکھا اور ازنگ زیب عالم گیر کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے قتل کی اجازت چاہی چنانچہ یہ بادشاہ کے حکم سے سنہ ایک ہزار و تتر ہجری میں قتل ہوا اور قبر دہلی میں ہے۔

سید ابوتراب المحروق بن شاہ گدہ سیدنی شطاری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ اول شیراز میں رہتا تھا وہ بن سے لطلب حق ہندوستان کو آیا اور بمقام گجرات شیخ وجید الدین گجراتی کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل پائی جب وجید الدین فوت ہو گئے تو لاہور میں آکر سکونت اختیار کی شجرہ نسب انکا یہ ہے کہ سید ابوتراب شاہ گدہ ابن سید نجیب الدین بن شمس الدین بن اسد الدین بن زین الدین بن یونس بن عبد الوہاب بن عبد الباری بن ابو البرکات بن ابو علی بن عبد اللطیف بن محمد شریف بن ابو مظفر بن عبد الباقی بن ابو الحسن بن عبد العزیز شیرازی بن سید عبد الفتہ بن محمد امین بن قدرت اللہ بن سید موتی بن سعود بن صادق بن احمد بن سید باقر بن حسین بن زید بن جعفر بن محمود بن یارون بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور شجرہ پیران عظام یہ ہے کہ سید ابوتراب مرید و خلیفہ شیخ وجید الدین گجراتی اور وہ مرید سید محمد غوث گوالیاری اور وہ مرید شیخ صفور حاجی اور وہ مرید شیخ ابوالفتح کشمیری ہایت اللہ سرمدت اور وہ مرید شیخ قاذن اور وہ مرید

شیخ عبدالوہاب اور وہ مرید شیخ عبدالرؤف اور وہ مرید شیخ محمود اور وہ مرید شیخ
عبدالغفار اور وہ مرید شیخ محمد اور وہ مرید شیخ عبدالرحیم اور وہ مرید سید ابوبکر تاج الدین
اور وہ مرید اپنے والد ماجد غوث الاعظم محبوب جگانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ
وفات حضرت کی چودہویں شوال سال ایک ہزار اکتھتر ہجری میں واقع ہوئی چچہ خلیفہ کامل
شاہ گدا کے تھے اول قاضی محمد لاہوری دوم شیخ فاضل سیوم شاہ جمال چہارم عمل
گدا پنجم احمد گدا ششم شہباز گدا۔

خواجہ ایوب لیشی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ اپنے وقت میں مرد صاحب کشف و تصرف و کرامت و زہد و ورع و تقویٰ
جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے انکی تصانیف میں سے مثنوی مخزن عشق و شرح
مثنوی مولانا رومی روم ہے جسکو شرح ایوبی کہتے ہیں اس کتاب میں حضرت نے
حق شرح کا ادا کر دیا ہے صوری و مثنوی معانی مثنوی کی اچھی طرح سے بیان کئے
ہیں سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں خواجہ ایوب مرید و شاگرد مفتی حافظ محمد تقی اور
داماد مفتی حافظ محمد تقی کے تھے اور مفتی محمد تقی پانچویں جد مؤلف کتاب ہذا کے
ہیں اس طرح پر کہ مفتی غلام سرور مؤلف کتاب بن مفتی غلام محمد بن حافظ رحیم اللہ
بن حافظ رحمت اللہ بن مفتی حافظ محمد تقی اور نقل ہے کہ ایک روز ایک
شاگرد خواجہ ایوب کی خدمت میں سبق مثنوی شریف کا پڑھ رہا تھا ایک بیت
کے معانی حضرت کے سمجھانے سے اس کی سمجھ میں نہ آئے رات کو اس کے
خواب میں مولانا جلال الدین رومی آئے اور فرمایا کہ خواجہ ایوب کو ایسی
فیض بہا رسی روحانیت سے بھرنے چاہیے جو وہ فرمانے میں بیت
میں وہی نشا و بہار ہے اور نقل ہے کہ جب ارادہ خواجہ ایوب کا مثنوی کی شرح
لکھنے کے لئے مصمم ہوا تو کتاب مثنوی پڑھتے ہیں لیکر اجازت مولانا سے چاہی اور
کتاب بکھولی صفحہ کے سر پر یہ شعر لکھ دیکھے۔

ثنوی

ای ضیاء الحق حسام الدین بیا ثنوی را شرح مشرف و دہ	ای صفات روح و سلطان ہدا صورت امثال اور ارواح دہ
جب یہ اجازت مولانا سے حاصل ہوئی تو کمر ہمت تحریر شرح پر باندھ لی اور کئی سال بین ختم کی قطعہ تاریخ اتمام کتاب شرح مصنفہ خواجہ ایوب نے اس طرح پر لکھا ہو۔	
قطعہ	

یافت شرح ثنوی معنوی گفت تاریخش بگوش دل خسہ	خلعت اتمام از لطف خدا طوف شرح ثنوی جان فستاد
وفات خواجہ ایوب کی جماعت کے روز اکیسویں جمادی الثانی سال ایک ہزار اکیسویں پچپن ہجری میں ہوئی اور فرار لاہور میں ہے۔	

۱۱۵

شیخ فتح شاہ شطاری لاہوری

شاہ لطیف بریل پوری کے خلفا میں سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج
ارجمند تھا شیخ اسکا چچند واسطہ درمیانی حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کے ساتھ
ملتا ہے اس طرح کہ شیخ فتح شاہ مرید و خلیفہ شاہ لطیف بریل پوری اور وہ مرید
شیخ بریل پوری اور وہ مرید شیخ عیسیٰ زندہ دل اور وہ مرید شیخ وجیہ الدین گجراتی
اور وہ مرید شیخ محمد غوث گوالیاری سات برس کی عمر میں پور عالی قدر نے اسکو
شاہ لطیف کی خدمت میں حاضر کیا اور اس نے خود سالی کی عمر میں پیر و شریک
ضمیر کی خدمت میں تربیت و تکمیل پائی و بسبب غایت جذب و استغراق بکھناب
فتح شاہ سرست مخاطب ہوا بعد تکمیل لاہور کو مامور ہوا اور تمام عمر لاہور میں
بکار وایت و ارشاد مصروف رہا ایک مرتبہ دریاسی راوی میں اتنی لطیفانی ہوئی کہ شہر
کے اندر پانی آگیا صوبہ لاہور نے حضرت کی خدمت میں آکر دعا چاہی حضرت نے
ایک اپنا خادم دریا پہنچایا اور فرمایا کہ دریا کو جا کر کہہ دو کہ چھٹے آگیا ہے چلا جا ورنہ

قیامت تک خشک نہ دیا جائیگا جب یہ پیغام دریا کو پہونچا فی الفور شہر سے دور چلا گیا وفات اس بزرگ کی سنہ ایک ہزار ایک سو پچاس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر لاہور میں ہے۔

شیخ حاجی محمد لاہوری قدس

یہ بزرگ بزرگان لاہور میں سے صاحب شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت تھے صاحب کتاب تشریف الشرفا فرماتے ہیں کہ حاجی محمد سعید کو خلافت قادریہ سید محمود بن سید علی حسینی کر دی سے ملا اور بمقام مدینہ منورہ سے بیعت ہوئی اور شیخ اشرف لاہوری سے سلسلہ انکاشا شاہ محمد غوث گوالیاری کے ساتھ ملتا ہی اور اجازت سلسلہ نقشبندیہ کی انکو حافظ سعد اللہ مجددی سے حاصل تھی شجرہ انکا اس طرح پر حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی ملتا ہے کہ شیخ حاجی محمد سعید مرید و خلیفہ سید محمود اور وہ مرید سید جلال الدین اور وہ مرید سید شہاب الدین اور وہ مرید سید جلال الدین اور وہ مرید سید شمس الدین ابوالوفا قادری اور وہ مرید سید شہاب الدین احمد اور وہ مرید سید قاسم اور وہ مرید سید عبدالباسط اور وہ مرید سید بہاء الدین ابوالعباس اور وہ مرید سید بدر الدین حسن اور وہ مرید سید علاء الدین اور وہ مرید سید شرف الدین محیی تاتاری اور وہ مرید سید ابوصالح لفر اور وہ مرید سید الآفاق عبدالرزاق کے اور وہ مرید اپنے والد بزرگوار حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی کی نقل ہے کہ جب احمد شاہ بادشاہ درانی پہلی مرتبہ لاہور کی تہذیب کو آیا اور صوبہ لاہور نے عند المقابہ شکست کھائی تو لاہور کے لوگ بخوف غارت بھاگ گئے آخر ساکنان محلہ لکھی و عبداللہ واڑھی جس میں حضرت سکونت رکھتے تھے ان کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ شہر لاہور کے لوگ سب بھاگ گئے ہیں اور ہم اب تک اپنے اپنے گھروں میں حضرت کی چاہتا کے بھڑکے پر بیٹھے ہیں فرمایا کہ ہاں ہم نے خدا سے مانگا ہے کہ ہماری سکونت کا

محلہ غارت سے بچ جائے تم محلے دروازے اپنے گھروں میں بیٹھے رہو آخر جب شہر فتح ہوا تو فتح افغانی نے کل شہر لوٹ لیا سوائے محلہ لکھی و عبداللہ و اڑسی کے کہ وہ غارت سے بچ گئے سبب یہ ہوا کہ جب بادشاہ شاہد روہ کے مقام پرا و ترا تو پوچھا کہ اس شہر میں بزرگ صاحب طریقت کون ہے لوگوں نے حضرت کا نام لیا بادشاہ فی الفور باخلاص دل حضرت کی خدمت میں آیا اور بعد زیارت حکم دیا کہ یہ دونوں محلے غارت نہوں اور چند سوار بادشاہی حفاظت کے لئے مقرر کر دئے نقل ہے کہ جب اب غارت پنجاب بادشاہ کابل کو چلا گیا تو ایک شخص لاہور کا رہنے والا خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ افغانوں نے میرا گھر لوٹ لیا اور ایک لڑکی میری کو جو بہت عزیز تھی ہمراہ لے گئے اب مجھ کو گھر کے لٹ جانے کا غم کوئی نہیں مگر لڑکی کی جدائی سنایت شاق ہے اگر ضباب کی توجہ سے یہ کام میرا ہو جائے تو مادم زندگی مشکوہ ممنون رہوں گا حضرت نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ آنکھیں بند کر اوس نے آنکھیں بند کر لین ایک دم کے بعد فرمایا کھول دے جب اوس نے کھولیں تو لڑکی کو رو برو کھڑی ہوئی دیکھا ایسی حالت میں کہ ایک ہاتھ میں اوس کے چار فلوس تھے اور ایک ہاتھ میں تیل کا برتن تھا عند دریافت لڑکی نے جواب دیا کہ میں جب غارت ہو کر کابل میں گئی تو جو شخص مجھ کو لے گیا تھا اوس نے ایک اور شخص کے پاس مجھ کو فروخت کر دیا مشتری نے مجھ کو اپنا کنیز بنا لیا اس وقت مالک نے مجھ کو چار پیسے اور تیل کا برتن دیکر حکم دیا تھا کہ بازار سے تیل لے آؤ سو میں تیل لینے کے لیے باہر نکلی تھی جب بازار میں آئی تو میرے جھڑپو جو وہیں مجھ کو لے گئے اور فرمایا کہ آنکھیں بند کر میں نے آنکھیں بند کر لین جب کھولیں تو اپنے آپ کو یہاں موجود پایا وفات حضرت جی محمد سعید کی سنہ ایک ہزار ایک سو چھیاسٹھ میں ہوئی اور نزار گوہر لاہور میں رو برو نکلا

شیخ میر محمد یعقوب لاہوری قدس سرہ

جنہاں لاہور میں سے یہ بزرگ عالم اعلم و عامل کامل تھا باہر لاہور کے متصل

محلہ پر عزیز مرگ اس نے اپنا قلعہ علیحدہ بنایا ہوا تھا اور وہاں ہی سکونت تھی دعوت
اسماعیلی اُنکی کے ذریعہ سے ہر ایک کام میں یہ حاکمانہ حکم دیتا تھا اور فیض اسکا یہ تھا
کہ جس شخص کو سانپ یا سگ دیوانہ وغیرہ نہر لایا جائے گا اُنکا آپ کے آب و ہن کے لئے
سے اچھا ہو جائے نسبت آبائی اسکی حضرت غوث الاعظم کے ساتھ اس طرح پر ملتے ہی
کہ سید یعقوب بن سید محمد زمان بن میر محمد حاجی بن میر صدر الدین بن سید نور الدین
بن سید بدر الدین بن سید جعفر بن سید احمد بن سید مومن بن میر حیدر بن شاہ قمیض
قادری بن ابی الحیات بن تاج الدین محمود بن بہار الدین محمد بن جلال الدین احمد
بن سید علی جمال الدین قاضی ابوصالح نصر بن سید الاتفاق عبدالرزاق بن حضرت
غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی اور شجرہ جسی اور پیری کا اس طرح پر مذکور
ہے کہ سید یعقوب مرید و خلیفہ سید فضل علی لاہوری اور وہ مرید شیخ عبدالرحیم
جارالمہ اور وہ مرید حاجی محمد سعید لاہوری اور وہ مرید سید محمود کروی کا ہی اس سے
اوپر کا شجرہ حاجی محمد سعید لاہوری کے ذکر میں تحریر ہو چکا ہے وفات حضرت
کی چھارم محرم سنہ ایک ہزار ایک سو ساٹھ مین واقع ہوئی اور مزار متصل
موضع مرگ کے ہے اس بزرگ کے تین فرزند کامل و مکمل تھے ایک سید محمد
یوسف دوسرے میر سید علی تیسرے میر اسماعیل جن سے مدت دراز تک سلسلہ
ہدایت و ارشاد جاری رہا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ

دہلی کے علما سے یہ بزرگ سرفراز علمائے عظام و فضلاء ذوالکرام تھے علم و فضل
و دین و تقویٰ میں شان بلند و مدارج ارجمند رکھتا تھا تمام عمر عزیز تعلیم و تدریس
میں بسر کی اور تفسیر تمام قرآن مجید کی الموسوم بفتح الرحمان لکھی جو مقبول و
منظور خاص و عام ہے وفات اُنکی سال ایک ہزار ایک سو اسی مین واقع ہوئی
اور مزار دہلی میں ہے۔

خواجه فطخ غفر اللہ عنہ لقاوی قدس سرہ

خاندان اولیہ کے یہ بزرگ مجددین اور زمانہ بین العیش و محبت و جذب و سکر شوق و ذوق معروف تھے فیض باطن انکو روحانیت خواجہ اویس قرنی عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح سے تربیت و تکمیل پائی جو کہ آبا و اجداد اس بزرگ کے قدیم سے صاحب علم و فضل چلے آتے تھے ابتدا میں انھوں نے بھی قرآن حفظ کیا اور قرآن پڑھ کر عالم متبر ہوئے من بعد شوق الہی و منگہ ہو ا تو باقی سید بہلی شاہ اور گل شیر محمد اپنے بھائی کے بارادہ بیعت بخدمت شیخ عبد الحکیم قادری کے بمقام تلمذہ گئے شیخ نے بعد اقبہ گل شیر محمد کو تو اپنا مرید کر لیا اور سید بہلی شاہ کو کہ تیرے نصیب کا بچہ شاہ عنایت قادری کے پاس ہے تو بمقام قصور جا بیگا تو حصہ پا بیگا اور شیخ عبد الحالیق کو ارشاد کیا کہ تیرا مشد و ہدی خود تیرے گھر آ کر تیری تکمیل کر لیگا تو جا کر اپنے گھر بیٹھ چنانچہ شیخ عبد الحالیق اپنے گھر واپس آ گئے جب چند روز اس بات کو گزرے تو ایک رات شیخ اپنے حجرہ میں تنہا بیٹھے ہوئے در و درویش پڑے تھے کہ ناگاہ ایک شخص ماہ طلعت بزرگ صورت حجرہ میں ظاہر ہوئے اور السلام علیکم کہا شیخ نے جواب سلام دیکر اون کے چہرہ کو دیکھا تو دیکھتے ہی بہوش ہو کر تمام رات اور تمام روز بے خود رہے آفتاب کے غروب کے وقت ہوش میں آئے اور در و درویش پڑنے میں مشغول ہوئے کچھ رات گئی پھر وہی صورت نمودار ہوئی اور بدستور اٹھ پھر بہوشی رہی تیسری رات جب وہ موقع آیا تو شیخ نے قدم پکڑ لیے اور اسم شریف پوچھا فرمایا کہ ہمارا نام اویس قرنی عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری تکمیل و تربیت کے واسطے خدا کے حکم سے آئے ہیں یہ دنا کر بیٹھ گئے اور بیعت لیکر توجہ کی اوس وقت پھر حضرت پر بیوشی طاری ہوئی اور تین رات تین روز بہوش رہے چوتھے روز ایک اتفاقاً گاہنے والا شخص اس راہ سے گذرنا جب سرود کی آواز حضرت کے کان میں پڑی بلکہ گوشہ نشین ہوئی متعلقین نے اسکو بلایا راگ کے سننے سے حضرت وجد میں

آئے بعد وجد ہوش میں آگئے اور اپنے آپ کو کامل و مکمل پایا صاحب کتاب لطائف
نفسیہ فی فضائل اولیہ لکھتا ہے کہ شیخ عبد الخالق سرزمین ہانس متبع دریا کے کنارے
رہتے تھے اور جذب و سکر کی یہ حالت تھی کہ جب نماز پڑھتے ہوتے اور اللہ اکبر کی
آواز سنتے بیہوش ہو جاتے اور پھر جب تک گانے والے نہ گاتے ہوش میں نہ آتے
ہزاروں لوگ طالبان عشق و محبت حضرت کے دروازے پر بچوم رکھتے اور ہزاروں
منازل قرب تک پہنچ گئے وفات حضرت کی ساتویں ذی الحجہ سال ایک ہزار ایک سو
پچاسی میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بارقہ مبارک پر متصل بھاو پور میں زیارت گاہ
خلق ہے اور حضرت کی تین فیروزند ارجمند صاحب مقامات بلند اولیائے کامل تھے ایک خواجہ
قطب الدین جو خرد و سالی کی عمر میں ایک روز سماع میں بیٹھا تھا جب حالت وجد طاری
ہوئی تو اللہ اکبر کہہ کر آسمان کو اڑ گیا اور ایک لمحہ میں ایسا بلند گیا کہ نظر سے غایب
ہو گیا پھر اونکا نشان روی زمین پر ظاہر ہوا دوسرے خواجہ عارف خجکا مزار ربی میں ہے
تیسرے شیخ محمد جو قبضہ لیا میں مدفون ہیں اور خواجہ محکم الدین مخاطب بھابھیران کے
خلیفے تھے۔

شیخ محکم الدین صاحب السیراوسی بن حافظ محمد عارف قدس سرہ

سید بزرگ بلور زاوہ حقیقی و مرید و خلیفہ شیخ عبد الخالق اوسی کے تھے استغراق و
جذب و بیخودی و بیہوشی انکی مزاج پر بہت غالب تھی تمام روی زمین کی انھوں نے
سیر کی ہزاروں کرامت و خوارق اس بزرگ سے کتاب لطائف نفسیہ میں مذکور ہیں
خجکا ذکر موجب طوالت ہے مگر مختصر تحریر ہوتا ہے کہ ایک روز راستے میں چلے جاتے
تھے ایک سائل رو بہو آیا اور عرض کی کہ میرے گھر و خزانہ کا خدا موجود ہیں مسبب
افلاس کے شادی نہیں کر سکتا اگر پانسو روپیہ حضرت عنایت کرین تو میری حاجت پوری
ہو سکتی ہے چونکہ حضرت کا وقت اوس وقت خوش تھا عصا سے زمین کو کھود کر پانسو
روپیہ کی پھیلی اوسکو دیدی اور چل دئے سائل کو طبع و انگیر ہوئی اوس پھیلی کو الٹ کھدایا

اور زمین کھودنی شروع کی وہاں سے ایک اور جہ نہ نکلا بہت پشیمان آخر چاہا کہ وہی
تھیلی لیکر گھر کو جائے مگر جا کر دیکھا تو اس تھیلی کو بھی نہ پایا اور زار زار رونے لگا اور
شیخ کے پیچھے دو طرابز نزدیک پہنچا تو اپنا حال عرض کیا حضرت ہنسے اور فرمایا
کہ وہاں کوئی خزانہ مدفون نہ تھا یہ تیرے طمع کی تاثیر تھی کہ وہ تھیلی بھی جاتی رہی اب
ہم تجھ کو وہ تھیلی پھر دیتے ہیں چنانچہ پھر اس مقام سے جہان کھڑے تھے زمین کو
کھود کر وہ تھیلی نکال دی عرض کہ اخیر زمانہ میں یہ بزرگ اپنے وقت کے قطب تھے
اور مرجع خاص و عام اگرچہ خلفائے پیشا رتھے مگر تو کس کا مل مکمل خلیفہ تھے اول
حافظ قمر الدین دوم محمد سلیم قریشی سیوم شاہ ابوالفتح چہارم خواجہ سلیمان نجم محمد انور
ملتان ششم الداؤد ہفتم دیوان محمد غوث ہشتم دوست محمد نہم حافظ عبدالکریم قدس
سرم العزیز وفات الہی پانچویں ربیع الثانی سنہ ایک ہزار ایک سو ستاونین میں واقع ہوئی
مزار بمقام کوٹ بخشا متصل بھاؤ پور ہے۔

سید عبدالکریم المشہور میاں پیر و ن شاہ بن شاہ بلاق لاہوری

یہ بزرگ بارہ کی سادات میں سے تھے سیادت و شرافت و عبادت و ریاضت
میں شافی نہیں رکھتے تھے ہر ایک سلسلہ میں سے انکو بہرہ حاصل تھا سلسلہ قادریہ میں
انکا شجرہ حضرت میاں غیاث الدین پیر کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ سید بہاؤن شاہ
میر شاہ بلاق اور وہ میر شاہ عبدالرشید لاہوری اور وہ میر شیخ محسن شاہ اور وہ
میر شیخ محمد المشہور بلاق شاہ اور وہ میر حضرت میاں غیاث لاہوری کے اپنے والد بزرگوار
کی وفات کے بعد یہ مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور منگائے شینیت گرم کیا بہاروں
لوگ میر ہوئے پہلے یہ موقع مرنگ میں جو متصل لاہور جنوب کی طرف ہو سکونت
پذیر ہوئے پھر شیخ پورہ کے جنگل میں جا کر بارہ برس تک عبادت میں مشغول رہے
پھر یہ مقام میر پور بھو ایک قصبہ واس کوہ میں آباد ہوئے گئے اور سکونت اختیار کی قوم
اکہ تمام و کمال حضرت کی میر ہوئے اور فوارق و کرامت بے شمار ان سے سزا

ہوئیں چنانچہ ایک مرتبہ صاحب سنگہ بدیسی ان کے گانو کے لوٹنے کے ارادہ پر آیا لوگ
بھاگنے لگے حضرت نے سب کو منع کر دیا کہ کوئی گانو سے نہ نکلے آخر جس قدر لشکر اور سکا
گانو میں داخل ہوا سب کے سب مسلمان ہو گئے باقی ماندہ مارے خوف کے گانو
میں نہ آئے سال ایک ہزار و سو تیرہ میں حضرت فوت ہوئے اور بمقام پیر پور دفن
کئے گئے۔

مولوی غلام فرید لاہوری قدس سرہ

لاہور کے فضلا و علماء سے سیہ بزرگ جامع کمالات ظاہری و باطنی و علم و عمل و
ذکر و شغل و دوع و تقویٰ و صبر و شکر و رضا و تسلیم تھے تمام عمر تدریس طالب علمان
و تلمیذین شایقان حق میں مصروف رہے تمام پنجاب کے لوگوں نے اون کی شاگردی
کا غاشیہ اپنے سر پر رکھا وفات حضرت کی سال ایک ہزار و سو سو کوہ میں واقع
ہوئی اور مزار پر انوار گورستان میاں نے میں ہے۔

مفتی حسین احمد بن مفتی حسرت الدہلوی قدس سرہ

سیہ بزرگ جد بزرگوار بندہ غلام سرور مولف کتاب کے تھے آدمی پرہیزگار و متقی
عابد و زاہد تھے دن اور رات سوائے عبادت و ریاضت کے انکو کچھ کام نہ تھا
دولت ظاہری سے انکو کمال نفرت تھی ہمیشہ فقر و فاقہ میں گزارتے تھے انکا حقیقی
بھائی حافظ محمد سی اگرچہ صاحب دولت و جاہ تھا اوڑھ ہمیشہ انکو کستا تھا کہ اون کے
شامل ہو کر کار تجارت وغیرہ میں مصروف ہو مگر انکو سوائے عبادت کوئی کام مالوف
نہ تھا طریق انکا موزونی سہروردیہ تھا طلباء کو اسی طریق میں تلمیق دیتے تھے
وفات انکی سال ایک ہزار و نوشتیس میں واقع ہوئی مدفن لاہور میں ہے۔

شیخ نور احمد المشہور نور حسین قادری قدس سرہ
اس بزرگ نے خرقہ خلافت شیخ عبدالکریم بہاؤن شاہ سے پایا اور مقتدا انھی مان
ہوا سکر و جذب اسکی طبیعت پر اس قدر غالب تھی کہ برس برس روز یک ایک مقام میں

بیٹھا رہ جاتا اور اپنے آپ محض بے خبر ستا خوارق و کرامت بشمار ان سے ظاہر
 ہوئیں چنانچہ ایک مرتبہ دور اس مادہ گاوان کی چور چور کر کے گئے حضرت نے
 ارشاد کیا کہ ہماری راسان فلان گاؤں کے زمیندار چور کر کے گئے ہیں اونکے
 پاس جاؤ اور کہو کہ یہ راسان نو حسنین کی ہیں وہاں سے کہہ دو خدام جب اون کے
 پاس گئے اور راسان طلب کیں وہ منکر ہوئے بلکہ شیخ کے حق میں گالیان دین
 اس بات کے سننے سے حضرت غضب میں آئے اور ایک مٹھی گہان خشک کی ہاتھ
 میں لیکر اوس میں پھونکا تو اوسکو آگ لگ ڈھٹی وہ جلتی ہوئی گھاس اوسکے گاؤں
 کی طرف پھینک کر فرمایا کہ مجھے چورون کے گاؤں کو جلا دیا ایسا کہ پھر قیامت تک
 آباد نہوا اوسی وقت چورون کے گاؤں میں آگ لگ گئی اور تمام و کمال جل گیا
 وفات انکی سال ایک ہزار دو سو چھتیس ہجری میں واقع ہوئی اور اون کے
 خلیفون میں سے شیخ رسول شاہ ایک مقبول شخص تھا جو اس سال میں
 فوت ہوئے ہیں۔

مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ دہلی میں امام المحدثین مقتدا سی مفسرین جامع علوم حدیث و فقہ و
 تفسیر و صرف و نحو و منطق و معانی و فروع و اصول تھے علم و عمل و زہد و ورع
 و تقویٰ میں مراتب بلند و مقامات ارجمند رکھتے تھے ہزاروں لوگ دور و دراز
 ملکوں سے آکر انکی شاگردی سے مشرف ہوئے اور فضیلت کے مراتب تک
 پہنچے ان کی ذات بابرکات کو اگر خاتم العلماء کہا جائے تو درست و بجا ہے
 ان کی تصانیف بہت ہیں چنانچہ کتاب سر الشہادتین و لبان المحدثین
 و تفسیر فتح العزیز و تحفۃ اثنا عشریہ وغیرہ مقبول خلائی و منظوم کا فہ انام
 ہے وفات حضرت کی ایک ہزار دو سو و تالیس ہجری میں واقع ہوئی اور
 مزار دہلی میں ہے۔

سلطان بالادین اویسی قدس سرہ

یہ بزرگ خواجہ صالح محمد بن خواجہ عبد الخالق اویسی اپنے والد بزرگوار کے
خلیفہ تھے اور ان کے والد نے فیض کامل خواجہ محکم الدین صاحب ایسر سے پایا
بعد وفات اپنے باپ کے یہ سنا رشا دیر بیٹھے اور بہت سی خلقت ان کی اراد
میں داخل ہوئی سنہ ایک ہزار دوسواکتالیس میں وفات کی ان کے دو فرزند شیخ
شہاب الدین و غلام اولیس موجود ہیں۔

۱۲۱۵ھ

مولانا عبد القادر بن مولانا ولی اللہ محدث دہلوی

یہ بزرگ عالم عامل فقیہ کامل اپنے وقت کا لگانہ تھا خصوصاً علم حدیث و تفسیر
میں ثانی نہیں رکھتے تھے کچھ مال فصاحت و بلاغت ترجمہ تفسیر فتح الرحمن ہندی
زبان میں کیا کہ مقبول و مطبوع خاص و عام ہے کہ سیکھ اوس پر جا ہی اعتراض
نہیں وفات انکی سال ایک ہزار دوسویالیس میں واقع ہوئی۔

۱۲۱۵ھ

میر ان سید غلام محی الدین قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان قادریہ میں مرد عالم و فاضل و عابد و زاہد صاحب ارشاد تھے
اول چند پشت سے انکا قیام لاہور میں تھا پھر جب بوقت قشر ہفت آوری حیدرآباد
بادشاہ درانی کے بادشاہ نے اس خاندان کی بزرگی کا احوال سنا تو ان کے چچ
بزرگوار سید علی اکبر کو جو اپنے زمانہ کے عالم متجدد فاضل اجل و طبیب ہاوت تھے
بہزار التجا اپنے ہمراہ کابل کو لے گیا اوس وقت سید غلام محی الدین بھی سولہ برس
کی عمر میں اپنے عم بزرگوار کے ساتھ کابل میں گئے اور چند سال وہاں قیام رکھا
پھر جب سید علی اکبر بادشاہ سے بہزار شکل رخصت لیکر وطن کو آئے تو اسے سترہ
پانچ واجہ نچیت سنگہ دیو والی جموں نے انکو اپنے پاس بلالیا چچان کو وہاں ہی
فوت ہو گئے اور حضرت جموں سے گوجرانوالہ میں آئے مہمان سنگہ نچیت سنگہ کے

باب نے انکی توقیر کی اور چاہا کہ حضرت اوسکی ریاست گاہ میں قیام رکھیں مگر انھوں نے
منظور نہ کیا اور لاہور میں رونق افروز ہوئے لاہور میں آتے ہی سردار سب سے سنگ
کرنیہ نے حضرت کو اپنے پاس بلا لیا اور یہ قصہ کہیں بیان میں جا کر قیام پذیر ہوئے
وہاں کے اہل عقائد مند لوگوں نے انکو نہ چھوڑا کہ یہ پھر لاہور میں آویں بلکہ حسب
التماس چودھری سبھنی خان مالک دوسو سوہ و نور خان رئیس میانی و لغر پاش
رئیس غلزان شاہی حضرت کی مقام کو ملہ خاندان سید معروف سبزواری میں ہو گئی
اور مدت العمر وہاں ہی سکونت رکھی اور اوس مقام پر ایک ہزار سو چوالیس سہ
ہجری میں فوت ہوئے حضرت کی اولاد کی زبانی مذکور ہے کہ جب سید علی اکبر کابل
میں تشریف لے گئے تو علمائے شیعہ نے ان کے ساتھ علمی بحث کیا اور ایران
سے علماء اپنی مدد کو بلائے مگر یہ سب پر غالب آئے اور بادشاہ نے خوش ہو کر انکو
میرزاہادر کا خطاب دیا اور انعام اس قدر بخشا کہ یہ مال مال ہو گئے جب عبدالحق
علمائے شیعہ عاجز ہو جاتے تو کہتے کہ انکا آرام ملا رفیع را کہ با سید علی اکبر سبھا جتہ نہاید
اور ملا رفیع ایک عالم جید ایرانی تھا جو اوسی زمانہ میں مرچکا تھا نیز یہ بھی ثابت
ہوتا ہے کہ بعد وفات سید علی اکبر کے سید محسن اولکا فرزند جون سے لاہور کو آئی گا
تو سردار غلام محمد چوہدری سبکی ریاست رسول نگر میں تھی اوکو راستی سے بلا لے گیا
جب مہمان سنگ نے رسول نگر پرورش کی اور ریاست غلام محمد کی بہیم و درہم ہو گئی
تو سید محسن نے موضع مندران والہ میں قیام کیا اوسکا بیٹا سید علی اصغر اب تک وہاں
موجود ہے اور سید غلام محی الدین کے پانچ فرزند ولید ہوئے ایک میران سید
غلام غوث دوسرے سید غلام انشہور شاہ صاحب قیصر کے سید غلام رسول چوتھے
میران حافظ سید محمد شاہ پانچویں میران سید غلام گیلانی یہ پانچوں اپنے وقت
کے یگانہ رہے شجرہ نسب انکا حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ
سید سلطان محی الدین عبد القادر گیلانی کے ساتھ اس طرح پڑتا ہے کہ حضرت
سید میران غلام محی الدین بن سید محمد طاہر بن سید عبدالستار بن سید محمد شاہ

بن سید محمد آدم بغدادی بن سید اسماعیل بن شاہ یعقوب بن سید موسیٰ بن سید صوفی
 بن سید بدیع الدین بن سید اسماعیل ثانی بن سید عبداللہ بن غوث محمد اوجی
 بن شمس الدین بن سید علی بن شاہ مسعود بن سید احمد بن سید صوفی بن سید نصر
 بن سید سیف الدین عبدالوہاب بن حضرت محبوب سبحانی شاہ عبدالقادر جیلانی
 قدس اللہ سرہم الغریز۔

قطعہ تاریخ وفات

چون بخلد برین زد دنیا رفت گنج فضل و ہنر بگو تا رنج	شاہ عالی غلام محی الدین مینر موسیٰ غلام محی الدین
---	--

مولوی غلام رسول فاضل لاہوری قدس سرہ

لاہور کے علما و فضلاء میں ~~بہت~~ بہت بزرگ جامع علوم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت تھے تدریس و تلقین میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے خالق حقیقی نے ان کی ذات بابرکات کو حنیفہ فیض و دریا سے فضل پیدا کیا تھا کہ پنجاب میں کوئی شخص ان کے وقت میں علمائے وقت سے فیض رسانی میں ان کے ہمتانہ تھا چار گھنٹہ کی رات ہے جب حضرت نماز تہجد سے فراغت پاتے تو خاص شاگرداؤں کی خدمت میں حاضر ہوتے فجر کی نماز سے اول اول اوں کے تعلیم سے فراغت ہو جاتی پھر ایک ابنوہ و ہجوم شاگردوں کا جمع ہوتا اس قدر کہ مسجد میں بیٹھنے کو جگہ نہ رہتی اور حضرت نہایت محبت و خلق کے ساتھ ہر ایک کو تسلیم دیتے و پیر نمک ہی حال رہت پھر طعام تناول فرما کر بعد ایک ساعت کے قیلولہ کرتے اتنے عرصہ میں اور طلباء جنکے پڑھنے کا وقت بعد نماز ظہر مقدر ہوتا حاضر ہوتے اور حضرت قیلولہ سے اٹھ کر نماز ظہر پڑھتے اور سبق شروع ہو جاتے اسی طرح پھر رات گئے تک ہنگامہ تعلیم و تدریس جاری رہتا۔

شیخ لدھی شاہ موتمن ساز لاہوری قدس سرہ

لاہور کے متاخرین بزرگوں میں سے یہ بزرگ عابد و زاہد و متقی و خادوست تھا
حصول قوت ملال کے واسطے گھوڑے کے بالوں کی چمکیاں بناتا تھا اور میں
سے جو مال ہوتا لغین ہوا کے نام خیرات کر دیتا قادری حنفی اذان میں اسکی
"بیت تھی اکثر لوگ اس سے روپیہ قرض لیجاتے پس اگر وہ شخص از خود روپیہ
لیکراتا تو بعد انکار سے لیتا ورنہ اس سے کبھی طلب نہ کرتا وفات اس کی
سال ایک ہزار و سو تریس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار لاہور میں ہے

مولانا محمد آصف دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کے نواسی تھے علوم حدیث تفسیر میں
طابق یگانہ آفاق تھے فقہ میں انکا فتویٰ مقبول خاص و عام تھا وفات انکی
سال ایک ہزار و سو بائیسھ میں واقع ہوئی۔

سید منور علی شاہ نقشبندی سہروردی لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ جامع شریعت و طریقت و کشف و کرامت
و زہد و ورع و عبادت و ریاضت تھے بیعت انکی بخدمت میر عبد الرزاق والد
بزرگوار اور انکی بخدمت میر عبد الرحیم اور انکی بخدمت میر صدر الدین اور
انکی بخدمت میر صدر اور انکی بخدمت بابا نصیب الدین غازی اور انکی
بخدمت بابا داؤد خاکی اور انکی بخدمت شیخ حمزہ کشمیری اور انکی بخدمت
شیخ جمال الدین بخاری قدس سرہ سید منور علی نے اور سلاسل کرامت سے بھی
فائدہ تمام حاصل کیا رغبت حضرت کی سلسلہ نقشبندیہ کی طرف زیادہ تھی اور
مردوں کو بھی ذکر و شغل بطریق نقشبندیہ عالیہ فرماتے وفات حضرت کی ایک ہزار
دو سو چوبیسھ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار چار دیواری شیخ طاہر لاہوری کے

اندر پہلے اوس کے مریدوں میں سے سید حسین شاہ بخاری اور فرزند اوں کے سید احمد شاہ دونوں بزرگ صاحب علم و ریاضت و عبادت لاہور میں موجود ہیں۔

مولانا جان محمد خاں لاهوری قدس سرہ

یہ بزرگ اپنے وقت میں یکتا کی زمانہ و فدا کردہ تھے تدریس کی جاری تھی ہزاروں طالب علم خدمت میں حاضر رہتے آٹھویں دن جمعہ کے روز منگلانہ غلط و نصیحت گرم ہوتا تھا انکا ایسا موثر تھا کہ جس شخص کو زبان سے کسی اسم کا تلفظ فرماتے اپنی مراد کو پہونچ جاتا باطنی تلقین بھی انکی جاری تھی تمام عمر انکی تلقین و تعلیم و تدریس میں گزر گئی اور تمام پنجاب میں نام نیک حاصل کیا لاہور میں جب غلام اری انگریزوں کی ہوتی تو ایک شخص غلام قادر نام ایک چوری کی تہمت میں ماضو ہوا چند گواہ اوسکی برادری کے جو اوسکے جانی دشمن تھے اس بات پر استعد ہوئے کہ کسی طرح وہ قید میں چلا جائے آخر پیشی مقدمہ کے سوز و محنت کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اپنی انگلی سے اوسکی پیشانی پر اہم فوات لکھ دیا اور فرمایا کہ جاؤ تمکو کچھ اندیشہ نہیں ہے جب وہ عدالت میں گیا حاکم نے فی الفور اوسکو جرم سے بری کر دیا وفات انکی سال ایک ہزار دوسو اڑسٹھ ہجری میں واقع ہوتی افسوس کہ انکی اولاد میں سے کوئی لایق پیدا نہوا اور جو ہوا اوس نے خاندان کی بزرگی پر خیال نہ رکھا مزار انکا لاہور میں ہے۔

مولوی غلام اللہ خاں لاهوری قدس سرہ

علما و فضلاء لاہور سے یہ بزرگ اوسا دل و مخدوم زمانہ تھے دین و دنیا کا فیض انکے وجود بکرت آمود سے جاری ہوا لاکھوں آدمیوں نے انکی ذلت سے بہرہ علم و عمل پایا رات دن انکی اوقات عزیز تدریس و تعلیم میں گزرتی بعد وفات مولوی غلام رسول ان کے بھائی کے علاقہ تدریس انکو متعلق ہوا اور انہوں نے وہ بڑا کام کمال

دیانت و امانت و سعی و کوشش نہایا اور ہر ایک طالب علم سے کمال خلق و شہدین
 زبانی پیش آئے گویا غضب و غصہ خالق حقیقی نے اسے جسم میں پیدا ہی نہیں کیا تھا
 ہر چند طالب علم بار بار رنگ کرتے مگر اونکی پیشانی پر چین نہ پڑتی پنجاب میں ہر ایک
 امیر و فقیر ان کے خاندان کے ساتھ دعویٰ نیاز مند و شاگردی رکھتا ہے سنہ
 ایک ہزار و سو و ستر میں انکی وفات ہوئی مدفن مقدس لاہور میں ہے انکی اولاد
 میں خلیفہ نظام الدین بیہی میں درس پڑھتے ہیں اور خلیفہ احمد الدین جمالیہ
 لاہور میں کار تدریس میں مصروف ہیں خدا سلامت باکرامت رکھو حق
 غلام سرور مولف کتاب بھی اوسی خاندان کے کترین شاگردوں میں سے ہے۔

مفتی غلام محمد بن مفتی رحیم الدین قشیشی لاہوری

یہ بزرگ احقر غلام سرور مولف کتاب کے والد ماجد تھے نسبت آبائی انکی حضرت
 بہا والدین زکریا ملتانی کے ساتھ ملتی ہے اس طرح یکہ مفتی غلام محمد بن مفتی رحیم الدین
 بن مفتی رحمت الدین بن مفتی حافظ محمد تقی بن مفتی محمد تقی بن مولانا کمال الدین بن
 مفتی عبد السمیع بن مولانا عتیق الدین بن مولانا برہان الدین بن مفتی محمد محمود بن
 شیخ الاسلام عبد السلام بن شیخ عنایت الدین بن مولانا کمال الدین بن شیخ
 مخدوم المشہور میان کلان جو شہر ملتان سے حسب الطلب بادشاہ وقت کے لاہور
 میں آئے اور عہدہ افتاب پر ممتاز ہوئے بن شیخ جمیع بن شیخ قطب الدین بن
 شیخ شہاب الدین بن شیخ بہا الدین زکریا ملتانی قدس سرہ یہ سب بزرگ
 مذکور الصدر علوم ظاہری و باطنی میں طاق لیگاتہ آفاق تھے ذکر و فضل اون کا
 طریق آبائی سہروردیہ پر تھا اول سب سے مخدوم میان کلان لاہور میں آکر قیام
 پذیر ہوئے اور محمد علاء خان کوہاٹی میں بہت سے مکان زرخیز کئے کہ اب تک
 وہ کوہ کوٹلی مفتیان کہلاتا ہے جس میں اب بھی مولف کتاب قیام پذیر ہوئے مفتی غلام
 میرے باپ عابد و زاہد و شب بیدار طبیب حاذق تھے تمام روز تدریس و تعلیم و معالج

مرصیان میں مصروف رہتے اور اکثر اوقات قرآن پڑھنے اور لکھنے میں صرف کرتے رہتے
 کو بعد نماز عشاء دو ساعت تک استراحت کر کے اوٹھ بیٹھتے اور بعد ادائی نماز تہجد صبح
 تک درود شریف کا ذکر و روز بان رہتا تمام عمر میں کوئی نماز حضرت کی فوت نہ ہوئی سو
 تین وقت کی نماز کو جو قبل وفات فوت ہوئیں وفات حضرت کی سال ایک ہزار دو سو
 چھترہین واقع ہوئی اور آخری دم تک لب مبارک ذکر الہی میں ملے رہے اور ان کی زبان
 بغیر شتہ تشبیہ کی جنبش کرتی رہیں حضرت کی اولاد چھ لڑکے اور لڑکیاں تھیں تین
 لڑکے اور ایک لڑکی تو خورد سال فوت ہو گئیں اور تین لڑکے اور دو لڑکیوں نے
 حضرت کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی ایک مفتی سید محمد جو سنہ ایک ہزار دو سو
 اسی میں فوت ہوئے ان کی اولاد مفتی چراغ دین و جلال دین اور ایک دختر موجود ہے
 دو بیٹے حافظ غلام احمد جو سنہ ایک ہزار دو سو نو میں فوت ہوئے ان کی اولاد
 ضیاء الدین و مطفی دین و فصیح الدین و ضمیر الدین اور ایک دختر موجود ہے تیسرے
 بیٹے گنہ گار عاصی شمسار غلام سرور میری اولاد غلام حیدر و غلام صفدر
 و غلام اکبر و محمد انور و غلام اصغر اور ایک دختر موجود ہیں خدا تعالیٰ ان کی
 عمر و راز کرے اور دین و دنیا میں بہرہ مند کرے آمین میرے باپ کے
 برادر حقیقی ایک مفتی غلام رسول تھے جو سنہ ایک ہزار دو سو ستاسی میں فوت
 ہوئے ان کا فرزند غلام محی الدین مع اپنے فرزند غلام حسین اور
 ایک لڑکی کی زندہ و حیات ہے خدا سلامت رکھے ایک ہم شیرہ بندہ کی
 تھی اوس کی اولاد سید علی و برکت علی قریشی موجود ہیں اور خود وہ سنہ ایک ہزار
 دو سو اٹھاسی میں فوت ہو گئے اور دوسری ہم شیرہ مع اپنی اولاد
 فخر الدین و رفیع الدین و امین الدین اور دو لڑکیوں کی موجود ہے
 خدا زندہ رکھے تاریخ وفات حضرت کی مادہ خورشید دین
 محمد سے حاصل ہوئی اور مدفن گورستان بی بی پاکداسان

شیخ احمد کشمیری تازہ بی قدس سرہ

یہ بزرگ اس زمانہ کے اولیاء میں سے قطب وقت تھے شہر سری نگر کشمیر میں انکی سکونت تھی سلسلہ عالیہ سہروردیہ وقادریہ وچشتیہ و نقشبندیہ میں بیعت ان کی بخدمت اکبر شاہ المشہور اک شاہ کے تھی حضرت دن اور رات عبادت و ریاضت و سہروردیہ و طالیف میں مصروف رہتے کوئی دم بے یاد الہی خالی نہ جاتا اہل دین و دنیا وی جو انکو دروازے پر جاتا خالی نہ جاتا چنانچہ نقل ہے کہ ایک کس مسلمان بہت مت گاو کشی عدالت کشمیر میں ماخوذ ہوا اوسکا بھائی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اوسکی رہائی کے لیے استدعائی دعا کی اوس وقت میدان لال دین جو ایک صاحب مناجات جموں کا ہے خدمت میں حاضر تھا حضرت اوسکی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اوسکے بھائی کے مقدمہ میں سی کر و اوس نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ مہندوئی علیحدہ داری میں کس کی طاقت ہے کہ گاو کشی کے مقدمہ میں عرض کرے یہ سنکر حضرت بہت مت ہوئے اور فرمایا کہ ہم احکم الحاکمین کے دربار میں اوسکی رہائی کے لیے عرض کرینگے چنانچہ وہ ماخوذ اوسی روز موافقت سے رہا ہوا۔

پوری ہو گیا وفات حضرت کی سن ۱۱۸۱ھ ایک ہزار و سو و تتر میں واقع ہوئی اور مزار کشمیر میں ہے۔

میر ان سید غلام المشہور تھا صاحب قدس سرہ

یہ بزرگ مشہور بیٹے سید غلام محی الدین قادری کے تھے ابتداً غیر میں بھی الکا خیال ترک و تہجد و عبادت و ریاضت کی طرف تھا اور دنیا داروں سے نفرت تھی عبادت کے بغیر اور کوئی شغل ملو ط خاطر نہ تھا چنانچہ سچا سچا سیرت تک حضرت موضع ہر دو تہلہ ضلع ہشتیار پور میں خلوت نشین رہے اکثر اوقات رات کو جنگل میں نکل جاتی اور رات پھر تنہا خدا کی یاد میں مصروف رہتے آخر سنہ ۱۱۸۱ھ ایک ہزار و سو و تتر میں وفات پائی اور موضع مسکن اپنے مین دفن ہوئے

انکے حقیقی بھائی حافظ محمد شاہ تارک الدین طالب المولیٰ عابد زاہد حافظ قرآن شہر اہل سنت میں بمقام باغ راماند تمام زمانہ سے الگ ایک حجرہ میں تنہا رہتے ہیں مولف کتاب بھی انکی زیارت سے بہرہ مند ہوا ہے بیشک بہت خوب آدمی خدا پرست حلیم و خلیق و بزرگ ہیں اور ایسے زمانہ میں کہ مردان خدا اعتقاد ہو گئے ہیں انکی ذات بابرکات و معنات وقت سے ہے۔

قطعہ تاریخ

چو رفت از جهان در بہشت برین	شہنشاہ اسلام سید غلام
بگو سال وصلش چراغ جمال	و اگر طالب نام سید غلام

سید غلام غوث قدس

یہ بزرگ بڑے صاحبزادے سید غلام محی الدین گیلانی کے تھے خداوند تعالیٰ نے اپنے کمال فضل و کرم سے ظاہری و باطنی انکی نصیب تھی اعتقاد مند لوگوں کا ہجوم ہمیشہ حضرت کے دروازے پر رہتا تھا تمام زمانہ باد و بپیش آتا بڑے بڑے رئیس اور حکام وقت حضرت کے ارشاد کی تعمیل بدل و جان کرتے تھے کمال عزت و حرمت کے ساتھ حضرت نے عمر سبکی اور ہمیشہ خدا کی عبادت و ریاضت میں مصروف رہے آخر سنہ ایک ہزار و سوا و ناسی میں دنیا ئی فانی سورہ گرامی عالم جاودانی ہوئے۔

قطعہ تاریخ

چونکہ سید غلام غوث ولی	رفت و قریب ایزد متعال
بہر تاریخ آن ولی زمان	شہسوار بہشت آمد سال

انکے دو فرزند تھے ایک سید محمد بخش جنکے دو فرزند ہیں ایک سید محمد علی شاہ سرشتہ محکمہ رکھہ پنجاب دوسرے سید علی الحق شاہ ہیں جنسے مولف کتاب کو بھی نیاز حاصل ہے دوسرے صاحبزادے سید کنج بخش سجادہ نشین سید غلام ہیں اون کے

تین عمامہ جہاز سے پہن ایک شریف حسن و سرے شریف حسین متیسرے عزیز حسین
اللہ علیہم السلام

اسکاتین قطب شاہ لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ غلام حسین کامریہ تھا حصول قوت حلال کے واسطے جو لاہور کا کام
کرتا تھا اگرچہ فقیر تھا مگر ہرگز ہرگز طمع نہ رکھتا طبیعت اسکی باطنی عبادت و ریاضت کی
طرف بہت مائل تھی کم بولتا اور کم کھاتا اور لوگوں سے کم ملتا زبان سے جو کتا اکثر اوقات
وقوع میں آجاتا چنانچہ مولف کتاب کے دو فرزندوں غلام و اکبر آنکھوں کے عارضہ سے
سخت بیمار ہو گئے اور بیماری دو سال تک و رازی کہینچ گئی آخر ایک دوست کے کہنے
سے بندہ ایک آثار قدسیہ اور ایک پاؤتیل لیکر حاضر ہوا لڑکوں کی حالت دیکھ کر
حضرت نے افسوس کیا اور دست مبارک اوسکے منہ پر پھیر کر کہا کہ اب طبیب کا علاج
نہ کرنا یہ کہہ کر حضرت کیا دوسرے روز لڑکوں کی آنکھوں سے بہت سی غلاطت بہتی
رہی اور یہی حال دوسری رات کو رہا تیسرے روز جب لڑکے صبح کو سوئے ہوئے
اٹھے بالکل تندرست تھے گویا کبھی اونکو آنکھوں کا عارضہ نہ تھا یہ حضرت سند
ایک سہارو دو سو نوے ہجری میں فوت ہوئے اور موضع کھوئی میران میں
دفنائے گئے۔

چھٹا چمن مجاہدین و مجاہدین کے ذکر میں

سیان سرنگا مجذوب نسوی قدس سرہ

یہ مجذوب شاہ نسوی میں سکونت رکھتا چونکہ شیخ فرید الدین گنج شکر بھی چند سال
نسوی میں قیام پذیر رہے تھے حضرت کی صحبت میں وہ اکثر حاضر ہا کرتا پھر جب خواجہ
فرید بعد وفات خواجہ قطب الدین بختیار کے جب خواجہ فرید دہلی میں آئے تو یہ
بھی دہلی میں آگیا اور حضرت کو روپروا کر زار زار رونے لگا اور کہا کہ نسوی میں میں

اکثر اوقات خدمت میں حاضر ہو کر فیضیاب ہو کر آتا تھا اب جو آپ سنا دینا و دہریت پر شکن ہیں بسبب ہجوم خلق مجھ کو زیارت بھی نصیب نہیں ہوتی یہ تقریر مجھ کو ب کی سنگر حضرت متاثر ہوئے اور اسکی خاطر دہلی چھوڑ کر بالسنی کو اسکی خاطر روانہ ہو گئے سال چھ سو چھیالیس میں اسکی وفات ہوئی۔

سو چھن مجذوب جو دھنی پاک ٹپٹی قدس سرہ

یہ مجذوب مرد صاحب حال و جذب و سکر تھا پہلے یہ ہندو تھا جب شوق الہی دیکھ کر ہوا تو بخدمت شیخ علاء الدین بنیرہ شیخ فرید الدین گنج شکر کے حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور مدینہ ہو کر بہرہ یاب شوق الہی ہوا چند روز کے بعد مجذوب ہو گیا عادت اسکی یہ تھی کہ کبھی دو دو تین تین ماہ کچھ نہیں کھاتا اور کبھی چار چار پانچ پانچ سیر طعام کھا جاتا ایک ذرا بوسا کسی نے دیکھا کہ چونہ کے انہار کے پاس بیٹھ کر چونہ پھانگ رہا تھا اس نے باعث پوچھا تو کہا کہ نفس حریص کا پیٹ نہیں بھرتا اس واسطے چاہتا ہوں کہ اسکا پیٹ پتھرون سے بھر دوں وفات اسکی شہادت سواٹھائیس ہجری میں واقع ہوئی۔

شیخ الہ دین مجذوب نارنولی قدس سرہ

یہ مجذوب نارنول میں رہتا تھا عادت اسکی یہ تھی کہ کوچہ و بازار میں اکثر کھیر کرتا اور جس جگہ بیٹھ جاتا کئی روز تک وہاں سے نہ اٹھتا ہر وقت اپنی آپ کو ساتھ باتیں کیا کرتا کبھی رونی کبھی منسنی لگ جاتا پورانی پھٹی گودری کے بنیر کچھ نہ پہنتا ہاتھ پانوں میں لوہے کے حلقے رکھ کر تاخوارق و کرامت اکثر اوقات اس سے ظاہر ہوتی اور جو شخص رو برو جاتا اس کے دل کا حال بات بات میں کہہ دیتا وفات اسکی بقول صاحب اجنار الاخیار پندرہویں شعبان شب ہرات کے روز سال نو سو چھیالیس ہجری میں ہوئی اور مجذوب صادق تاریخ وفات ہے۔

سیان معروف مجذوب دہلوی

یہ مجذوب دہلی کا رہنے والا تھا اور خواجہ قطب الدین بختیار کے مزار کے پاس قدیمی گنبد میں جو مقبرہ میں شیخ برہان الدین بلخی کے پاس ہی رہا کرتا تھا طاہری علم میں بھی اسکو کمال دخل تھا جب شیر شاہ بادشاہ نے قلعہ دہلی کو سال نو سو ستیالیس میں ویران کیا تو یہ مجذوب گم ہو گیا نہ معلوم کہاں گیا۔

شیخ حسن بودلہ مجذوب قدس سرہ

یہ شخص دہلی کے ایک امیر کا بیٹا تھا جب مجذوب ہوا تو اکثر سراپا بہرہ پھر کرتا تمام زمانہ اس کی بزرگی کا قائل تھا اکثر بزرگان وقت نے اسکو خواستین سول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں دیکھا اور اکثر لوگ جو مکہ معظمہ سے آئے وہ کہتے کہ ہم نے اسکو مکہ و مدینہ میں دیکھا تھا باوجودیکہ کبھی دہلی سے باہر نہ گیا تھا سال نو سو چو سٹھ میں اس کی وفات ہوئی اور قبہ دہلی میں ہے۔

شاہ ابوالغیث بخاری مجذوب قدس سرہ

فرزند لبند سید حاجی عبدالوہاب بخاری تھا جبکا ذکر خیر خاندان سہروردیہ میں تحریر ہو چکا ہے ایک بزرگ صاحب سکر و جذب و عشق و محبت تھا ابتداءً عمر میں جب یہ مدرسہ میں پڑھتا تو اور طالب علموں سے اول سبق پڑھتا اور کہتا کہ خدا جانے مجھ پر کونسی حالت آئیگی یہ وقت غنیمت ہے جب تحصیل سے فارغ ہوا تو بجزب بادب حقیقی مجذوب ہو گیا جذب و سکر کی حالت میں اکثر خوارق و کرامت بے اختیار اس سے سرزد ہوتی تھیں و بقریب عرس انکے گھر میں تمام روز تو اگر گرم رہا اور روٹیاں پکتی رہیں یہ بہ آہنی گرم تو سے کے اوپر دو لوہاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا اور کچھ اشراف نے کاپاؤں میں طاہر نو سال نو سو سٹھ میں وفات کی۔

میان مونگر مجذوب لاہوری قدس سرہ

یہ مجذوب لاہورین رہتا تھا حالات اسکے عجیب و غریب تھے شیخ حاجی محمد کا قول ہے کہ ایک مرتبہ ہم دہلی سے لاہور آئے میان حسن بولہ مجذوب بھی ہمارے ساتھ ساتھ چلا آیا جب بازار نخاس میں پہونچے میان مونگر وہاں پہونچا اور حسن کو دیکھ کر کہنے لگا کہ تجھ کو لاہور سے کیا غرض ہے آپ ہی چلا جا پہونچے وہ اوس وقت دہلی کو اوٹھ کر چلا گیا نہ نو سو اسی میں آپکی وفات ہے

جلیتی شاہ مجذوب کشمیری قدس سرہ

یہ مجذوب صاحب کشف و کرامت و جذب و سک کشمیر میں رہتا تھا جو کوئی اوس کے رو برو جاتا فی الفور اوس کے مافی الضمیر سے خبر دیتا شیخ مخدوم حمزہ کشمیری و شیخ بابا داؤد خاکی کی خدمت میں اکثر اوسکی آمد و رفت تھی جب اونکے پاس جاتا شیخ خلوت کر کے اوس سے اسرار الہی کی تقریریں کرتے وفات اس کی بقول صاحب تواریخ اعظمی نو سو اکیاسی سنہ ہجری میں واقع ہوئی اور نر کشمیر میں شیخ ہروی ریشی کے مقبرہ کے اندر ہے۔

شاہ بدیع الدین مجذوب کشمیری المشہور بادی شاہ

یہ بزرگ سر مست جام محبت و مدہوش شراب تھا بحالت تجوید و تفسیر زندگانی کرتا ہروی کے موسم میں جب برف برستی تو یہ جنگل میں تمام رات گزارتا ایسی حالت میں کہ سوا ہی ایک تہہ بند کی کوئی اور کپڑا اوسکے جسم پر نہوتا زبان ترجمان اوسکی سے جو کلمہ نکل جاتا اوسی طرح پر وقوع میں آتا اور باوجود حالت جذبے سے کلمہ یہہ اوس سے بر ملا کہتا علمائے کشمیر نے کئی مرتبہ اوسکے قتل کا فتوے لکھا مگر حاکم کشمیر نے حکم انجمن معذور اوس فتویٰ پر عمل نہ کیا وفات اوس کی

سال نوسو یا نوین ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار کشمیر میں ہے۔

خواجہ داؤد مجذوب کشمیری

یہ بزرگ کشمیر کے مجذوبوں سے صاحب جذب استغراق و مستی و بیخود می و بیہوشی تھا کھانے پینے پہننے کی بھی اوسکو چندان حاجت نہ تھی کبھی اوس نے اپنے ارادہ سے لقمہ منہ میں نہ رکھا جب کوئی لقمہ اٹھا کر اوس کے منہ میں ڈالتا تو کھالیتا پہلے یہ چند سال تک خاموش رہا اور کسی سے ہم کلام نہ ہوا جب گل ویرانہ میں اسکا مقام تھا آخر جب سال ایک ہزار چھپیس میں کشمیر میں و با آئی اور ہزار ہا لوگ مر گئے تو شہر کے لوگ جمع ہو کر طلب و عاف و با کے اس کے پاس گئی جواب دیا کہ اچھا آئینہ و با کے صدمہ سے کوئی ننگا سبک عیوض میں ہم ہی مر جاتے ہیں یہ کہہ کر زمین پر لیٹ گیا اور جان بحق تسلیم کی اوس روز سے کشمیر سے و بادور ہو گئی۔

شیخ مٹھا مجذوب نوشاہی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت حاجی محمد نوشاہ کبچ بخش کامرید تھا حالت جذب و استغراق اوس پر ایسی غالب ہوئی کہ ہمیشہ ویرانہ جنگل میں پھر اکر تا اور وحش و طیور کے ساتھ ہم کلام ہوتا اور جس شخص پر توجہ کرتا وہ بھی مجذوب ہو جاتا تمام عمر اوس کی اسی حالت میں گذر گئی آخر سال ایک ہزار ایک سو پندرہ میں فوت ہوا۔

سید شاہ عبداللہ مجذوب نوشاہی قدس سرہ

یہ شخص نواب میر تقی خان کا بیٹا منصب ارفع ہزاری دربار عالم گیری میں تھا جب ذبح حقیقی نے اوسکو اپنی محبت کی طرف کھینچا تو اوس کے دل میں ارادہ ترک دنیا کا پیدا ہوا مگر غامگی و بادشاہی تعلیق یک قلم اوس سے چھوٹی محال تھی اس لیے وہ نجمت شیخ حاجی محمد نوشاہ کے حاضر ہوا اوس وقت حاجی محمد بایا

اور ایک روز اون کی وفات میں باقی تھا حضرت نے اسکی بیعت قبول کی اور ذکر و شغل کی اجازت دی اس نے عرض کی کہ میرا ارادہ ترک دینا کا ہے سو وہ مجھے عمل میں آنا ممکن نہیں ہے سوائے اسکے کہ مجذوب ہو جاؤں حضرت فی جواب دیا کہ تعلق میں سبب تعلق رہنا مردوں کا کام ہے مجذوب ہونا آسان ہے اس نے غمانا اور مجذوب ہونے پر امر ار کیا یہاں تک کہ خدا کا واسطہ درمیان لایا ناچار حضرت نے ایک کرتہ حبس کو آپ چند روز پہن چکے تھے اوسکو دیا اور کہا کہ اسکو پہن لے بجز وہ پہننے کے عالم ملکوت اس پر ننگ شرف ہو گیا اور ایسی مستی و نینو دی طبیعت پر ظاہر ہوئی کہ دنیا و اہل دنیا سے بے خبر ہو گیا دن رات ویرانہ جنگل میں پھر اکر تا آخر اس لئے ایک ہزار ایک سو اکتیس ہجری میں وفات کی۔

نانو مجذوب نوشاہی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کامریہ تھا ابتدائی حال میں بے خودی و ہوشی و مستراق کی حالت اس پر طاری ہوئی یہاں تک کہ کھانے پینے پہننے کی پروا اوسکو نہ تھی ایک مرتبہ اس نے سنا کہ قیامت کے روز تمام خلقت سوائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی امر دے ریش ہوگی یہ سنا کہ اس نے موچنیہ خریدا اور تمام ریش و بردت کے بال اٹھا ڈالے اور کہا کہ جو بات قیامت کو ہونے والی ہے وہ ابھی سے ہو جائے تو بہتر ہے بعد وفات پر روشن خمیر کے یہ شخص جنگل کو نکل گیا اور آبادی کا رہنا ترک کیا و ہان اوسکو قلع الطریقوں نے سال ایک ہزار ایک سو پینتیس میں شہید کر دیا۔

حافظ طاہر مجذوب نوشاہی قدس سرہ

کتاب تذکرہ نوشاہی میں لکھا ہے کہ یہ شخص بعد حفظ قرآن و تحصیل علوم حاصل علم باطن کے لیے حضرت ملا شاہ قادری میانہ والا پیر کے خلیفہ کے پاس

چند سال حاضر رہا مگر وہاں اوسکو کچھ بہرہ ملا اور سخت بے اعتقاد ہو کر اسلام سے بھی برگشتہ ہو گیا رشتہ زنا رگروں میں ڈال لیا اور فقرا سی ہنود میں ملکر جا بجا گدائی کرنے لگا ایک روز اونکا گزر حضرت نوشاہ کے دولت خانہ پر ہوا حضرت نے حکم دیا کہ ہر ایک شخص کو غایگندم دید و چنانچہ سب کو مل گیا مگر حافظ طاہر کو کچھ نہ ملا کہ غلام ختم ہو چکا تھا سید غلام کے غم سے محروم و مایوس ہو کر پھر نے لگا تو حضرت نوشاہ نے اوسکو آواز دی اور کہا کہ حافظ طاہر تمہارے پاس آ کہ حصہ تیرا تمہارے پاس ہے اپنا نام سنکر یہ متعجب ہوا کہ میرے پاس سے کیونکر واقعہ ہوا جب پاس آیا تو حضرت نے اپنے خادم کو ارشاد کیا کہ اسکا کرتہ اتار کر اس کے گلے میں جو زنا رہے توڑ دے چنانچہ اوس نے توڑ دیا من بعد مجدد اسلامان ہوا اور ایک نظرفین اثر سے اوسکو واصل بحق کیا اوس روز سے حالت جذب و استغراق و بیخودی و بیہوشی اس طرح طاری یہاں تک ہوئی کہ سرایا بہ بہنہ جنگل میں پھر کر تاکسی سے تعلق نہ رکھتا آخر سال ایک ہزار ایک سو چھتیس میں مر گیا۔

معصوم شاہ مجذوب لاہوری

یہ مجذوب صاحب جذب و استغراق و بیہوشی و بی خودی جامع خوارق و کرامات لاہور کا رہنے والا تھا محلہ سید مٹھ میں ایک پڑانی چوہی کے دروازے میں اس کا قیام تھا آگ ہمیشہ اسکی روبرو روشن رہتی تھی اگر یہ اوس گھر کی چوہی دہلیہ پر بارہ برس تک اسے آگ جلائی مگر اوس دہلیہ کی لکڑی نہ جلی شیخ و باب الدین جو راقم الحروف کا ایک دوست تھا اپنی آنکھ کا دکھا ہوا حال اس طرح یہ بیان کرتا تھا کہ ایک روز ایک ہندو عورت بیوہ کسی سے کپڑا کشیدہ نکالنے کے واسطے لائی تھی اتفاقاً گذر سکا معصوم کی قیام گاہ کے آگے سے ہوا معصوم شاہ اوسکا دیکھ کر اونٹھ کھڑا ہوا اور وہ کپڑا اوس سے چھین کر آگ میں ڈال دیا چنانچہ جل گیا چونکہ مجذوب تھا ناچار عورت روئی ہوئی اسے گھر کو لے گیا مگر وہ حال اسے

نور محمد مقدم محلہ کے آگے بیان کیا وہ عورت کو ساتھ لیکر معصوم شاہ کے پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت یہ عورت بیوہ ہے کشیدہ نکالکر اور اجرت حاصل کر کے اپنا گزارہ کرتی ہے آج یہ بیگانہ کپڑا کشیدہ نکالنے کے لیے اجرت پر لائی تھی آپ نے وہ کپڑا حلال دیا اب یہ عاجز اپنی اجرت سے بھی محروم ہوئی اور ہر دست قیمت کپڑے کی کپڑے کے مالک کو دینی پڑی یہ نقد یہ کہان سے لائی گئی آپ نے یہ ظلم اس عاجز بیوہ پر کس واسطے کیا یہ بات سنکر معصوم شاہ ہنسا اور آگ کی راکھ دے کر کہے وہ کپڑا نیچے سے کشیدہ ہوا ہوا نکالکر عورت کے حوالہ کیا اور کہا کہ مائی جو کام تھنے کئی روز میں کرنا تھا وہ تھنے ایک روز میں کر دیا وفات اسکی سنہ ایک ہزار و سو چالیس میں واقع ہوئی اور مزار لوہاری دروازے کے باہر ہے۔

مستقیم شاہ لاہور فیض پوری مجذوب

یہ شخص قوم کا حجام تھا ایک روز ایک زمیندار کی حجامت اوسکی چاہ پر جا کر کر رہا تھا اتفاقاً ایک فقیر روشن ضمیر کا گزارہ اوس طرف ہو گیا اور اوسکی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ اسی حجام نیک نام میں پیسا ہوں سرد پانی پلاسی تو خدا سے اجر پائے مستقیم یہ بات سنکر اٹھ کھڑا ہوا اور چاہ سے تازہ پانی بھر لایا اور فقیر کو پلایا فقیر نے جب سرد پانی پیا ایک گرم لگاہ سے اوسکی طرف دیکھا بمجربہ دیکھنے کے مستقیم پر بیہوشی طاری ہوئی فی الفور زمین پر گر پڑا تین دن تک بیہوش رہا پھر جب ہوش میں آیا تارک دنیا ہو کر موضع فیض پور میں قیام کیا اور باقی کی عمر سستی و مجذوبی میں گزاری خوارق و کرامت اکثر اس سے ظاہر ہوئیں سنہ ۱۱۸۱ ایک ہزار و سو چالیس میں اسکی وفات ہوئی اور قبر موضع فیض پور میں ہے۔

فقیر تاجی شاہ مجذوب لاہوری

یہ شخص ایک فقیر مست و مجذوب تھا کبھی شہر میں اور کبھی جنگل میں پھرا کرتا مستانہ

باتین اکثر اسکی زبان سے نکلتی کبھی حاضرین کے رویہ و اس کے دل کی باتیں بھی بیان کر دیتا لاہور کے لوگ اکثر اس کے معتقد تھے سکھوں کی سلطنت کی خرابی کا حال پہلے ہی اس نے بیان کر دیا تھا یعنی جس روز رنجیت سنگھ مراٹھا اوسی روز کدیا تھا کہ نو بریس اور یہ سلطنت رہیگی پھر پنجاب کے مالک فرنگی ہو جائیں گے اور بھی بہت تذکرے مشہور ہیں چنانچہ ایک شخص نور قوم بخار حبیبی اولاد زندہ نہ رہتی تھی ان کے پاس اگر استدعی دعا کا ہوا فرمایا کہ ابکی تیرے گھر عمر دراز بیٹا ہو گا اوسکا نام بڑا رکھنا چنانچہ وہ لڑکا پیدا ہوا اور اب تیس برس کی عمر کو پہنچ گیا ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بحالت بیماری و آخری وقت کے انکو بلایا اور اپنی صحت کے لیے عرض کی جواب دیا کہ مناسب کے واسطے ہے جس طرح تیرا اور میرا باپ مر گیا ہے تو بھی مرنے والا ہے چندن کی لکڑی تیرے جلانے کے لیے لانی پچا ہے یہ سنکر وہ نا امید ہوا جب تاجی شاہ قلعہ سے نکلا رنجیت سنگھ نے جان دیدی آخر سال ایک ہزار دوسو کسٹھ ہجری میں فوت ہوا قبر لاہور میں باہر موی دروازہ کے ہے۔

نظام شاہ لاہوری مجذوب

یہ مجذوب صاحب جذب و شوق و ذوق و سکر لاہور کا رہنے والا تھا شہر او خیل میں پھر اکرتا شراب کے نشہ میں ہر وقت مستغرق رہتا لوگ اس کے بہت معتقد تھے جو روپیہ لوگ دیتے حاضرین وقت کو تقسیم کر دیتا اس کے حواری بہت مشہور ہیں چنانچہ جس روز راجہ مہر سنگھ مہاراجہ دلیپ سنگھ کا وزیر قتل ہوا تھا علی الصبح مسجد محلہ سادہ ہوان بدین آیا اور امام مسجد کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آج عید اضحیٰ کا روز ہے پورانی پورنی لپیٹ کر نئی پورنی بچھا دو لوگ اس بات سے تعجب ہوئے جب بیرون چڑھا راجہ مہر سنگھ لاہور سے بہ بہانہ شکار بھاگ نکلا سکھوں نے اوسکا تعاقب کر کے اوسکو مار ڈالا

اور جو اہر سنگہ کو وزیر بنایا اپنے مرگ سے چند سال پہلے اس نے اپنے رہنے کے لیے ایک مکان گورستان میانی میں بنایا وہاں ایک کاٹھ جو بی جیدین حکام مجرموں کے پائوڈالکر قفل لگا دیتے تھے تیار رکھا تھا جس پر کچھ غصی ہوتا اور ساوکیڑ کر اوس میں قید کر دیتا جب ایک دو ساعت گزرتی پھر پھوڑ دیتا ایک روز ایک شخص قوم جوگی مسلمان پر غضبناک ہوا جس نے اوس کے پانی پینے کا گلی کوڑہ توڑ ڈالا تھا اور حسب العادت اسکو بھی کاٹھ میں مقید کیا اور ایک گھڑی کے بعد خود ہی چھوڑ دیا اوس شخص نے ناراض ہو کر ستغاثہ اس بات کا بھنور مہیگیگر صاحب حاکم ضلع لاہور پیش کیا وہاں سے خدائش کو تو ال لاہور کے نام حکم جاری ہوا کہ مدعی علیہ کو سہ کاٹھ کے حاضر کرے چونکہ اوس روز شنبہ کا دن تھا دوسرے روز یکشنبہ کی تعطیل ہو گئی چونکہ خدائش کو تو ال بھی اسکا مقصد تھا وہ دوسرے روز خود اوس کے پاس گیا اور کہا کہ آپ کی طلبی صاحب ضلع کی کچری میں ہے کل آپ کو بیان کرنا ہو کر جانا ہوگا اور میں نوکر و محکوم سرکار انگریز ہوں حکم کی تعمیل میں معذور ہوں یہ بات سنکر نظام شاہ ہنسا اور کہا کہ ہم کو کل اپنے حاکم کی کچری میں حاضر ہونا ہے ہم کو فرنگی کی کچری میں کون لیجا سکتا ہے پس اوس رات قوالوں کو بلا کر تمام رات سماع میں مشغول رہ علی الصباح قوالوں کو رخصت کیا اور خود بستر پر ہت راحۃ کی اور جان بحق تسلیم کی جب یہ خبر شہر میں مشہور ہوئی ہزاروں لوگ جنازہ پر حاضر ہوئے اور بڑی عزت سے دفن کیا وفات نظام شاہ کی سال ایک ہزار دوسواونھتر میں واقع ہوئی اور قبر گورستان میانی میں ہے۔

مستان شاہ لاہور می مجذوب

مجذوبان با کمال و سرستان اہل حال سے تھا دنیا سے کمال بیزار تھا کیسے ساتھ اسکی گفتگو نہ تھی خود خوش و لباس سے کمال استغنا تھا مگر ماہ و سہ ماہ میں برہنہ بدن پھر کرتا کسی سے ہم کلام نہوتا البتہ اپنے منہ میں کچھ کہتا رہتا

لوگ ہزاروں قسم کے کھانے اور لباس و زینت اور س کے رو بہرہ لاکر رکھتے وہ
 نظر توجہ سے ادنیٰ طرف نہ دیکھتا کوئی رکھ جاتا اور کوئی اٹھا کر لے جاتا کبھی کسی کو
 خود اٹھا کر دیدیتا کھارون اور جولاہوں وغیرہ کا خانوں میں جب کبھی گذرتا
 تو اونٹن کا کام نہایت خوبی کے ساتھ کرنے لگ جاتا جب بھوکھ غالب ہوتی
 تو درختوں کے پتے کھا کر پیٹ بھرتا مہاراجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب کو کمال
 اعتقاد اسکی نسبت تھا ہزاروں روپیہ وہ دیتا مگر یہ نہ لیتا ایک مرتبہ رنجیت سنگھ
 اپنے ہاتھی پر بٹھلا کر قلعہ کو لیے جاتا تھا یہ ہاتھی کے اوپر سے کو دڑا ہزاروں خوار
 و کرامت اس سے سرزد ہوئیں جبکا تذکرہ مخلوق کی زبان پہ سے جب کوئی اہل حیات
 اسکو رو بہرہ جانا گفتگو گفتگو میں یہ اسکی مافی الضمیر کا حال کہہ دیتا آخر سال یکہزار
 دو سو تتر تری میں فوت ہوا قبر لاہور میں ہے۔

جلی شاہ مجذوب لاہوری

یہ شخص مرست صاحب جذب و استغراق تھا سیر بہت بھاری پگڑی پہنتا
 اور زبان سے بہت بولتا اسکا کلام اکثر سمجھا نہیں جاتا تھا جب کوئی رو بہرہ جاتا اسکی
 طرف متوجہ ہوتا بعض اوقات لوگوں کے دل کا حال برملا بیان کر دیتا لاہور کے
 گلی و بازاروں میں اکثر اسکی گردش تھی کوئی قیام گاہ اسکا نہ تھا اسی حالت سے
 اسکی عمر گذر گئی آخر سنہ ایک ہزار دو سو پچھٹھ میں مر گیا۔

ساتوان چمن عورتا صاحب کا کوکرین چوچیا میں گنیز چکی میں

بی بی حاج بی بی تاج بی بی نور بی بی حور بی بی گوہر

بی بی شہباز

عائذ ان اہل بیت سے یہ بے بیان عقیل بن علی کی پانچ لڑکیاں تھیں واقع

کر بلا کے وقت یہ شام میں تھیں امام حسین علیہ السلام کی آمد سنکر یہ کہلا پڑے
 آئین مگر ان کے آنے سے پہلے خاتمہ ہو چکا تھا اس واسطے یہ اپنے ہمراہوں کی
 ساتھ خوف خاندان نبی امیہ کے ہند کر دینے ہوئیں اور لاہور کے باہر کہ قیام
 کیا بہت لوگ ان کے قدم کی برکت سے مشرف باسلام ہوئے یہ خبر جب سہمی
 اہل اور اہل لاہور کو پہونچئی اوس نے اکثر اپنے دربار کے امیر و ن کی خدمت
 میں بھیجی اور کہلا بھیجا کہ یہاں سے چلی جائیں مگر جو شخص جاتا وہاں ہی مشرف
 باسلام ہو کر رہ جاتا آخر راجہ کا بیٹا گیا اوس نے بھی اسلام کا خلعت پہن لیا
 راجہ نے جب یہ حال سنا کمال غضبناک ہوا اور لشکر کے ساتھ ان کے
 قتل پر آمادہ ہو کر چلا جب نزدیک پہونچا تو بی بیوں نے خدا کی جناب میں
 عرض کی کہ ہکو نامحرموں کی نظر سے بچائے اور پیوند زمین کر لے چنانچہ سب
 بی بیان معہ خدام کے پیوند زمین ہو گئیں صرف اوڑنیوں کی نشان کے لیے
 باہر رہ گئی راجہ کا بیٹا جب کا نام بعد مسلمان ہونے کے جمال رکھا گیا تھا سلامت
 رہا راجہ اوسکو ساتھ لے گیا اور چاہا کہ وہ پھر اپنے قدیم دین کی طرف لوٹ
 کرے مگر اوس نے نہ مانا اور حضرات کے مزار پر مجاور ہو بیٹھا یہ عام روایت
 لوگوں کی زبان پر ہے اور کتاب تحفۃ الواصلین میں بھی یہی مضمون لکھا دیکھا
 ہے مگر قیاس نہیں چاہتا کہ واقعہ کہلا کے وقت یہ عرب سے ہند میں
 آئے ہوں مگر ان حضرات کی بزرگی و پختہ ہونے میں شک نہیں کہ مکان
 نہایت متبرک ہے اور کتاب تذکرہ حمید یہ میں جو مضمون مولف کی نظر میں
 گذرا ہے اوسکا لکھنا بھی لطف سے خالی نہیں اگرچہ کتاب خزینۃ الاصفیاء
 بندہ میں درج نہیں ہے وہ یہ ہے کہ سید احمد تختہ ترمزی جو لاہور گئے
 بزرگوں میں سے قطب یگانہ و غوث زمانہ تھے انکی پانچ لڑکیاں بی بی
 حاج و بی بی تاج و بی بی نور و بی بی حور و بی بی گوہر و بی بی شہباز تھیں اور
 پانچویں عابدہ و زائدہ و صاحب عبادت و ریاضت تھی جب چنگیز خان مغل

شہزادہ جلال الدین خوارزمی نے شکست کھائی اور ہند میں بھاگ آیا تو چنگیز خان کی فوج اس کے تعاقب میں پنجاب میں داخل ہوئی تمام ملک پنجاب اور خٹون نے غارت کر لیا شہر لاہور کے لوگ دو مہینے تک اس کے ساتھ لڑتے رہے جب شہر فتح ہوا تو افسر فوج نے حکم دیا کہ شہر کے لوگ سب کے سب قتل ہوں بلکہ کوئی ذمی جان حیوان بھی جان بڑھو چنانچہ ہزاروں انسان و حیوان قتل ہوئے اس وقت یہہ پانچون میدان شہر کے باہر اپنے صومعہ میں جہان انکا باپ رہتا تھا موجود تھیں جب مٹی لنین نے انکو قتل و غارت کرنا چاہا تو انھوں نے دعا کی کہ الہی تہ کو چوندین کرے اور نامحرم مردوں کی صورت نہ دکھلا چنانچہ دعا قبول ہوئی اور زمین نے انکو اپنے آپ میں چھپا لیا جب مٹی لنین دیوار توڑ کر مکان میں گئے کوئی ذمی جان موجود نہ پایا البتہ زمانہ کپڑوں کی کنارسے زمین کے باہر نظر آئے چند آدمی یہہ کرامت دیکھ کر مشرف باسلام ہوئے اور انھوں نے مجاوری اس مزار کو ہر بار کی اعتبار کر لی یہہ تقریر مشہور نہیں ہے شاید کوئی اس پر یقین نہ کر لیا مگر عجیب بھی نہیں ہے کہ ایسا ہوا ہو اور واقعہ غارت و قتل لاہور کا چھ سو چودہ ہجری میں وقوع میں آیا تھا اور سید احمد گتہ کی وفات سنہ چھ سو وین ہوئی تھی۔

بی بی سارہ قدس سرہ

یہہ بی بی شیخ نظام الدین ابوالوید دہلوی کی والدہ تھی نہایت بزرگ حافظہ و زہد و عابدہ و صاحبہ و ن اور رات اسکو سوائی عبادت و ریاضت کے کوئی کام نہ تھا اجناسا لایا رین لکھا ہے کہ ایک مرتبہ دہلی میں اساک بارش ہو گیا جب مخلوق نہایت تنگ ہوئی تو شہر کے اکابر ملکر شیخ نظام الدین ابوالوید کی خدمت میں حاضر ہوئی اور چاہا کہ شیخ نزول بابران رحمت کے لیے دعا کریں اور انکی التجا شیخ نے قبول کی اور منبر پر چڑھ کر ایک پرانا زمانہ کپڑا بغل سے لگا لا اور ہاتھ اوٹھا کر دعا کی کہ الہی میری والدہ کے پٹنے کی یہہ اور بھنی ہے جسکی تمام عمر میں نامحرم کی نظر سے اسکو تو نے محفوظ رکھا ہے پس اگر وہ غنیفہ پاکدامنہ و محفوظ تھی تو اسکی

پاکدامنی کے طفیل سے اپنے مخلوق کی دعا قبول کرا اور باران رحمت ہر سامع پر اس دعا کے ابر آسمان پر نمودار ہوا اور بارش شروع ہوئی اور تمام زمانہ سیراب ہو گیا وفات اس پاکدامنہ کی سنہ چھ سو اڑتیس ہجری میں ہے اور مزار پر انوار دہلی میں متصل مقبرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ہے۔

بی بی فاطمہ سام دہلوی قدس سرہ

یہ عورت صالحات و قانتات و عارفات شہر دہلی سے تھی سلطان المشائخ نظام الدین اور ان کے خلفاء کے ملفوظین ذکر اس بات کا بہت لکھا ہے اور حضرت سلطان المشائخ اکثر اوقات اس بی بی کے مزار پر جا کر مشغول بمراقبہ رہتے تھے اور حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر فرماتے تھے کہ بی بی فاطمہ سام دہلوی عورت اور باطن میں مرد ہے اور شیخ نجیب الدین متوکل شیخ فرید الدین گنج بھائی کو یہ بی بی اپنا بھائی کہتی تھی کتاب اخبار الاخبار میں بھی توفیق اس بی بی کی بہت لکھی ہے یہ بی بی صاحب علم و فضل و شاعرہ بھی تھی چنانچہ یہ شعر ہے بی بی کی تصانیف میں سے ہے۔

شعر

ہم عشق طلب کنی وہم جان خواہی ہر دو طلبی وے میسر نشود
وفات اس بی بی کی سنہ چھ سو تینتالیس میں ہوئی اور مزار دہلی میں ہے۔

بی بی قرسم خاتون والدہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ

بی بی عارفہ زمان و متجارب الدعوات تھی جو کچھ زبان مبارک سے فرمائی وہی وقوع میں آجاتا صاحب سیر الاولیاء و اخبار الاخبار و معارج الجلالہ لکھتے ہیں کہ جب خواجہ فرید الدین گنج شکر شہر لنسی سے بمقام اجودہ سن قیام پذیر ہوئے تو شیخ نجیب الدین متوکل اپنے بھائی کے لائے کے واسطے لنسی کو روانہ کیا چنانچہ

شیخ نجیب الدین ہنسے کو پہونچے اور والدہ کو ہمراہ لیکر اجودھن کو روانہ ہوئے راستہ میں ایک بیابان بے آب میں پہونچے بی بی کو تشنگی معلوم ہوئی اور نجیب الدین کو حکم دیا کہ پانی لائے نجیب الدین پانی کی تلاش کو گئے اور والدہ کو ایک درخت کے سایہ میں بٹھلا گئے جب بعد دو ساعت کے پانی لیکر آئے تو اوس درخت کے نیچے والدہ کو موجود نہ پایا تمام جنگل میں تلاش کی مگر کہیں سراغ نہ ملا آخر یایوس ہو کر اچوڑ کا راستہ لیا اور شیخ فرید الدین کی خدمت میں تمام سرگذشت بیان کی حضرت نے حکم دیا کہ کھانا بہت سا کھا کر درویشوں کو کھلاؤ اور بی بی صاحبہ کے لیے دعا مغفرت مانگو دو سال کے بعد جب پھر اتفاقاً گزر شیخ نجیب الدین کا اوسی جنگل میں ہوا تو دوبارہ تلاش میں مصروف ہوئے کہ شاید کہیں سے اوس معصومہ کے استخوان مل جائیں اور کچھ عجیب نہیں ہے کہ اوسکو کسی درندہ نے ہلاک کر ڈالا ہو آخر بعد تلاش ایک مقام سے چند استخوان مشابہ استخوان اونکونے اکتھاٹا اونکونے وہ استخوان ایک کیسہ میں ڈال لیے اور کیسہ کا منہ مضبوط باندھ لیا جب خوب فریدی کی خدمت میں حاضر ہوئے تمام حال ظاہر کیا اور کیسہ پیش کیا حضرت نے جب کیسہ کھول کر دیکھا تو خالی پایا کوئی ہڈی اوس میں موجود نہ تھی معلوم ہوا کہ یہ بھی اسرار الہی میں سے تھا واقعہ کم شدگی اس عقیقہ کا سنہ چھ ستوتیا کیس رنجیری میں واقع ہوا۔

بی بی زلیخا قدس سرہا

سید بی بی حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی نظام الدین بدایونی دہلوی چشتی کی والدہ نہایت بزرگ و صالحہ صاحبہ عفت و عصمت عابدہ و زاہدہ تھی حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جب میری والدہ کو کوئی مہم دینی و دنیاوی پیش آتی خداوند تعالیٰ اوسکو خواب میں اوس کے انجام سے آگاہ کر دیتے تھے اور سر حاجت جو ٹھیکہ پیش آتی والدہ کی قبر پر جا کر میں خدا کی جناب میں دعا کرتا رہا دعا کبھی مسترد نہ ہوتی چنانچہ سلطان قطب الدین مبارک خلیجی نے جب میرے

برخلاف ہو کر ٹھیکہ اس بات پر مجبور کیا کہ میں ہر چاند رات اس کے پاس ماہ نو مبارک
کھنے کے لیے جایا کروں تو میں والدہ کی قبر پر گیا اور دفع منہرت سلطان کے لیے
دعا کی آئینہ چاند رات کو وہ حسن و شاہ اپنے صاحب کے ہاتھ سے مارا گیا وفات
اس بی بی کی سال چھ سو اڑتالیس میں واقع ہوئی اور مزار متصل مقبرہ شیخ نجیب الدین
مستوحل کے ہے۔

بی بی اولیا قدس سرہا

یہ بی بی پاکدامن دہلی میں رہتی تھی کمال بزرگ و صاحب عبادت تھی صاحب
اخبار والا خیر تحریفات ہے کہ جب یہ بی بی عبادت کے چلہ میں بیٹھتی چالیس عدد
لوگ اور ایک لوٹا پانی کا ہمراہ لیجاتی اور حجرہ میں بیٹھ کر دروازہ معمور کر دیتی بعد
چالیس روز کے جب لکھتی مہنوزا وں چالیس لوگ سے چند لوگ باقی ہوتی سلطان
محمد تغلق بادشاہ دہلی اسکا کمال متقد تھا وفات اسکی سنہ چھ سو چھپن ہجری میں
واقع ہوئی۔

بی بی راستی قدس سرہا

یہ بی بی زوجہ شیخ صدر الدین عارف شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور والدہ
شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی کی تھی عابدہ و زاہدہ و حافظة و متقیہ کہ ہر روز
ایک مرتبہ قرآن ختم کرتی اور نسبت ارادت اپنے خسر بہاء الدین زکریا کو ساتھ
رکھتی تھی بہت سی عورات کو فیض نسبت سہروردیہ اسکی ذات بابرکات
سے پہنچا وفات اسکی سنہ چھ سو چھپن ہجری میں واقع ہوئی۔

عارفہ کاملہ بی بی لکشمیر سی *

یہ بی بی صاحب جذب و استغراق و عشق و محبت و زہد و ریاضت خاص شہر
سری لکشمیر کی رہنے والی تھی والدین اسکی علاقہ لوگری راجہ رجن دیو والی
لکشمیر کے ساتھ رکھتی تھی جب راجہ توجہ موجہ شیخ مویذ الدین بلبل شاہ مسلمان

ہو گیا تو وہ بھی مسلمان ہو کر شیخ بیل شاہ کی مرید ہوئی شیخ اسکا واسطی لڑکی کہتے
 تھے جب بالغ ہوئی تو توجہ اسکا دنیا کی طرف کم تھا آخر ایک شخص کے ساتھ اسکی
 شادی ہو گئی بسبب عدم توجہ کرنے بامورات خانہ داری و شغل بعبادت
 و ریاضت تعاون اسکو ہرگز نہیں چاہتا تھا ایک روز یہ پانی کا گھڑا بھر کر لئے
 آتی تھی اور گھڑا سر اوٹھاے ہوئے کئی شوہر اسکا پیچھے سے آیا اور چوب دستی
 اسکو ماری وہ گھڑے کو لگی اور گھڑا ٹوٹ گیا خدا کی قدرت سے اسے گھڑے کے
 ٹکڑے تو زمین پر گر پڑے اور پانی برون کی صورت جم کر اسکے سر پر موجود رہا قوی طرح
 یہ گھر میں آئی اور وہ پانی اس نے اور برتن میں ڈال لیا اور پانی ماندہ زمین پر
 پھینک دیا وہاں سے نیا چشمہ جاری ہو گیا یہ حالت دیکھ کر خاوندانے اسکو
 آواز دے دیا اور تمام کشمیری لوگ اسکی بزرگی کے معتقد ہوئے چنانچہ کچھ طرحی عبادت
 و ریاضت میں مصروف ہوئے تمام رات اور دن دیرانہ جنگل میں بھرا کرتی
 اور ایسی مجذوب ہوئی کہ ستر عورت تک بھی اسکو پروا نہ تھی ایک روز یہ برہنہ
 تن بازار میں چلی جاتی تھی دور سے دیکھا کہ شیخ بیل شاہ چلے آتے ہیں بولی کہ
 مرد آگیا اور دو ٹکڑا ایک تنور میں کہ آگ اس میں روشن تھی چاچھپی لوگوں نے
 شور مچایا کہ اللہ دی یہ کھانا تو نے شور مچا رکھا ہے باہر نکل بچہ دینے اس
 اور ایک لڑکی کہ اللہ دی یہ کھانا تو نے شور مچا رکھا ہے باہر نکل بچہ دینے اس
 بات بنگلیوں پوشاک پہنے ہوئے تنور سے باہر نکل آئی اسکے خوف و راست کو تذکرہ کر
 اور بھی بہت ہیں جنکے اندراج سے خوف طوالت ہے واقعہ اسکی وفات کا اس
 طرح پر درج تو ایک اعظمی ہے کہ جب آخری وقت اسکا قریب آیا حاضرین کو ارشاد
 کیا کہ سب کے سب چلے جائیں اور اسکو تمنا چھوڑ جائیں چنانچہ سب لوگ
 وہاں سے دور جا بھڑکے جب تنہا رہ گئے تو جسم عنصری اسکا مانند روح آسمان
 کو پرواز کر گیا اور طوقہ العین میں لوگوں کی نظر سے غایب ہو گیا اور یہ واقعہ
 سات سو چھپن میں وقوع میں آیا۔

بی بی فاطمہ سیدہ المشہور بی بی بڑی

یہ بی بی حضرت میران محمد شاہ موج دریا بناری کی زوجہ اور حضرت سید عبدالقادر ثالث بن سید عبدالوہاب بن سید محمد بالا پیر گیلانی کی لڑکی تھی نہایت بزرگ عابدہ و زاہدہ و متقیہ و ذکرہ خوارق و کرامت اکثر نے اختیار ان سے سرزد ہوئیں ایک روز کا ذکر ہے کہ بی بی صاحبہ نے عمر کی نماز کیا اسلئے وضو کیا اتفاقاً ردای مبارک بغل سے نکل کر کچڑ میں جا پڑی اور پلید ہو گئی بی بی نے اوسکو اوسی وقت دھویا اور چاہا کہ دھوپ میں ڈال کر اوسکو منگھائیں چونکہ دھوپ اوس وقت میر کے درخت کے اوپر کی شاخوں پر تھی جو اونکے گھر کے صحن میں تھا بسبب پردہ دارحاکم کے بی بی اوپر نہ چڑھ سکین اور درخت کو ارشاد کیا کہ پست ہو جاو درخت فی الفور پست ہو گیا اور بی بی نے اوس پر چادر ڈالی تو پھر اونچا ہو گیا اوس وقت میران محمد شاہ خالقہ کے صحن میں تھے اونھوں نے دیکھا کہ بی بی کی چادر درخت کے اوپر سوکھ رہی ہے بی بی خود اوس پر چڑھی ہوئی اس بات سے غضبناک ہو کر گھر میں گئے اور حال دریافت کیا بی بی نے تمام حال راست راست کہلایا فرمایا کہ جس طرح چادر تو نے درخت پر ڈالی ہے اوسی طرح میرے سہاٹے اوتا سہاٹے تو جھکویتیں آتا ہے بی بی پھر درخت کے روبرو گئی اور پست ہونے کے لیے ارشاد کیا درخت فی الفور پست ہو گیا اور بی بی نے چادر اوتار لی یہ حال دیکھ کر میران محمد شاہ نے پوچھا کہ یہ نعمت جھکو کمان سے ملی کہا کہ یہ دولت سوروشی آبا کی میری ہی وفات بی بی کی بلالہ ایک ہزار سولہ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار بیرون مزار میران محمد شاہ کے ہے۔

بی بی جمال خاتون قدس سرہا

یہ بی بی کمال بزرگ کبار عارفات سے تھی اور ترک و تجرید میں راہ و وقت نسبت عالیہ سلسلہ قادریہ اسکو اپنے برادر حقیقی میا نمیر بالا پیر لاہوری و والد

ماجدہ سے حامل تھی تمام دن اور رات سوائے عبادت کے اوسکو کچھ کام نہ تھا کتاب
سکینۃ الاولیاء و سفینۃ الاولیاء میں حضرت داراشکوہ نے اس بی بی کا مفصل حال لکھا
ہے اور درج کیا ہے کہ حضرت کے گھر میں قریب دوسن کے غلہ گندم تھا ایک دن
بی بی نے اوس میں ہاتھ ڈالا تو یہ برکت ہوئی کہ ایک سال تک برابر روزمرہ
غلہ اوس سے خرچ فقرا و غریبا و درویشان خالقہ وغیرہ و ابندگان کے خوراک
کے لیے نکلتا رہا گویا وہ دوسن غلہ کئی سو من بن گیا آخر یہ خبر میانہ پیر
کو ہوئی تو فرمایا کہ اظہار کرامت منع ہے اور خدا روزی دہندہ ہے کیا ضرور
ہے کہ اس طرح غلہ حاصل کیا جائے وفات بی بی کی سال ایک ہزار اوچاس
ہجری میں ہوئی اور مدفن شریف لاہور میں احاطہ خالقہ کے اندر ہے۔

مائی بھالگی لاہوری قدس سرہ

یہ عورت مجذوبہ و ستانہ لاہور میں رہتی تھی پہلے یہ شراب فروش کا کام کرتی
چونکہ سینہ و جمیلہ و شکلیہ تھی بہت سے عیاش اس شمع پر پروانہ تھے اوس نے
اس پیشے سے بہت سارو پیہ جمع کیا تھا آخر ایک روز ایک مرد خدا و الفقار
نام آپہونیا اور اس سے پیالہ شراب کا طلب کیا اس نے چھ دیا اوس نے ایک گھونٹ
خود پیا اور باقی اسکو دیکر کہا کہ پی لے مجھ دینے کے یہ مجذوبہ ہو گئی اور کپڑے
پھاڑ ڈالے تمام زیورات مار کر پھینک دیا گھر کا اسباب تمام لٹوا دیا اور ایک
پرائی گوڈر سی لیکر اکبری دروازے کے پاس ایک میدان میں قیام پذیر ہو گئی
حالت جذب و استغراق میں جو زبان سے کہتی وقوع میں آجاتا مہاراجہ جیہ سنگ
اسکا کمال متفقہ تھا اگرچہ یہ اوسکو گالیان دیتی مگر وہ اوس کا پیچھا نہ چھوڑتا اور
گنگا رام پنڈت دہلوی بھی اسکے پاس ہر روز آتا ایک روز اس کی زبان سے
نکلا کہ جادو بار میں دیوانی کا کام کر میرے پیچھے کیوں پڑا ہے پس اوسی روز
اوسکو دیوانی کا کام مل گیا آخر عمر میں اسکو عمارت کا بہت شوق تھا اور چند عمارتیں

بنوائی آخر سال ایک ہزار دو سو چھٹھ مین مرگئی۔

زیارات عالیات موجودہ شہر لاہور

اگرچہ ذکر کرنا اور حال لکھنا ان زیارات کا مستحق مقابر اور ذکر خیر زنگان دین و مشائخ اہل یقین نہیں مگر من اس لحاظ سے کہ ان زیارات کے حال سے اب تک تھوڑے آدمی واقف تھے اور ان سندسے اور سچی زیارت کا ذکر کسی کو معلوم نہ تھا اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ یہہ تشیخ بھی اس کتاب میں ج کی جائے اور اس فیض خاص کو عام کیا جائے اور واضح ہے کہ یہہ زیارات عالیات خاص لاہور میں دو مقام پر رکھے ہیں ایک تو قلعہ لاہور کے اندر بحفاظت سرکاری دوسرے خاندان فقیر عزیز الدین و نور الدین مرحوم و مغفور کے قبضہ میں رکھے ہیں اصل حال ان زیارت کا بادشاہی اسناد کے بموجب ایسا ثابت ہوتا ہے کہ جب امیر تیمور گورگان صاحب قرآن نے بسال سنہ آٹھ سو تین ہجری میں عرب کے ملک پر یورش کی اور شہر و مشق کو محاصہ میں لیا تو اس شہر کے علما و فضلا و سادات کرام بہت سے تحالین و تبرکات لیکر امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امان حاصل کی کچھ تو تبرکات اس وقت امیر تیمور کو ملی اور باقی ماندہ زیارات و آثار عالیات لیکر وکیل سلطان قسطنطنیہ کا سنہ آٹھ سو پانچ مین بحضور امیر حاضر ہوا اور یہہ تمام زیارات تیموری خاندان میں آگئیں آخر جب بابر شاہ دہلی آیا تو وہ اون زیارات کو ساتھ لایا اس روز سے برابر یہہ دہلی میں رہیں اور شاہان چغتائی پشت بہ پشت ان پر قابض چلے آئے احمد شاہ محمد شاہ کے بیٹے کے وقت جب دہلی کی سلطنت کمزور ہو گئی اور احمد شاہ درانی نے کابل سے آکر دہلی پر فتح پائی تو وہ مغلائی بیگم احمد شاہ کی بہن اور محمد شاہ کی بیٹی کی شادی اپنے بیٹے تیمور کے ساتھ کر کے مغلائی بیگم کو کابل لے گیا کابل میں جا کر مغلائی بیگم بھاری ہو گئی اور اوسکی والدہ ملکہ نانی محمد شاہ

بادشاہ کی عورت اپنی بیٹی کی تیمارداری کے واسطے کابل کے سمت کو دہلی سے
 روانہ ہوئی اور سوقت ملک کے ساتھ بہت مال نقد و زیور و اسباب تھا اور یہ کل
 زیارات بھی اوس نے روانگی کے وقت اپنے ساتھ لی لین تھیں کیونکہ اوسکا ارادہ
 تھا کہ پھر دہلی کی طرف نہ آوے اور جب تک زندہ رہے اپنی بیٹی منگانی بیگم کے
 پاس رہی جب ملک زمانہ فیصلہ حیرت و شیمانی قلعہ سیالکوٹ کے متصل پہونچی
 تو سکھان کفن و زونے کل مال و اموال ملک کا غارت کر لیا اور ان زیارات کو مال
 ناکارہ تصور کر کے چھوڑ گئے بعد اس حیرانی کے ملک زمانہ راجہ رنجیت دیو والی جموں کے
 پاس گئی اور چاہا کہ وہاں پھر سامان درست کر کے کابل کو روانہ ہواتے مین و مان
 ملک کو بیٹی کے مرجانے اور نفس کے ہند کی طرف روانہ ہونے کی خبر پہونچی اور وہ
 چندے جموں میں ٹھہری رہی جب انش منگانی بیگم کی مع اوسکے کل مال و اموال ہنر
 کے سیالکوٹ میں آئی تو گوجر سنگ وغیرہ سکھوں نے ملک و مردہ کا مال بھی لوٹ لیا اور
 مردہ کے پاس سوائے کفن کے باقی کچھ بچا جسے جموں میں گئی تو ملک زمانہ
 بسبب کم خرچی اور بے سامانی کے سخت حیرانی میں تھی اور رنجیت دیو نے بھی
 ہر چند چاہا کہ ملک راستہ کا خرچہ چھپے لیکن مگر منظور و آخر اوس نے ان زیارات
 کو بوجھ اسی ہزار روپیہ گئے ایک سو داکر کے پاس گرہ رکھا اور روپیہ لیکر بچھا فطرت
 فوج راجہ جموں کے پہاڑ سے اوتری جب قصبہ چٹائی کے پاس آئی تو شاہ محمد رضا
 حاکم چٹائی و چودھری پیر محمد حاکم رسول نگر مع شیخ سوہند او غلام محمد پیران خرد سال
 اپنی کے ملک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ حضرت ملک وہ
 زیارات عالیات ہم کو بخش دیں ملک زمانہ براہ مہربانی پچیس ہزار روپیہ دیے سوائے
 زبرجین کے لینا کر کے اس بات پر راضی ہوئی اور روپیہ لیکر سند عطایات بھر
 خود اوٹکو لکھ دی اور اجازت دی کہ وہ اسی ہزار روپیہ مرثیوں کو دیکر زیارتین
 کے لین میں شاہ محمد رضا و غلام محمد نے کل زیارات حاصل کر کے آپس میں نصف
 نصف تقسیم کر لین اور اب وہی تقسیم کی ہوئی زیارتین دو مقام پر رکھی ہیں

جبکہ حال علیحدہ علیحدہ تحریر ہوتا ہے اول حصہ پیر محمد حاکم رسول نگر کا یہ حال ہے کہ یہ زیارتیں اوس کے حصہ کی بمقام رسول نگر پیر محمد کے قبضہ میں رہیں اوس کے مرنے کے بعد اوس کا بیٹا غلام محمد قابض ہوا اوس کے وقت شگنائے میں جب تکیت سنگ کے باب مہمان سنگ نے قسم اٹھا کر غلام محمد کو قید کر لیا اور اوس کے کل ملک پر قابض ہوا تو درون موضع سبزاوے کے گذارہ کے واسطے بحال رکھا تو غلام محمد اپنے خیال و اطمینان و زیارات کو لیکر جو موضع سبزاوے گیا مگر مہمان سنگ نے وہاں بھی اوس کو چین نہ دیا اور تھوڑی ہی مدت کے بعد سبزاوے بھی اوس سے لیکر زیارت بھی چھین لین چھوڑ یہ زیارات گوجرانوالہ کے قلعہ میں لاکر رکھیں گئیں مہمان سنگ کے مرنے کے بعد السلطہ ہجری میں جب شاہ زمان درانی کا بل سے آیا تو نجیت سنگ نے خوف کے ماتے اچھا اچھا مال و اسباب اور یہ زیارتیں گوجرانوالہ سے اپنی ساتھی کنور کے پاس بقلعہ کیے ان بھی دین وہاں یہ تبرکات ایک بالا خانہ میں رکھی گئی اتفاقاً اوس قلعہ میں ایک مرتبہ آگ لگ گئی اور تمام قلعہ جل گیا مگر جس بالا خانہ میں یہ تبرکات تھیں اور اوس کے نیچے منزل میں باروت بھرا ہوا تھا آگ وہاں تک پہنچ کر خود بخود مٹ گئی اوس روز سے سدا کنور کو ان زیارات کی نسبت نہایت عقائد پیدا ہوا اور نجیت سنگ باوجودیکہ چند بار اسکے لینے کے واسطے بجا ہوا مگر اوس نے زمین جب سخت تاکید ہوئی تو اوس نے یہ زیارات قلعہ کیریاں سے نکالوا کر قلعہ چونڈہ کو بھیج دین آخر جب کل سدا کنور کا نجیت سنگ نے چھین لیا تو اوس نے یہ زیارات شیر سنگ اپنی دھوتی نجیت سنگ کی بیٹی کو دیدین اور وہ اپنے قتل کے دن تک اپنے پاس رکھتا تھا جب ہمارا گیا تو راجہ ہیر سنگ وزیر نے یہ زیارت اپنی حویلی میں رکھیں وہاں جو کوئی اسی بے احتیاطی ہوئی تو جس قدر موسے مبارک نلکیوں میں تھو وہ سب کم ہو گئی اور نلکیاں خالی رہ گئیں جب ہیر سنگ ہمارا گیا تو سردار جواہر سنگ وزیر نے یہ زیارات ہیر سنگ کی حویلی سے منگوا کر قلعہ لاہور میں رکھیں کہ اب تک قلعہ میں موجود ہیں ۔ دوسرا حصہ ان زیارتیں

جوشہ محمد رضا حاکم چٹھی کے پاس تھا اور سکا یہ حال تھا کہ شاہ محمد رضا تاجین جیسا
ان پر قابض رہا پھر شیخ سوندھا پھر شیخ فضل الہی و شیخ جیون کے قبضہ میں
آئیں اور انکی وقت میں حکم نجات سنگ فقیر نور الدین مرحوم چٹھی کی تسخیر کیا اسطے
مأمور ہوئے انھوں نے اطاعت قبول کی اور حکومت سے دست بردار ہوئے
اور اس وقت یہ کل زیارات فقیر صاحب مرحوم نے شیخ جیون و فضل الہی سے چند
مرتبہ کر کے خرید کیں اور سندیں دستاویزی لکھالیں۔

تفصیل زیارات موجودہ قلعہ لاہور

ان زیارات عالیات میں آٹھ تو متعلق بحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
اول حمامہ مقدس سبز رنگ مع تاج دست مبارک سے باندھا ہوا دوم جیہ
مبارک بزرگ سبز سیوم و لوق مبارک بخبوط سفید و سرخ چارم یا جامہ بزرگ
سفید پنجم نقش قدم شریف بزرگ صندلی ششم نعل مبارک چرمی
بقدر چارہ انگشت مقیم عصائی مبارک چوبی ڈیڈہ گز لمبا ہشتم پیرچم علم
شریف سفید رنگ آئینہ دار ایک اور زیارات متعلق بجناب علی المرتضیٰ
علیہ السلام تین ہیں اول پہلا سپارہ قرآن شریف کا حضرت کے دستخطی
بخط کوفی لکھا ہوا سفید کا غدیر دوسری دستار مبارک مع تاج حضرت کے
ہاتھ کی بندھی ہوئی تیسرے نوید صد در صد خاص دستخطی جناب کا اور زیارت
متعلقہ بفاطمہ الزہراء والی قیامت بنت النبی علیہا السلام دو ہیں اول ایک
رومال جس پر حضرت بی بی صاحبہ کے ہاتھ کا چکن نکالا ہوا ہے دوسرے ایک
جاسی نماز اوس پر بھی کشیدہ چکن کا ہے اور زیارات متعلق بجناب امام حسن
علیہ السلام دو ہیں ایک سورہ یاسین و سورہ صافات دستخطی حضرت کے
بخط کوفی لکھی ہوئی دوسری دستار مبارک حضرت کی صندلی رنگ تکی ہوئی
اور تبرکات متعلق بسید الکونین امام حسین علیہ السلام تین ہیں اول تیسرا

سیارہ قرآن کا حضرت کے دستخطی لکھا ہوا بخط کوفی و قطع بیاضی و کاغذ سفید دوسری
دستار مبارک ایک تہ کی ہوئی صندلی رنگ تیسرے تاج مبارک صندلی رنگ ایک
اور تبرکات متعلق بہ حضرت غوث الاعظم قطب العالم محی الدین ابو محمد عبدالقادر عیلاتی
الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ تین ہین اول دستار یعنی ابریشمی نما تہ کی ہوئی دوسری
رضای پاریچہ قصب مصری کی ابریشمی نما تیسرے جابی نماز دوسری جسکا ابرہہ سرخ
اور استر زورنگ مائل لبرخی ہے اور تبرک متعلق بطاؤس مینی اولیس قری صرف
ایک انت حضرت کا ڈبہ بین رکھا ہوا ہے اور تبرکات متفرق سات عدد ہین
ایک اول صندوق جس میں موسیٰ مبارک کی نلیان خالی رکھی ہین دوسرے
بیت اللہ کے غلاف کا لکڑہہ برنگ سیاہ تیسرے غلاف روضہ مطہرہ امام حسن
وحسین علیہما السلام دو عدد چوتھے غلاف روضہ عالیہ حضرت غوث الاعظم
رضی اللہ عنہ پانچویں خاک کر بلا مصلیٰ خون آلودہ ایک ڈیچہ بی نقش نقیلین سردور
اگونین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر کا غذا کندہ ساتویں غلاف کسی روضہ نامعلوم الاسم
ٹا یہ کل اونٹنیس زیارتین قلعہ لاہور میں بقبضہ سرکار انگریزی علیہ مکان میں
بجناط تمام بہ تحویل منشی غلام محمد تھو لیدار رکھی ہین۔

نقصیل زیارات حصہ دوم فقیر صاحبون خاندان میں ہین

ان کل زیارات عالیات میں سے گیارہ زیارتین تو متعلق سہرورد کا منات
خلاصہ موجودت علیہ الصلوٰۃ ہین اول موسیٰ مبارک حضرت کا برنگ سیاہ دوم
جہ مبارک سوم نقش پنجہ دست مبارک کالے پتھر پر بجزرد سالی شق صدر
کی وقت کا چوتھے تاج مبارک برنگ سیاہ پانچویں لعل چرمی ایک پانون جھنگے
ساتھہ کا دوسرا قلعہ کی زیارات میں ہے چھٹی قدم مبارک پتھر پر ساتویں موسیٰ
مبارک چٹائی رنگ آٹھویں شانہ مبارک نوین النی دسویں مسواک گیارہویں
پانی پینے کا جام اور زیارت متعلقہ بخلیفہ عالی جناب عمر رضا ابن الخطاب رضی اللہ عنہ

صرف ایک تسبیح شریف ہے اور زیارات متعلق علی المرتضیٰ علیہ السلام پانچ ہین اول سو
 مبارک دوسرے جیہ مبارک تیسرے تاج مبارک چوتھے عصای مبارک پانچویں بیچ
 مبارک پھر پراور زیارت متعلق بحضرات فاطمہ الزہرا خاتون قیامت علیہ السلام
 حضرت ایک روای مبارک ہے اور تبرکات متعلق بحباب امام حسن علیہ السلام سنا
 ہین اول موسیٰ مبارک دوم کمر بند تیسری زلف شریف چوتھے اوراق قرآن شریف
 حضرت کے دستخطی ہین کے چڑے پر پانچویں دھپھی دونوں زلفین حضرت کی ساتویں
 تمام وکمال قرآن شریف حضرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا اور زیارات متعلق بحباب
 امام حسین علیہ السلام پانچ ہین اول کمر بند دوم زلفین مبارک تیسری قرآن شریف
 کے اوراق ہین کے چڑے پر لکھے ہوئے چوتھے تسبیح اور زیارات متعلق بہ امام
 زین العابدین رضی اللہ عنہ دو ہین ایک قرآن شریف کے اوراق حضرت کے
 لکھے ہوئے دوسرے فرہ علم مبارک حضرت عباس علیہ السلام کا اور تبرکات متعلق
 بہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ صرف ایک کتاب جامع جعفر حضرت کی لکھی ہوئی
 موجود ہے اور تبرک متعلق بہ دو امام حسن حسین علیہما السلام دونوں حضرات کی
 دونوں زلفین ہین جو یکجا کھین ہین اور تبرکات متعلق بغوث الارض والسموات
 محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ پانچ ہین اول حضرت کا موسیٰ مبارک
 دوم قرآن شریف حضرت کے ہاتھ سے بخط بغدادی لکھا ہوا تیسری تسبیح
 چوتھی جانماز پانچویں پانی پینے کا کاسہ علاوہ ان کے متعلق زیارتیں سات عدد
 ہین اول علم مبارک خاص کربلا کے جنگ کا دوسرے تسبیح خاک شفا کی تیسرے
 ایک ڈبہ خاک کربلا سے بھرا ہوا چوتھے ایک شجر کپڑا جس پر سورہ انا فتحنا لکھی ہے
 پانچویں بیت اللہ کا غلاف روضہ عالیہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتویں غلاف
 روضہ عالیہ امام حسن علیہ السلام اور یہ کل مینتالیس زیارات بڑی ایک عالیشان
 علیحدہ مکان میں جسکو دربار شریف کہتے ہین رکھی ہین اور ماقط و طیفہ خوان وہاں
 ہمیشہ قرآن و تظاہر پڑھنے کے واسطے مامور ہین مکان عالیشان بنا ہوا ہے

اور بیک زیارت چاندی اور سونی اور پچھ قیستی کے نلکیوں میں بکمال حفاظت رکھی ہوئی ہیں فقیر شمس الدین مرحوم مغفور نے بکمال محبت اور شوق کے بہت سا روپیہ خرچ کر کے وہ چاندی سونے کی نلکیاں بنوائی تھیں خداونکی اس سعی جمیلہ کا اجر عاقبت میں بخشے آمین۔

حالات بزرگان پنجابی و قاضی خانچہ بدایہ نبین پوچھا

حضرت سید صوف لاہوری قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار خاص لاہور میں میدان چوک روہڑوی دروازہ مسجد وزیر خان ہے مکان نہایت پرفیض و بارعب ہے پہلے حضرت کے مرقد مقدس چار دیواری کے اندر تھی اب محمد سلطان ٹھیکہ دار نے اس پر گنبد بنوایا ہے اکثر یہ بات مشہور ہے کہ کوئی شخص چالیس روز برابر اس مزار پر آئے نہیں پاتا سو اے اوس شخص کے کہ اوسکی دل کی مراد کا حاصل ہونا تقیر بانی میں ہو اور جو شخص محروم از لی ہوتا ہے اوسکو چلے کے اندر ہی اسی دہشت دکھلائی دیتی ہے کہ پھر وہ اوس مزار پر نہیں جاتا ہر ایک مہینے میں چند راوت مند لوگ یہاں جمع ہو کر درنی فاتحہ پڑھتے ہیں اگرچہ درست احوال اس بزرگ کا ثابت نہیں ہوتا کہ یہ حضرت کبار و کس زمانہ میں ہوا مگر رسالہ تحفۃ الاولیاء میں سے اتنا پایا جاتا ہے کہ یہ بزرگ ہم عصر حضرت میران بادشاہ کا تھا اور اسی خیال سے لوگ مشہور کر گئے ہیں کہ یہ حقیقی بھائی میران بادشاہ کا ہے شاید ایسا ہی ہو مگر ثبوت جیسے کہ چاہئے نہیں ہے۔

سید سربلند قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار بھی شہر لاہور کے اندر مسجد وزیر خان کی شمال کے طرف طویلہ

کلاں کے اندر ہے مکان نہایت متبرک و پرفیض ہے ہر سال عرس بھی ہوتا ہے چارویواری کے اندر مزار پختہ بنا ہوا ہے یہ بزرگ بھی سیدھے اور متقدر مین بزرگون مین سے صاحب جذب و تاثیر گذرے ہیں اصل زمانہ الکا یا یا نہیں جاتا کہ کب اور کس زمانہ مین ہوئے ہیں لوگ انکی نسبت بھی مشہور کرتے ہیں کہ میران بادشاہ کے بھائی تھے۔

حضرت پیر ذکی قدس

اس بزرگ کا مزار عین دروازہ ذکی کے درمیان ہے اور اسی بزرگ کے نام سے دروازہ شہر کا مشہور ہے تحفۃ الوہلین مین لکھا ہے کہ یہ بزرگ مغلوں کی لڑائی مین شہید ہوا تھا حالت زندگی مین بھی قیام اس کا اسی دروازہ کے اندر تھا جب شہر فتح ہوا اور مغل شہر کے اندر آئے تو اس نے کمال جوانمردی کے ساتھ اونکا مقابلہ کیا آخر شہید ہوا جب سہرا و ترچکا جسم بے سر بھی کفار کے ساتھ لٹا رہا حضرت کے سر کی قبر عین دروازے مین ہے اور جسم کی قبر اندر شہر کے متصل دروازہ ایک طویل مین زیارت گاہ خلق ہے۔

حضرت پیر بلخی قدس

اصلی نام انکا تحفۃ الوہلین مین بھی تحریر نہیں صرف پیر بلخی لکھا ہے مزار ان کا کشمیری بازار کی سڑا ایک مکان کے اندر پختہ چونچ بنی ہو یہ بزرگ لاہور کے شہزاد مین سے ہے جو مغلوں کی لڑائی مین قتل ہوئی اصلی وطن انکا شہر بلخ تھا جب بلخ پر قرف چنگیز خان مغل کا ہوا اور شہر قتل و غارت ہوا تو حضرت وہان سے ہند کو آئے اور لاہور مین آکر قیام کیا جب چنگیزی فوج شہزادہ جلال الدین خوارزمی کے گرجا رسی کے لئے لاہور کو آئی اور وہ بھاگ کر دہلی کو چلا گیا تو کفار نے اس شہر کا محاصرہ کیا مدت تک لڑائی رہی آخر شہر فتح ہوا اور

شہر کے اندر پھر بلخی بھی اپنے مریدوں و شاگردوں کے ساتھ کفار کے نزعہ میں آگئے اور شہید ہوئے۔

پیراج الدین المشہور پیر سراجی قدس

یہ بزرگ بھی لاہور کے اندر کے بزرگوں میں سے بہت مشہور بزرگ ہے محلہ جوڑی میں انکا مزار ہے عہد سلطان محمد تغلق میں بنجارا کی طرف سے یہ لاہور میں آکر قیام پذیر ہوئے طاہری علم میں بھی انکو کمال حاصل تھا بالنی علم میں بھی یہ طاق و یگانہ آفاق تھے بادشاہ نے بہ حیدر تکلیف دے کہ عہدہ قضا منظور کریں حضرت نے منظور کیا اس بات پر بادشاہ کمال غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ انکو قتل کر دیا جائے یہ بات سنکر لاہور کے عمائد و ارکان جمع ہو کر بادشاہ کے پاس گئے اور جان بخشی کرائی اوس روز سے حضرت نے طاہری تدریس کا کام بند کر دیا مریدوں کو بھی جا بجا رخصت کیا اور گوشہ تنہائی میں ہو بیٹھے یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

پیر بھولا لاہوری قدس

یہ بزرگ لاہور کے بزرگوں میں سے مست و مجذوب صاحب جذب و سکر و کشف و کرامت تھا سوائے خرد سال لڑکوں کے کسی سے اسکو محبت نہ تھی ہزاروں روپیہ کی اسکو فتوحات ہوتی اور یہ خود سال لڑکوں کو تقسیم کرتا تھا جب کوئی لڑکا اسکے پاس آتا یہ بغل سے بڑو کر امت شیرینی نکال کر دیتا لوگ اکثر اس بات کا امتحان بھی کرتے تھے مزار انکا لاہور کے اندر محلہ چھیلیہ کے حمام کو اندر چتہ بنا ہوا ہے اور اب تک یہ مشہور ہے کہ آٹھویں دن خود سال لڑکے جمع ہو کر گلی یا چوٹی حضرت کی قبائلیں پر کوہ میں بناتے ہیں اور چراغ روشن کرتے ہیں پھول چڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیر بھولا کی خانقاہ ہے لاہور میں یہ رسم عام ہے۔

مزار شہید گنج واقع محلہ سادھوان

اس مقام پر اگرچہ قبر ایک ہے مگر ہزاروں شہید و فاسی ہوئی ہیں اس کا وقوع اس طرح درج تحفۃ الاولیاء میں ہے کہ جب سلطنت سلاطین غزنوی کی پنجاب میں ہو گئی اور لاہور دار الحکومت قرار پایا تو مدت تک سلاطین غزنویہ کی سلطنت پنجابی پنجاب میں رہی آخر جب شاہ بہرام کے وقت آپس میں سلاطین غزنویہ کے فساد پیدا ہوا تو پنجاب کی حکومت بالکل ضعیف ہو گئی اوس وقت راجہ انگپال راجہ جیپال کا بیٹا راجگان ہند کا لشکر لیکر لاہور پر چڑھ آیا چھ مہینے تک شہر والے لوگ لڑتے رہے ہر چند غزنی سے مدد طلب کی کوئی لشکر نہ آیا آخر شہر فتح ہوا اور بہت سے مسلمان ہندوؤں نے موقع پا کر قتل کر ڈالے اس محلہ میں بھی قتل عام ہوئی اور بقدر دہزار نقش کے مسلمان اس جگہ پر دفنائے گئے اوس وقت ہندوؤں نے لاہور پر دخل پا کر مسجدین گرا دیں بت خانہ دوبارہ قائم کر دیئے چندے عملدار سی ہندوؤں کی یہاں رہی پھر جب غزنی سے لشکر قاہرہ لاہور پر آیا تو انگپال مارے خوف کے بھاگ گیا اور ہندوؤں کی قتل عام ہوئی یہ مزار نہایت متبرک ہے۔

وان شہید قدس سرہ العزیز

یہ مزار ایک گوشہ میں سر راہ مسقف مکان کے اندر شہنشاہ کے طویلہ کے پاس ہے اصلی نام انکا معلوم نہیں وان شہید کر کے مشہور ہیں ہر سال اعتقاد مند لوگ ملکر عرس کرتے ہیں۔

سلطان باہو قدس سرہ

یہ بزرگ بزرگان پنجاب میں سے صاحب جذب و سکر و عشق و محبت و صدق و صفات تھے انکے قول و ابیات و اشعار پنجابی زبان میں بہت مشہور ہیں جس کے اخیر میں ہو کا لفظ آتا ہے انکی شہرت پنجاب میں کمال ہے اور کوئی ایسا مخضر

نہیں جو ان کی بزرگی کا قائل نہواں کی تصانیف عربی و فارسی میں بمضامین
توحید بہت ہیں چنانچہ تین چار کتابیں مؤلف کی نظیر سے گذری ہیں کتبوں کے
دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ حضرت بڑے عالم متبحر تھے غرض کہ ظاہر و باطن علوم
کے حضرت جامع تھے اور فیض طریقت اس قدر جاری تھا کہ ہزاروں لوگ مستفید
ہوئے بلکہ اوس جنگل کے جس قدر پرند ہیں وہ بھی یا ہو کا ذکر کرتے ہیں
حضرت کا روضہ جنگ کے علاقہ میں پندرہ کوس اوس مقام سے جہان دریا
راوی و چناب ملتے ہیں واقعہ ہے انکا فارسی دیوان بھی نہایت مطبوع قادر سیلا
میں حضرت بڑے مرتبہ کے فقیر ہیں۔

سید کمال المشہور پیر جہانیاں قدس

اس بزرگ کا مزار قصبہ چویناں میں زیارت گاہ خلق ہے مکان نہایت متبرک
ہے اور قبر بہت لمبی ہے حضرت سادات پنجابی میں سے صاحب کمال
سید تھے انکی اولاد بھی قصبہ چویناں میں رہتی تھی دور دور سے لوگ
انکی زیارت کو آتے ہیں۔

شیخ فتح شاہ امرت سہری

یہ بزرگ بھی امرت سہری صاحب کمال مسست و مجذوب گذرا ہے ان کی
کشف و کرامات اکثر خلقت کی زبان زد ہے۔

شیر شاہ قادری ملتان

یہ بزرگ مشہور ترین بزرگان ملتان سے ہیں خاندان قادریہ عالیہ میں
حضرت کشف و کرامات و مظہر خوارق و کرامت تھے ہزاروں لوگ اس
خاندان کے مرید ہیں حضرات سادات گیلانی صاحبان اویج کے ساتھ انکا
پیری شجرہ ملتا ہے سید حامد گنج بخش اویجی سے انھوں نے فیض حاصل کیا

سجادہ نشین اس مزار شریف کی بھی ظاہری و باطنی عزت رکھتے ہیں کنارہ دریا پر ملتا ہے
پانچ گوس پیران کا مقبرہ معلیٰ ہے۔

پیر محمد شاہ شیرازی چشتی

مقبرہ اس بزرگ کا موضع فرنگ کے پاس ہے خاندان چشتیہ میں ان کی
بیعت تھی موضع فرنگ میں جو بلوچ کی قوم رہتی ہے سب کی بیعت حضرت
کی خدمت میں تھی فیض آپکا بہت جاری تھا حضرت ملک خوشاب کے سید
تھے شاہ پوران کا اصلی وطن تھا سنہ ایک ہزار و یک سو میں ان کی وفات
ہوئی۔

پیر ہادی سنہا

یہ بزرگ شمس سید اولاد شاہ شمس الدین تبریزی سے تھے ان کے والد کا
نام سید عبد القادر تھا مقبرہ انکا لاہور کے باہر لب شرک جو میان میر کوٹاں رگلی
سے جاتی ہے بہت پرانا پختہ مسقف بنا ہوا ہے جس میں ایک تو انکی قبر اور
دوسرے اور تیسرے محن شاہ اور عبد اللہ شاہ ان کے بھائیوں کی ہے یہ مقبرہ
بابر شاہ کے عہد میں تعمیر ہوا پہلے اس مقبرہ کی عمارت سنگین تھی سکھوں کے
وقت میں رنجیت سنگھ نے اس کا پتھر اکھڑا لیا اور قبرین دوسری میں لینے
اصلی قبرین تو تہ خانہ میں ہیں اور اوپر نقلی قبرین بنائی ہوئی ہیں سنہ چھ سو
ایک سو میں ان کی وفات ہوئی ان کی اولاد سادات ناز و دل وغیرہ سب
اب شیعہ مذہب رکھتے ہیں۔

شہر شاہ لاہوری

قادریہ سلسلہ میں یہ بزرگ صاحب کمال مشہور تھے محمد فاضل قادری کے
یہ مرید تھے اکیسویں برس کی عمر میں انھوں نے وفات پائی مقبرہ ان کا پیرانی
پڑاؤں و درمیان لاٹ صاحب کی کوٹھی کے جنوب کی طرف ہے اس

بزرگ کے مرشد محمد فاضل بڑے عالم و فاضل مرد تھے تمام عمر انھوں نے تدیس جاری رکھی پڑانی مسجد اون کی اب تک موجود ہے اگرچہ قایم نہیں مگر نشان باقی ہیں۔

حضرت شاہ درگا ہی قادری

یہ بزرگ حضرت شاہ چراغ گیلانی لاہوری کے مرید صاحب کشف و کرامات و صدق و صفا و زہد و ریاضت تھے دعا انکی حاجت روائی حاجت مند ان کی لیے اکسیر عظیم تھی دن رات اہل حاجت کا ہجوم حضرت کے دروازے پر رہتا تھا مزار حضرت شاہ اسماعیل محدث کے ورلی طرف انکا مزار ہے اور ایک چاہ جسکو لوگ پانی وایتان والہ چاہ کہتے ہیں حضرت کے مزار کے جنوب کی طرف ہے اوس چاہ کے زمیندار حضرت کے مرید تھے اتفاقاً اوس زمیندار کے بیٹے کے پین پر اوس قسم کے پھوڑے نکل آئے جسکو پنجابی زبان کی اصطلاح میں پانی داتی کہتے ہیں زمیندار لڑکے کو حضرت کی خدمت میں لے آیا اور التجا کی کہ اوس شفا کے واسطے دعا کریں حضرت نے فرمایا کہ اس مرض کے واسطے تیرے چاہ کا پانی دوا ہے اسکو اوس چاہ کے پانی سے نہلا دو چنانچہ اوس نے نہلایا تو لڑکا کافی الفور اچھا ہو گیا اوس روز سے آج تک اتوار کے روز لوگ اپنے بچوں کو جسکو یہ مرض ہوتا ہے اوس چاہ پر لیجا کر نہلاتے ہیں خدا کے حکم سے شفا ہو جاتی ہے بعض اوس چاہ کے حوض سے ٹھیکر می لے جاتے ہیں اور اُسکو پھوڑے پر لگاتے ہیں۔

شاہ ضیاء الدین شروانی

اس بزرگ کا رہنمہ موضع مننگ کے شمال کی طرف لاہور کے باہر ہے اصلی وطن انکا ملک شیروان تھا وہاں سے یہ لطلب حق ہند کو آئے اور خواجہ شمس الدین ترک چشتی پانی پتی کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل پائی بعد

وفات ان کے لاہور میں قیام کیا اور تمام عمر ریاست و ارشاد و طالبان خدا میں مصروف رہے بعد وفات یہاں مدفون ہوئے۔

مخدوم شاہ عالم صدر جہان قدس سرہ

یہ بزرگ بزرگان دین متین سے صاحب عشق و محبت و زہد و ریاضت کشف و کرامت دہلی کے علاقہ میں گذرے ہیں ظاہر و باطن علوم میں انکو کمال حاصل تھا ہزاروں لوگ ان کے وسیلہ جمیلہ سے متزل مقصود تک پہنچے تمام عمر انھوں نے زہد و ریاضت و ہدایت و ارشاد میں گذرانی مزار انکا قصبہ وزیر آباد میں یا رنگا خلق ہے اور وفات انکی سنہ ایک ہزار ایک سو پچیس میں واقع ہوئی اور مخدوم شہ عالم مادہ تاسیخ وفات ہے۔

سید مخدوم حبیب الدین صدر جہان قدس سرہ

یہ بزرگ مخدوم شاہ عالم کے جانشین صاحب مقامات بلند و مدارج ارجند تھے خاندان قادریہ شیعہ نقشبندیہ میں حضرت کو اجازت ارشاد کی حاصل تھی مدت مدید تک حضرت نے خاص شہر دہلی میں ہنگامہ سستیخت گرم رکھا اور ہزاروں لوگوں کو خدا تک پہنچا دیا اس بزرگ کا مزار شہر دہلی کے اندر محلہ روشن پورہ میں ہے اور سجادہ نشین بہاء الدین عرف عبداللہ شاہ تخلص بشیر میں جنکی زیارت سے مؤلف کتاب بھی بہرہ یاب ہوا ہے سنہ ایک ہزار ایک سو بیاسی میں حضرت فوت ہوئے۔

ایوب میر میران خلیفہ مبارک حقانی گیلانی قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان قادریہ عالیہ صاحب شہریت و طریقت گذرے ہیں بیرون لاہور انکا مزار گورستان میانہ میں ہے ان کے خاندان میں اب تک فیض طریقت

جاری ہے چنانچہ حضرت سید پیر نظام الدین الشہر پوریان والہ ان کی اولاد سے اب تک لاہور میں موجود ہیں اور انکا شجرہ اس بزرگ کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ سید نظام الدین بن سید احمد شاہ بن سید قایم شاہ بن سید جانی شاہ بن سید احمد شاہ بن سید رسول شاہ بن سید احمد الشہر پور بالو شاہ بن سید عبدالواحد بن سید نظام الدین حسن بن سید ایوب صابر میر میران رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

شاہ عبدالرزاق کی قدس سرہ

یہ بزرگ شاہ موج دیو یا بخاری کے مدینے کے اول شہر سہرورد سے یہ لاہور میں آئے اور اکبر بادشاہ کی نوکری اختیار کی پھر تارک الدنیا ہو کر فقر اختیار کیا اور حضرت میران محمد شاہ موج دریا سہروردی لاہوری سے وہ فیض پایا کہ قطب زمانہ ہو گئے بازار نار کلی میں انکا مقبرہ بزرگ نیلگون مشہور ہے اور پاس اوس کے ایک مسجد عالیشان بنی ہوئی ہے جسکو منشی نجم الدین مرحوم نے دوبارہ مرمت کر کے آراستہ کیا سنہ ایک ہزار چوراسی میں انھوں نے وفات کی۔

پیر زہدی لاہوری قدس سرہ

تام اصلی اس بزرگ کا وجہ الدین تھا پہلے اس نے فیض سلسلہ نقشبندیہ مجیدہ شیخ سعدی بخاری لاہوری سے پایا جب شیخ سعدی فوت ہو گئے اس نے شیخ جان محمد سہروردی لاہوری سے فیض طریقہ عالیہ سہروردیہ حاصل کیا پھر جان محمد کی وفات کے بعد یہ لاہور سے نکل گیا اور رومی زمین کی سیر کی بہت سے بزرگوں سے طریق مختلفہ کا فیض پایا مکہ و مدینہ و بیت المقدس و بغداد و کربلا و نجف اشرف وغیرہ مقامات میں یہو نیکر تکمیل پائی آخر خدمت حضرت میران شاہ بھیکھیہ ہشتی کے یہو نیکر فرقہ قائدانہ تہتہ کالیا پھر لاہور میں آیا اور شاہ محمد

غوث لاہوری سے کلاہ سلسلہ قادریہ حاصل کی غرض کہ ہر ایک طریق میں یہ بزرگ شیخ کامل تصور کیا جاتا ہے اور کمال زہد و ریاضت سی نہی کے خطاب سے مخاطب ہوا آخر سال یکہزار ایک سو چالیس میں مرگیا موضع مزنگ کے پاس ان کا مزار زیارت گاہ خلق ہے۔

پیر زری المشہور پیر از غیب

علی مخدوم گنج بخش بھویرہی کے مزار کے پرلی طرف یہ مزار بلند چوتیرے پیر اس بزرگ کا اصلی حال کچھ ظاہر نہیں ہوتا مشہور اس طرح ہے کہ زیب النساء شہزادے یہاں کوئی عمارت بناتی تھی خدا کی قدرت سے اُس کے مقام کی دیوار گر جاتی تھی جب زمین کھودائی تو ایک پیرانی قبر وہاں سے نکلی اوس نے اوسکو بلند کر کے بنادیا کرامت اسکی یہ مشہور ہے کہ جبکی گئے پر درم پیر جا نہ یہاں سے ایک سنگ نیرہ اوٹھا لیجاتا ہے اور اوس درم پر پھیرتا ہے جب شفا ہو جاتی ہے تو اوس ٹوہیلہ کے برابر مصری وزن کر کے بانٹ دیتا ہے اور ٹوہیلہ پھر یہاں ہی چھوڑ جاتا ہے اکثر لوگ اس بزرگ کی زیارت کو آتے ہیں۔

حضرت پیر بہان قدس

اس بزرگ کا مزار لاہور کے دہلی دروازی کے باہر واقع ہے اصل انکا شہر بنجرات تھا بہان سے بعد اکبر شاہ ہند کو آئے لاہور اگر قیام کیا لاہور کے بزرگوں میں انیر شاہ بلاول سے قادریہ فیض پایا جب فوت ہوئے تو یہاں دفن کئے پہلے یہ مکان بہت عمدہ بنا ہوا تھا مگر جب بعد سلطنت کٹرک سنگ و نونال سنگ اوسکے بیٹے نے کلاہور کے باہر دور دور تک مکانات صاف کر کے میدان بنا دیں اوسوقت یہ مکان بھی گرا دیا گیا بعد گرنے کے خدا کی قدرت سے

کھڑک سنگہ و نوہال سنگہ پائیٹا ایک روز مر گئے اور وہ چوہیز تو قوف ہی تو اعتقاد مند لوگوں نے پھر یہ مزار تعمیر کر دیا۔

حضرت شاہ رحمۃ اللہ قریشی قدس

یہ بزرگ حضرت شیخ بہار الدین زکریا ملتانی کی اولاد سے ملتان سے لاہور میں آیا چونکہ مرد عابد و زاہد و خدا پرست صاحب کشف و کرامت تھا بہت سے لوگ اسکے مرید ہو گئے اور اب بھی انکی اولاد لاہور اور موضع ڈھولن وال میں موجو ہیں اور مریدوں سے نذر لیکر گزارہ کرتے ہیں چنانچہ انہیں سے ایک شخص بہادر شاہ نام مولف کتاب سے بھی واقفیت رکھتا ہے ملتانی دلاہوری سی و امرتسری جولاہی دریائی باغ اس خاندان کے مرید بہت ہیں یہ مزار فرشتوں کا مزار کہلاتا ہے اس سبب سے کہ ان کے گھر کے سہار مرید بہت تھے جب شاہ رحمۃ اللہ فوت ہو گئے تو دن کو اونکے کارسہ کار شاہی سے فراغت نہیں ہوتی تھی رات کو انھوں نے جمع ہو کر ایک رات میں مزار کو تعمیر کر دیا اور مشہور ہو کہ رات کو فرشتے بنا گئے ہیں پہلے یہ مکان بہت اچھا بنا ہوا تھا سکھوں کے وقت میں سکھ اسکو گر کر لے گئے اب پھر مریدوں نے بنایا ہے۔

مکان مزار حاجی جمعیت مزہوم مزار قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم

یہ مزار ریل کے پڑاؤ کے شمال کی طرف خیبر آباد پڑا ہے پہلی نام اس بزرگ حاجی جمیل تھا اور جمعیت بخد مت شاہ رنگ بلاول حضرت لال حسین لاہوری کے خلیفہ کے خدمت میں تھی چونکہ بزرگ اس بزرگ کے ایران سے آئے تھے وہ قدم رسول کا ایک تپھر سرخ ہمراہ لائے تھے حاجی جمعیت نے یہ تپھر اس مقام پر رکھ کر اوپر قدم شریف کے گنبد بنوایا پہلے یہ گنبد کالسنی کا تھا

اور یہ عبارت در باب حال قدم شریف ریوضہ کے تین طرف لکھی تھی اور لفظ کتاب ہذا نے خود اسکی نقل اپنے قلم سے کی تھی عبارت انہ مسوؤن مسوؤلی انہ سالم ومن سالم الی ابنہ مسلم ومن مسلم الی ابنہ عاقل ومن عاقل الی ابنہ جوہر ومن جوہر الی ابنہ باقر ومن باقر الی ابنہ اسعد ومن اسعد الی ابنہ نصیر ومن نصیر الی ابنہ طاہر ومن طاہر الی ابنہ طیب ومن طیب الی ابنہ مجیب ومن مجیب الی ابنہ حبیب ومن حبیب الی ابنہ جمیل۔ اس عبارت کے پہلے چند الفاظ کے حروف اوڑھ گئے تھے مگر بخوبی ثابت ہوتا تھا کہ یہ قدم شریف اتنے پشت حاجی جمیل کے خاندان میں رہا مگر افسوس کہ اب کسی نے گنبد کے کالشی کا رنگت اوڑھا کر سفید استرکاری کر دی ہے اور قدم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کمال بے ادبی کے ساتھ گنبد میں رکھا ہے۔

فضل شاہ مجذوب نوشاہی

اس بزرگ کا عروج آخری سلطنت سکھوں میں بہت ہوا مہاراج اور مہاراج و وزیر اس کے پاس آتے اور صدر روپیہ نذر کا دیتے جو اسکا بیٹا بلند شاہ اوٹھا کر لیجاتا تھا یہ متانہ حالت میں پھرتا لوگوں کو گالیان دیتا خصوصاً راجہ دینا ناتھ اسکا کمال معتقد تھا یہاں تک کہ ایک منشی اسکی طرف سے اس کے پاس حاضر رہتا جو کلام یہ منہ سے کرتا کہ غدیر لکھ لیتا ہزاروں روپیہ نقد و جنس راجہ دینا ناتھ اس کے بیٹے بلند شاہ کو دیتا نوشاہیہ قادیان خاندان میں بیعت اس بزرگ کی بخدمت رحمان شاہ کی اور اسکی بخدمت محمد صدیق کے اور اسکی بخدمت شاہ فرید لاہوری کے اور اسکی بخدمت پیر پنیار کے اور اسکی بخدمت حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کے تھی یہ مکان راجہ دینا ناتھ نے حضرت کی زندگی میں بنوایا تھا پچیس برس کا عمر میں ہوا کہ یہ بزرگ مر گیا اور یہاں دفن ہوا۔

حضرت شاہ کنہہ نوشا ہی

نوشا ہی خاندان کے بزرگوں میں یہ بزرگ صاحب کشف و کرامت مشہور ہے جو دہلویں ربیع الاول ۹۱۱ھ میں یہ فوت ہوا پہلے یہاں عرف چار دیواری کے چاروں طرف تھی اب ارادت مند لوگوں نے گنبد بنا دیا ہے سوچی دروازے کے باہر حضرت کا مقبرہ ہے اس خاندان کے مرید بھی اکثر لوگ شہرین ہیں۔

شیخ موسیٰ کھوکھر

اس بزرگ کا مزار محکمہ جی کے روہڑ بھائی دروازے کے باہر ہے آدمی بہت بزرگ تھے شیخ بہلول دریائی سے انکو فیض پہنچا شیخ لال حسین لاہوری بسبب پیر بھائی ہونے کے انکا کمال اوج کرتے تھے تمام عمر انکی ریاضت و محنت میں گزری۔

شیخ ختم

اس بزرگ کا روضہ بدھو کے پڑاؤہ کے غرب کے طرف بھی گنبد بہت عمدہ پختہ بنا ہوا ہے اندر گنبد کے آیات قرآنی درود شریف اور قطعہ تاریخ وفات لکھا ہے اب غیر آباد ہے معلوم نہیں ہوتا کہ کس خاندان کا یہ بزرگ تھا۔

قطعہ تاریخ یہ ہے

قطب حق شاہ محترم زہان ارفق در بزم اولیا سنی سلف
سال تاریخ رحلتش ختم گفت طبع سلیم نیک خلف

حضرت شاہ فرید نوشا ہی

یہ شخص نوشا ہی بزرگ صاحب کمال گذرا ہے قوم سے سید تھا پہلے یہ امرای بادشاہی میں سے صاحب منصب و جاگیر گنا جانا گاہ جاوب حقیقی نے

اسکو اپنی طرف کھینچا اور شیخ پیر محمد سچپار کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا ذکر الہی نے ایسی لذت بخشی کہ دولت و مال تمام و کمال براہ خدا محتاجوں کو دیدیا اور فقیر ہو کر تکمیل نسبت میں مصروف ہوا بعد تکمیل خرقہ خلافت پاکر لاہور آیا نہرا روں لوگ مرید ہوئے اب بھی اس سلسلہ کے مرید لاہور میں بہت ہیں موضع دھوکا وال کے قریب لاہور سے تین میل یہ مزار جنوب کی طرف ہے۔

سید عبدالقادر لاہوری

اس بزرگ کا مزار موضع منگ سے شرق کی طرف ہے یہ حضرت سید گیلانی سید جلال الدین بنیادی کے بیٹے تھے اکبر بادشاہ کے عمدین انھوں نے ہند کی سیر کا ارادہ کیا اور لاہور میں بعد سیر و سیاحت قیام پذیر ہوئے انکی بزرگی کا شہرہ سنکر نواب میر کفایت خان نے اپنی لڑکی انکے نکاح میں دی اس سے تین فرزند ہوئے ایک سید حاجی دوسرا سید سلطان تیسرا سید غیاث الدین المشہور سید دولت شاہ سید حاجی کے گھر سید فتح محمد ہوا اس کا فرزند سید حمید اوسکا بیٹا سید سعید اوسکا بیٹا سید شاہ حسین اوسکا بیٹا سید زندہ علی اوسکا بیٹا سید شہسوار جو اب سجاد نشین مزار شیخ طاہر بندگی کا ہے اور پوتا زندہ علی کا بہادر شاہ بن چرخ شاہ جو مڑکئی کا کام کرتا ہے۔

مزارات احاطہ تکیہ بنی والہ موجودہ لاہور

اس احاطہ میں دو چار دیواریاں اور تین چبوترے پختہ چونہ گج موجود ہیں انہیں مزارات حضرات سادات گیلانی سید محمد غوث اوچھی جلی گیلانی کی اولاد کے ہیں جنکا ذکر خیر پہلے چین میں مذکور ہو چکا ہے ایک چبوترے پر مزار سید صوفی علی کے انکے باپ کا سید بدر الدین بن سید ہما عین نام تھا علاوہ اسکے سید عمر و سید ہاشم و سید عبدالقادر المشہور شاہ گدا بھی اسی چبوترے پر مدفون ہیں اور چار دیواری بن

مزار سید قاسم بن سید صوفی اور اونکے اولاد کے قبور بہن دوسرے چار دیواری
میں مزارات حضرت سید میرن شاہ میر میران و سید ابوالبرکات سید شاہ اور
ادس کے پاس کے چبوترہ پر مزار سید اسماعیل کے اور ایک علیحدہ مکان پر مزار
حضرت پیر محمد شاہ گیلانی کے جنکے فرزند بلند پیر شاہ سردار زندہ و حیات بہن
خدا سلامت رکھے۔

مزار چیراغ شاہ

روشنائی و روازہ لاہور کے باہر یہ مزار ہے پہلے یہاں ایک بزرگ سید علی نام
گیلانی ملک و کن سے آئے وہ سال ایک ہزار دو سو تالیس میں فوت ہو کر یہاں
مدفون ہوئے اونکے بعد انکا جانشین چیراغ شاہ یہاں مقیم ہوا یہ شخص صاحب
عبادت و ریاضت تھا اس نے بہت فروغ پایا اور مدت العمر یہاں رہ کر خدا پرستی
و ہدایت و ارشاد میں مصروف رہا سلسلہ اس بزرگ کا قادریہ تھا قبر چیراغ شاہ
کی بھی اسی احاطہ کے اندر ہے۔

مزار مرگ نینی

اصلی نام اس بزرگ کا محمد سلطان تھا چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت خوبصورت تھیں
اس واسطے مرگ نینی کے خطاب سے مخاطب ہوا شجرہ اسکا خاندان قادریہ عالمیہ
میں اس طرح پیر و ریافت ہوا کہ محمد سلطان مرید سندھی شاہ کا وہ عاقل شاہ کا
وہ ملا شاہ کا وہ سلیمان شاہ کا وہ حضرت نور جمال کا اور وہ محمد شفیع قادری کا
اور وہ محمد حیات ولی کا اور وہ حضرت شاہ قمیص قادری سادھوری کا جنکا کوکر
خیر پہلے چین میں تحریر ہو چکا ہے۔

گنبد مقبرہ حافظ غلام محمد مشہور امام گامون بن محمد صدیق

یہ مزار شہر لاہور کے اندر مسجد وزیر خان کے جنوبی دیوار کے پاس ہے یہ بزرگ
چند پشت سے مسجد وزیر خان کا امام تھا ظاہری علم میں بھی فاضل اجل تھا و عظمیٰ

اسکا پیر تاثیر تھا طریقت میں بیعت اسکی بخدمت شیخ عبداللہ شاہ قاری بلوچ کے تھے جن سے اس نے فیض کامل باطنی علم میں پایا جب وہ فوت ہو گئے تو امام اہل تشیع اس کے صاحبزادے امام مسیور سے اور اب بیٹا اولکا امام امام ہے حافظ غلام محمد شاعر بھی تھے ان کے عاشقانہ ابیات اب تک زبان زد خلق ہیں۔

پیر ڈھل مجذوب

اس بزرگ کا مزار شہر لاہور کے اندر ہے بلکہ وہ تمام محلہ اسی بزرگ کے نام سے ڈھل کہلاتا ہے یہ بزرگ اکبری عہد میں صاحب کشف و کرامت و سکرو جذب تھا بہت لوگ اسکی بزرگی کے قائل تھے اب بھی لوگ جمہرات کے روز اس مزار پر جا کر فاتحہ کہتے ہیں۔

حضرت شاہ گرو دیر ملتان قدس سرہ

ملتان کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب تصرفات ظاہری و باطنی و مدارج صوری و معنوی قطب نامہ فرد لیگانہ فیاض کامل شیخ مکمل تھے حضرت کا قیام مدت مدید تک ملتان میں رہا اور وہاں ہی حضرت کا مزار ہے بعد وفات ظہر کرامت انکی ایہ تھی کہ جو طالب زیارت مزار فیض آثار پر حاضر ہوتا حضرت کے دونوں دست مبارک اوس راستے سے جو حسب الوصیت قبر کے تعویذ میں رکھا گیا تھا قبر سے باہر آتے اور طالب کے ساتھ مصافحہ ہوتا یہ کرامت مدت مدید تک جاری رہی آخر ایک شخص نالائق نے جو کوئی ایسی سبب ادبی کی تو دست مبارک کا باہر آنا موقوف رہا اس خاندان کے مرید لوگ اب تک ہزاروں موجود ہیں اور حضرت کی اولاد بھی صاحب عزت و حرمت ملتان میں رہتی ہے چنانچہ ایک شخص مراد شاہ نام جو سرکار انگریز کے دربار میں بڑا مقرر تھا اس سال ۱۸۹۹ء میں فوت ہوا ہے۔

مفتی شیخ محمد مکرم قریشی قدس سرہ

لاہور کے بزرگ اور علما و فضلاء میں سے یہ بزرگ صاحب شریعت و طریقت و علم و فضل و اہل علم و فقہ و حدیث و تفسیر جامع دولت ظاہری و باطنی تھے اخیر عمر میں بادشاہان چغتائی میں انھوں نے لاہور میں بڑا عروج پایا عہدہ افتاد قضا و فرائض کی سپرد تھے جب سلطنت دہلی کی ضعیف ہو گئی اور احمد شاہ درانی نے لاہور فتح کیا تو اس نے بھی اس بزرگ کو عہدہ افتاد قضا کا دیا اور فرمان و تختی خاص محرمہ ماہ رمضان ۱۱۸۷ھ لکھ دیا جو مولف کتاب کے پاس موجود ہے یہ بزرگ ہم جدی غلام سرور مولف کتاب کا تھا اس طرح کہ مفتی محمد تقی قریشی جدِ پیغم راقم الحروف کے دو بیٹے تھے ایک مفتی محمد تقی اور دوسرے محمد ولی محمد تقی کے بیٹے مفتی رحمت اللہ اور ان کے مفتی رحیم اللہ اور ان کے مفتی غلام محمد اور ان کا فرزند غلام سرور مولف کتاب ہے اور محمد ولی کے بیٹے محمد عظیم اور محمد عظیم کے بیٹے یہ بزرگ محمد مکرم تھے جو اپنے زمانہ میں سرورِ علمای زمانہ ہوئے مگر افسوس کہ ان کی صلبی اولاد اب نہ تو علم رکھتی ہے اور نہ دولت ظاہری صرف ذات کے قریشی ضرور ہیں علم ان کے خاندان سے جاتا رہا مفتی محمد مکرم کے بعد ان کا بیٹا شیخ محمد بخش اور دوسرے علی بخش باپ کے بعد خود دو سال رہ گئے گذارہ ان کا بسبب بے علمی کے باپ کی ہانک اور اس کے فروخت پر رہا پھر محمد بخش کا بیٹا قاد بخش اور قاد بخش کا بیٹا نبی بخش ہوا نبی بخش نے لاہور کا رہنما ترک کر کے موضع منچ میں سکونت اختیار کی لاہور کی جو بلی بھی فروخت کر ڈالی نبی بخش کا بیٹا اب نور دین موضع شاہدرہ میں ایک مسجد کا ملا ہے اور علی بخش نیشنل شیخ مکرم کا بیٹا فیض بخش پیر فیض بخش کا بیٹا امام بخش جدِ مادر می راقم الحروف کا تھا اس کا بیٹا کریم بخش اور کریم بخش کا بیٹا امیر بخش لاہور میں موجود ہے بلکہ سارسا کا کام کرتا ہے۔

شیخ علی رنگریز

یہ بزرگ لاہور کے بزرگوں میں مشہور بزرگ ہے سید جان محمد حضوری کے گوشہء باب کی طرف اسکا مزار ہے تمام لاہور کے رنگریز اسکو اپنا مقتدا و پیشوا تصور کرتے ہیں ہر سال عرس بھی ہوتا ہے یہ بزرگ دو بھائی شیخ علی و شیخ ولی تعلیقیہ سلطنت کے وقت عرب سے لاہور میں آئے اور دوکان رنگریزی کی جاری کی چونکہ ولی کامل تھے تمام لوگ رنگریزانے مرید ہو گئے اور قبول عظیم پایا بعد وفات یہاں مدفون ہوئے۔

شیخ حامد قادری سہروردی قدس سرہ

عبد محمد شاہ بادشاہ میں یہ بزرگ لاہور میں بڑے فقیہ اور عالم و فاضل و پرہیزگار تھے ایک کتاب محفوظ انکی ایک مرید نے جمع کی اور ایک رسالہ حق و تمکون کی بیعت میں انھوں نے خود لکھا باہر شہر کے جہان انکی قبر ہے وہاں شہر آباد تھا اوسی جگہ حضرت درس پڑھاتے تھے مولوی تیمور کی خدمت میں انکی بیعت تھی اور اونکے خدمت شیخ عبدالکریم آوا و نئے خدمت مخدوم طیب اور اون کے خدمت مخدوم برہان اور اون کے خدمت مخدوم جہین اور اون کے خدمت شیخ میلون اور اون کے خدمت حسام الدین متقی اور اون کے خدمت شیخ صدر الدین اور اون کے خدمت شیخ بہاء الدین زکریا بلتانی سنہ ایک ہزار اکتھتر میں یہ بزرگ پیدا ہوا اور چودا ہ جمادی الثانی سنہ ایک ہزار ایک سو چھیا سٹھ میں فوت ہوا لاہور کے باہر مزار ہے۔

شیخ گلشن شاہ مسرت قادری قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار موری دروازہ کے باہر سرکاری باغ کے اندر ہے یہ بزرگ شیخ طاہر قادری لاہوری کے مرید تھے یہ اپنے مستانہ طریق پر ہرگز

شیخ طاہر کے چار خلیفہ تھے ایک ابو محمد قادری دوسرے سید صفونی تیسرے
شیخ آدم بنوری چوتھے شاہ گلشن ہرست جنکا مزار لاہور میں ہے۔

حضرت شاہ حسن ولی

اس بزرگ کا مزار شہر کے اندر ایک مسجد کے صحن میں محلہ موچی دروازہ سے
جو مسجد بوہڑ والی کہلاتی ہے موجود ہے طریق اس بزرگ کا سہروردیہ سنا جاتا
ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ یہ بزرگ کس زمانہ میں ہو چکا ان نہایت متبرک اور فیض ہے۔

حاکمہ تالیف کتاب عجائب موعظت

الحمد لله والمنة کہ یہ حدیقہ ہے غار و گلزار تازہ بہار لفضل کو گار لینے تذکرہ
ابرار فی اجنار حضرات الانیار عین موسم کے وقت میں پھل پھول پر آیا موعظت
نے اپنا دلی مطلب پایا مقام شکر و تسلیم ہے کہ خداوند کریم نے مجھے عاصی و سب
گنہ گار کو اپنے دوستوں کا مشاق بنایا ہے محبت کا راستہ دکھلایا ہے اور یہ
توفیق دہی ہے کہ میں کسی قدر اپنے وقت عزیز کو حضرات ارادلیا کے ذکر میں
صرف کروں اور او کی الفت سے بہرہ پاؤں اگرچہ میں نا کارہ جا اور ہر کار جا
مگر یہ استوق مجھ کو صرف حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی سید
سلطان محی الدین عبدالقادر جیلانی کی محبت میں حاصل ہوا اور محض یہ حضرت
محبوب کی توجہ سے کہ مجھ سے بے کار آدمی سے ایسے ایسے کار سرزد ہونے لگے
ملکہ ایک عاجز ناتوان کو یہ فوت بخشی گئی کہ پہلے اس سے ہنسی جزو کی کتاب
خزنیۃ الاصفیاء نام بزرگوں کے حال میں اوس نے لکھی اور ہر ایک رنگ کو دیکھ کے
خاتمہ پر تاریخی مادہ بھی لکھے مگر وہ کتاب فارسی اور بہت بڑی تھی اور شائقین
ملک پنجاب کا یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا تھا کہ کتنے بزرگ پنجاب کے ملک
میں صاحب طریقت گذرے ہیں اب اس مختصر اردو زبان کی کتاب لکھنے میں
وہ وقت رفع ہو گئی خداوند تعالیٰ مجھ کو اور تمام مسلمان بھائیوں کو اولیاء اللہ کی
محبت کا شایق کرے اور خدا کرے کہ اس زمانہ میں کوئی ایسا آدمی پیر طریقت

مل جائے کہ اوسکی رہنمائی سے میری جیسی گمراہ راہ پر آئیں خدا کی محبت کا راستہ
پائیں کیونکہ اب یہ لوگ غنقا ہو گئے ہیں اور محبت کا حرف لوگوں کے لوح سینہ
سے محاکت کیا ہے باطنی تو کجا ظاہری محبت کا بھی نام و نشان باقی نہیں رہا جو
مسلمان پہلے اپنی زبان سے دوستی کا دعویٰ کرتے ہیں وہ ذرا سے اپنے
فائدہ کے لئے دوستوں سے ایسے روگردان ہیں کہ منہ نہ کھانا اور دیکھنا نہیں چاہتے خواہ

قطع

مردمانے کہ اندرین حین اند	کہ ملائک کے شیا طین اند
بہین مردمان بیاید ساخت	چہ توان کرد مردمان امیند

حضرات اہل محبت و عرفان کی محبت ہے ایسے ناپرساں وقت میں جس کو
خداوند تعالیٰ نصیب کرے غنیت ہے گو بظاہر کوئی صاحب محبت نہیں ملتا مگر
باطنی نسبت اور خدا دوستوں کے ساتھ جو اس ناپرساں وقت سے اول
گذر چکے ہیں رکھنی ایک ضروری امر ہے اور یہ بھاری ذریعہ گنہ گاروں کی
بخشش کا خدا کے حضور میں ہوگا بقول سعدی علیہ الرحمۃ شنیدم کہ درو
امید و بیم : بدان را بہ نیکان : خدا کریم : قطعات تاریخ خاتمہ اس کتاب
کے جو میرے عزیزوں نے لکھ کر دئے ہیں وہ ذیل میں جڑھوتی ہیں اور کوئی غریب و کمزور
از شراج افکار شاعر اہل مال امی نہیال صاحب بہادر خالص ہندی ام علمہ و فضلہ

یہ کیا گلزار ہے گلزار بے خار	سدا پاکشن صدق و یقین ہے
چمن ثانی نہیں ہے کوئی اس کا	اگر ہے تو فقط حلد برین ہے
نشاۃ انگیز ہے یہ تازہ گلزار	کرے سیر اسکی جو اند و کلین ہے
یہ رنگین باغ باغ اولیا ہے	خزان کا دخل کچھ اس میں نہیں ہے
بسال خاتمہ ہندی سے باقی	یکرا گلشن بے خار و دین ہے

نتیجہ طبع مفتی غلام حیدر صاحب لکھنوی خلف مولف	۱۲۹۲
بفضل حق ہوا جب یہ حدیقت	لفرق عند لب دل گل افشان

شہزادہ ہوا مانند فرو دس اسی بستان کو ذوق و شوق میں ہے قیامت تک پھولا پھولا رہی گا لکھی حیدر نے یہ تاریخ تالیف	گل افشانی سے اسکے باغ دوران ہمیشہ عندلیب جان غزل خوان یہ رنگین باغ مثل باغ رضوان کہ طرفہ گلستان اہل عہد فغان
--	---

نیکو فکر و اکبر سید علی شاہ صاحب مخلص الفت لاہوری دام علمہ ۱۲۹۱

یہ کیا سرسبز باغ سروری ہے یہی ہے جلوہ گاہ اہل توحید شگفتہ باغ دنیا میں یہ گلزار لکھا ہے اولیا کا اس میں احوال یہ سال خاتمہ ہے اسکا الفت	کہ جس سے تازہ گلزار جہان ہے میری نظارہ گاہ عارفان ہے رہے جب تک زمین و آسمان ہے بیان اس میں بزرگوں کا بیان ہے کہ یہ کیا گلستان ہے خزان ہے
---	--

از مفتی غلام صفدر صاحب لاہوری خلیف مولف ۱۲۹۲

یہ کیا رنگین حدیقہ واہ واہ نقد فقرہ اسکا ہے رشک چمن جو خدا کے دوست تھے پنجاب میں دور رکھتے ہیں اسی کارات دن مصرع تاریخ کر صفدر رقیم	لال ہے تشریف میں جس نے زبان دستان رنگین ہے اور رنگین بیان حال اون کا اس سے ہوتا ہی بیان جتنے اہل بندگی ہیں بت گان حرز جان تازہ بہ رعاشقان
---	---

از مفتی چرغ دین مخلص روشن لاہوری ۱۲۹۲

چون شگفت اندر جہان این تازہ باغ گشت زارے تاب این رنگین چمن سرور لاہور زمین تالیف نیک حق در اور خطہ پنجاب داد یہ رقم روشن بسال اغتنام	یافت چون بستان جنت برتری گلبن خاطر ز خار غم ہری کرد اندر سدوران حاصل ہری خوبی و نام آوری و بہتدی گفت نادر گلستان سروری
--	--

از غلام اکبر صاحب مخلص اکبر لاہوری ۱۲۹۲

چو سرسبز گردید این تازه باغ	نفیصل خدا مثل باغ جهان
نظر تازه گردند همه چار سو	ز نظارہ اش مردمان جهان
چو سوسن زبان آوران سرسبز	کشاد و نمود و زکیر و صفش زبان
زمانہ ز سیرا سبیش سبز شد	زمین سبز شد سبز شد آسمان
رقم کرد اکسبت ریخ او	کہ عالی مکان گلشن بے خزان

از چراغ دین صاحب المتخلص لایق لاہوری ۱۲۹۲

ختم جدم بیدہ حلیقہ ہو گیا	ہو گیا تازہ شگفتہ لالہ زار
باغ دنیا میں نیا پھول لایہ پھول	رنگ پر آئی نئی رنگین بہار
کاشت ڈالی باغبان دہر نے	جس قدر تھے گلشن عالم میں خار
بار بار آیا وہ اوس کی سیر کو	غور سے دیکھا ہے جس نے ایک بار
اب تو لایق اس کا سال اختتام	لکھ گرامی گلشن تازہ بہار

خاتمۃ الطبع

الحمد لله والمنته کہ کتاب نایاب جس میں جمہور اولیاء اللہ اور عارفان باخدا کا صحیح صحیح تاریخی حال اور ان کے خوارق و کرامات کا ذکر ہے سلسلہ خاندانہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ و سہروردیہ اور احوال در خانوادہ متفرق کاملین کا اور حال مجازیب و مجاہدین ذکر و انماش نام جس کا حدیقۃ الاولیاء ہے تصنیف ماہر علوم و فنون مفتی غلام سرور صاحب لاہوری کہ بڑے واقف تاریخ پاستانی کے ہیں مصنف موصوف نے اپنے وقت عزیز کو ایسی ایسی تادریکات کی تصنیف میں صرف کر کے ذخیرہ نیک نامی وہ جہاں حاصل کیا ہے اور خزانہ الاصفیاء بہت مطول جو بزرگوں کے حالات سے مملو ہے انھیں مصنف مدوح کی کیفیت سے انانوں میں کتاب موصوف بخط پاکیزہ حسب خواہش شایقین بہت صحت سے بطاقت اصل ماہ جولائی ۱۳۱۴ء مطابق ماہ جمادی الثانی ۱۳۱۴ء بمطبع نامی شریفہ فتوت جناب ناشی نولکشور صاحب دام اقبال مقام کانپور میں منطبع ہوئی خدای تعالیٰ مقبول نام فرماوے آمین

بامعنی کتب الایمان کا ترجمہ۔
 مجموعہ توشہ عقبتی۔ در وظائف اسما و اسمی و
 اسرار رسالت بنا ہی
 کشف الحجابات۔ یعنی مالا بدینہ اور دو
 سائل فقہ حنفی میں۔
 تذکرۃ الجمعہ۔ تصنیف مولوی قطب الدین
 بہادر دہلوی و فضیلت جمعہ۔
 فلاح دارین آداب معاشرت شرعی و دنیائی
 ترغیب الفرقان و فضائل قرآن۔
 موضح الحق۔ مسائل جزیئہ ضروری مفید عام
 طالبان دین۔
 تحفۃ الزوجین۔ میان بی بی کے حقوق
 اور ادا کے فرائض معاشرت۔
 احکام العدمین۔ تالیف مولوی قطب الدین
 مرحوم بیان عقیدہ میں۔
 تنبیہ الایمان ترجمہ تبارق الانوار ترجمہ حاد
 اوسلار۔
 تحفۃ العوام ترجمہ کتب سائل سبب امیر
 مظاہر حق ترجمہ شکرۃ توفیق علامہ مدنی پراچند
 نور نامہ۔ نور محمدی کا بیان۔
 قیامت نامہ بہشت نامہ و حالات قیامت
 صبح کا شمارہ حالات بہشت و دوزخ قیامت
 خدا کی رحمت حال بدایش حضرت علیہ السلام
 شرح محمدی عقائد اہل تشن و شمارہ و نوارہ
 مؤلفہ محمد خان قندھاری۔
 اسرار نبوت۔ یہ کتاب فضائل نبوت پر
 بین بطور مولد شریف۔
 ترجمہ النساء مصنفہ مولوی قطب الدین مرحوم
 شرح جمل حدیث تصنیف میر علی صاحب
 بن حافظ محمد علی صاحب۔
 حلۃ العرافین۔ فقہ اثنا عشری کے
 مسائل فقیرہ و اسم عورات کے عمدہ و اتم

یہ ہے تصنیف شیخ مراد علی لکھنوی کے۔
 رسالہ کلید باب الحج۔ تصنیف حاجی انور علی
 احکام بخیرین۔
 سلج السالکین ترجمہ ہمناج العابدین
 تصنیف امام محمد غزالی۔
 فضائل الشہور و المصیام۔ روزہ و نماز
 کی فضیلت میں۔
 تنبیہ الغافلین شریعت اسلام و مسائل دین میں
 فضائل درود و سلام تصنیف مولانا عبد العلی
 انفاس الاکابر و انوار الفکر و سلوک علم دین
 تصنیف مولوی ثنیف اللہ صاحب۔
 گلہ سجدہ کرامات مصنفہ مفتی غلام سرور
 لاہوری و ذکر کرامات حضرت محبوب جانی رضی اللہ عنہ
 گلہ رحمت تصنیف مولانا قطب الدین خاں
 دہلوی و محمد عبد۔
 رسالہ شطرنج سبب عبادہ و تصنیف
 حافظ مولوی عبد اللہ بکراچی۔
 محامد خاتم النبیین۔ ساری غزلیں نبی
 کے محامد میں ہیں۔
 حیرت الفقہ فقہ حنفی میں سوال و جواب
 کے طور پر ہے۔
 سجاد خلد شریعت منظم شمائل ترمذی علم مدنی میں
 تالیف کر۔ تصنیف مولوی حاجی محمد محمد الدین
 خان دہلوی۔
 جواب السائلین فقہ میں نوکد مولانا لعل محمد
 سرور القلوب نے ذکر الجواب
 ہجرات میں پیغمبر علیہ السلام کے۔
 مجمع البحرین فقہ مسائل احسن میں حج
 مدینہ کے بیتان میں۔
 اظہار الحقیقت بعض مسائل فقہ کا حل۔
 تحفۃ المؤمنین۔ فقہ میں تصنیف مولوی
 قربان علی صاحب۔

عقدہ اسرار - مسعودی مؤید الشواہد میں
جواز عدم جواز شاعری کا بیان کنشاد شریع محمدی
اعجاز خورشید مسیح حکایات الاصفیاء مصنف مولانا
ابوالعلا محمد قاسم مطبوعہ مطبع گلشن محمدی -
سیر الشہداء میں مع ترجمہ اردو شہادت میں مع
مجموعہ جوشن صفیر و کبیر - مع ترجمہ اس
مجموعہ میں جوشن صفیر و کبیر درود و طوسی و کا
کیس و غیرہ میں -

فضائل القرآن - تصنیف حافظ مولوی
عبد الغفار صاحب -

حسنہ محمدیہ - تصنیف مولانا نجم الدین صاحب
تفصیل برہنہ -

زاد الحق - شرح اسرار کشتی
جنگ نامہ کر بلا - مع شہادت کر بلا -

ضمان الفردوس - تصنیف مفتی ضیاء الحق
صاحب مطبوعہ مطبع محمدیہ -

طالع حسنہ - تصنیف حکیم رحمان علی خالصہ
مدار الکھام بریلوان -

مجموعہ نسیم حیات - قصیدہ نغمہ خیابان فرود
منتقن فضائل درود -

ناصر الاسرار فی مناقب اہل بیت الاطہار
مطبوعہ مطبع گلشن محمدی -

ترجمہ المناظرین الہامیہ میں - تالیف مولانا
حبیب اللہ صاحب -

ہفت سورہ ترجمہ مطبوعہ مطبع مدنی -
وصیرت نامہ - رسالہ دانشمندانی تصنیف
شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی -

مجموعہ معجزہ آل نبی شہادت نامہ و معجزہ
سر مبارک امام حسین و حیات حضرت حسین
مجموعہ معجزات - معجزہ شوق الہم و معجزہ خواجہ
و غیر ہفت معجزہ مطبوعہ مطبع یا فاضل محمدی
مجموعہ کلیات مرثیہ ہاجر مرزا و میرزا علی محمدی

کسرائی طبعزداد کمال عبادتہ کوئی میں کنشاد
مرزا میر صاحب مرحوم ہر اسکی دو جلد جلد اول
ایضاً - جلد دوم -

رسالہ وجہ تفویض تصنیف ملا محمد باقر
مذہب امامیہ میں

طرا المعانی میں - در جوار النور بر منہ لغین
تصنیف مولوی سید حسین صاحب شہید امامیہ
قصہ مادر مضان -

حکایات الصالحین فی حالات الصلوٰۃ
اردو زبان میں بقید الباب ہر قسم کے مثلاً

باب فوجد باب گریہ و زاری کو اور اس باب میں
حکایات صلیا موقع موقع مذکور ہیں -

اسرار محبت تصنیف فاضل محمد طیبہ الدین مرحوم
مشائخ المنہوت - ترجمہ نندارج الذہن -

نور الہدایہ ترجمہ اردو مسیح و قایہ فقیر
تصنیف مولوی وحید الزمان صاحب -

برج سورہ مترجم و ظایف و تلاوت کو لائق
رائد و نکی مشاوی مصنفہ مولانا

عبد الرحیم صاحب دہلوی -
مجموعہ معجزہ بوجہ فہماں درود تاج و غیرہ

رسالہ مذاق العارفین ترجمہ اردو و حکایات
سنا و ستانامہ مع قصہ سوداگر کی

ظفر طویل شرح حصن و حصین تصنیف
مولانا حبیب الدین خان بہادر -

اوراد فقیرہ مؤلف امیر کبیر سہروردی کا اردو
میں ترجمہ ہے -

ترجمہ اردو کنز الدقائق مستقیمہ احمد
احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق -

غناہ الشاد تین حالات شہادت شہدا
کو بلا و محقق -

حدیقہ الاولیا

3

CALL No. 921 ACC NO. 413
 AUTHOR محمد رفیع
 TITLE تاریخ اسلام

2395

T060606
 9/10/66

Date	No.	Date	No.
T060606	10030		



MAULANA AZAD LIBRARY ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over-due.